آئینہ سکندر جام جم ست بنگر
تا بر تو عرضہ دارد احوال سیر یورپ

۱۸۸۶ع میں

آئینہ سکندری

یعنی

بابو اماشنکر صاحب کا سفرنامہ یورپ

رجسٹری ہوکر

مطبع محب ہند واقع دریا گنج دہلی میں
باہتمام بابو چرنجی لال صاحب طبع ہوا

ا جلد - مطبع محب ہند سے نقد قیمت مل سکتا ہے - قیمت فی جلد عہ - محصول ڈاک و رجسٹری عہ

Dedicated
to
Rai Bahádur Pyarelal; Sahib
Inspector of Schools
DELHI CIRCLE,
As a token of his unselfish efforts
to encourage travelling & promotion
of education among his country men
by:-
his most affectionate cousin
the Author

بیسویں فروری ۱۸۸۶ع کو میں نے یورپ کی سیر کا ارادہ اپنے دوستوں پر ظاہر کیا
میں جانتا تھا کہ میرے احباب مجھے جانے سے منع کرینگے۔ نہ صرف اس سبب سے
کہ ذات برادری کا جھگڑا ہوگا بلکہ اس باعث سے کہ میرے والد ماجد کی شدید بیماری کا زمانہ
ہے۔ اور میرے ننھے ننھے بچے بے ماں کے ہیں۔ جناب والد ماجد بزرگوار کی خدمت
کے واسطے میرے دو چھوٹے بھائی موجود تھے۔ رہے بچے انکے واسطے اپنی بیوی
سے (جو میرے بچوں کی سوتیلی ماں ہے اور ان سے نہایت ہی محبت رکھتی ہے) دریافت
کیا تو اسنے پوچھا کہ تم اپنا جانا جبتک بچے سن بلوغ کو پہنچیں ملتوی کر سکتے ہو یا نہیں
میں نے جواب دیا یہ نہیں ہوسکتا۔ اسوقت اسنے نہایت افسوس سے کہا کہ بچونکا
فکر تو نہ کرو جبتک میری جان میں جان ہے انکو جان کے برابر رکھونگی۔ مگر
جہانتک ممکن ہو تم جلد واپس آنا۔ چونکہ مجھے اپنی بیوی پر پورا اطمینان تھا میں اسکے
اس جواب کو اپنے ارادہ کا مددگار سمجھا اور موقع کی تلاش میں رہا کہ کسوقت ان احباب
سے جو میرے نمونہ گھر میں شریک ہیں ذکر کروں اتفاقاً ایک دوست میرٹھ سے دہلی
تشریف لائے۔ ہمنے نمونہ گھر میں انکو مدعو کیا۔ جب وہ رخصت ہوئے میں نے
اسوقت کو غنیمت سمجھکر اپنا ارادہ لالہ گھاسی رام اور لالہ کدارناتھ پر ظاہر کیا
دونو صاحب میرے اس عزم کو سنکر صرف خوش ہی نہین ہوئے۔ بلکہ فرمایا
کہ ہم ہر طرح سے مدد کے لئے مستعد ہین۔ انشاءاللہ تعالیٰ تمہارے گھر کا وہ بندوبست
کریں کہ تمہارے عزیزوں میں سے کسیکو تمہاری جدائی کا خیال نہو۔ گو اب بھی

پالا و مباحثہ رکھنا چھوڑ [illegible] یہ کہیں آمیز الفاظ [illegible] نہایت ہی خوش [illegible] تھی
احتیاط بھی ہر آن معاف تو احتیاط و مدید شائع کئے [illegible] سے اپنے والد صاحب سے اپنا
ارادہ ظاہر کیا وہ نہایت ہی کشیدہ خاطر اور مغموم ہوئے [illegible]
مصلحت سمجھکر اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا اور ریاست پیارے لال صاحب انسپکٹر
مدارس حلقہ دہلی سے جو میرے تایازاد بھائی ہیں۔ اس ارادہ کا اظہار کیا۔ انہوں
نے فرمایا کہ ارادہ بہت ہی اچھا ہے اور یہ بھی اقرار کیا کہ اگر تمہارے واپس آنے
پر خدانخواستہ اہل برادری نے کوئی جھگڑا کیا تو میں ہر طرح سے تمہارا معین و مددگار
ہوں یہ سنکر مجھے اور بھی تقویت ہوئی۔ اور میں نے ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو روانہ ہونیکا
ارادہ مستحکم کرلیا۔ جب میری والدہ اور ہمشیرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو گھر میں کہرام مچ
گیا۔ ناظرین خیال کرسکتے ہیں۔ کہ ماں اور بہن کے آنسو ان تکالیف کو بیان کرسکے
جو انکے بچے یا بھائی پر آنے والی ہوں آنکھوں سے نکلیں تو ذرا پتھر کیسی چوٹ لگتی
ہے مگر میں سنگدل ہو گیا۔ یہ تو مجھسے نہو سکا کہ اپنے آنسوؤں کو روکوں مگر
انکے رونے دھونے سے میرے ارادہ میں کچھ خامی نہ ہوئی۔ ۲ مارچ کی رات کو جناب
والد بزرگوار نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ بیٹا اکل صبح کو تم جاؤگے۔ گھر کا تمنے سب بندوبست
کردیا۔ مگر میرا کیا بندوبست کیا؟ میں نے عرض کی کہ میں نہیں سمجھا اس سے آپکا
کیا مطلب ہے۔ فرمایا کہ میں جاں بلب ہوں اسی برس کی عمر ہو چکی اور کہاں تک
زندگی کی امید ہو۔ آبدیدہ آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ کیا اس عمر [illegible] اس حالت
میں اپنے لخت جگر کو جسکے واسطے ہزاروں منتیں مانگیں [illegible] منتیں کی تھیں
یوں علیحدہ ہونے دوں؟ ناظرین خیال کرسکتے ہیں یہ حالت کیسی نازک اور یہ
الفاظ کیسے پر اثر تھے؟ میرے دلمیں آیا کہ ابھی اپنا ارادہ ملتوی کردوں مگر پھر خیال
آیا کہ اب زبان سے نکال چکا ہوں لوگ کیا کہیں گے قول مردوں کا نہیں کام
ادھورا کرنا۔ درکن جس بات میں دینا اسے پورا کرنا میں بالکل خاموش رہا جب صبح
ہوئی اور میں ریل پر جانیکے لئے مستعد ہوا۔ اسوقت ایک عجیب عالم تھا۔ گھر تھا کہ

ہمارے حال پر نہایت شفقت اور مہربانی فرمائی اور بہت سی ...

نہایت ہی افسوس ہے کہ اُنکا روپیہ پاس سے گم ہو گیا اور نام ... یاد نہیں ...
اب حیران ہوں کہ اُنکو لکھوں تو کیونکر لکھوں ... لا پتہ وا یا جھوٹا آدمی نہ سمجھیں ... مجبور
ہوں۔ اگر اب وہ مجھے لکھیں تو میں اُنکی عنایت کا نہایت شاکر ہوں اور انکا روپیہ ادا
کروں۔ اب حسب معمول ریل چلدی باقی بمبئی تک کا سفر معمولی تھا صرف یہ بات
قابل بیان ہے کہ احمدآباد میں جو حسن خوبصورتی دیکھی ایسی ہندوستان میں
جہاں تک کہ میں نے سفر کیا ہے اور کہیں نہ دیکھی تھی اور یہ جو مثل سنی تھی کہ دکن کی
عورتیں آدمی کو مینڈھا بنا کر رکھتی ہیں اور واپس نہیں آنے دیتیں اُسکے معنی یہ سمجھتی
ہوں کہ اپنے حسن خداداد سے مرد کو گرویدہ کر لیتی ہیں کہ پھر وہ واپس جانے
کا نام نہیں لیتا پردہ یہاں بالکل نہیں ہے عورت مرد سب نہایت محبت سے
پیش آتے ہیں بہت ہی خلیق ہیں۔ اُنکی مہمان نوازی کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا
بمبئی کی طرح یہاں بھی اکثر دکاندار انگریزی سمجھتے ہیں جب ہم بمبئی پہنچے تو ایک
دوست کے مکان پر اُترے اُنکے پاس صرف ایک کمرہ کرایہ پر تھا اور اُنکے تین اور
دوست بھی اُسمیں ٹھہرے ہوئے تھے جب ہم جا پہنچے تو اب سات آدمی ایک کمرہ میں
جیسے تیسے ٹھونس کر گذارا کیا اب وہاں کا حال سنیے۔ بازار نہایت وسیع مکانات
کو بھی نہایت صحن بالکل ندارد مکان اکثر پیچ منزلے بعض چھ سات منزل کے بھی
تھے مگر تین منزل کا کوئی نہیں دیکھا یہاں کے مکانوں میں مٹی گارہ بہت کم لگا
جاتا ہے سب لکڑی اور لوہے سے بنتے ہیں۔ بیوپار یہاں اتنا ہے کہ ہندوستان
میں شاید ہی کہیں ہو۔ ابھی ساری منڈی مال سے بھری اور ابھی خالی ہمارے
شہر میں تو اسکا عشر عشیر بھی نہیں ... مسٹر ... کے ساتھ پارسی کلب میں دو دفعہ گئے
وہاں کی کیفیت و ... سے معلوم ہوا کہ یہ قوم بھی ایسی ہی لطف سے زندگی بسر
بسر کرتی ہے جیسے انگریز۔ علم کی ترقی قابل آفریں تجارت کی ترقی قابل تحسین۔
ان کو یہاں ہر طرح کی ... آ سکتی ہے چونکہ یہ شہر سمندر کے کنارہ پر ہے

بجے زیادہ تر مسافر ... کو چھوٹی حاضری کھانے میں شریک ہوتے
پیالہ اور بسکٹ ملتے تھے اس سے شاید تعجب ہو کہ صبح ہی
انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ بستر سے اٹھتے ہی چاء پیتے
بعض لوگ پہلے حقہ پیتے ہیں و پھر پیخانہ جاتے ہیں۔ ۹ بجے حا
بجے تینج۔ پانچ بجے کھانا (Dinner) ۹ بجے بسکٹ ا
رکھدیا جاتا تھا اُسوقت مسافر تاش اور شطرنج وغیرہ کھیل سے
اور اُن چیزوں میں سے کچھ کچھ کھاتے جاتے تھے سچ تو یہ
سب کو بکری کی طرح چرتے ہی دیکھا۔ اس جہاز میں صرف میں
نہیں تھا بلکہ بابو [illegible] مکرجی۔ بابو یوسی مکرجی۔ بابو
گپتا جو گورنمنٹ کی طرف سے [illegible] جاتے تھے۔ لالہ [illegible] داس
بہن اور لڑکی کے عبد المجید برائے تحصیل علوم قانون تشریف لیجاتے
لالہ سکھ دیال۔ سب ایک ہی جہاز میں تھے جب جہاز بندر [illegible]
ہوا تو ہر ایک آدمی ڈیک پر بیٹھکر محبت بھری آنکھوں سے اپنے پیارے
[illegible] معلوم ہوتا تھا [illegible] گھنٹے کے
نظروں سے غائب ہوگئی آفتاب غروب ہوگیا چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا
چھا گیا سوائے لائٹ ہوسز[1] (Light houses) کی روشنی کے جو چکر کھا کھا
ہمیں الوداع کہتی تھی اور کچھ نظر نہ آتا تھا آدھ گھنٹہ کے بعد اس سے بھی محروم
ہوگئے آخر نیچے اترکر اپنے اپنے کے بن میں چلے گئے اور پڑ کر رہے صبح اُٹھتے ہی
معلوم ہوا کہ لوگوں کو سمندری بیماری شروع ہوگئی اسمیں قے ہوتی ہے طبیعت
گھبراتی ہے چکر آتے ہیں انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب جان نکلی اس تکلیف کو
وہی شخص خوب جانتا ہے جو خود تجربہ کئے ہوئے ہو یا کسی ایسے وقت میں
دار رہا ہو۔ باوجودیکہ ڈاکٹر ہر طرح سے تسلی دیتا تھا گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹے کے بعد
کرتا تھا مگر تسکین کا پتہ کہاں۔ اس بیماری کی کوئی خاص دوا نہیں اگر کسیقدر

[1] لائٹ ہوسز روشنی کے مناروں کو کہتے ہیں جو بندر میں جہازوں کو آتے جاتے وقت یہ بتا

ٹھیرنی ہر دو ملکی شراب جب یا ہمپیرکے کلوروڈائن
نا دوستوں کو جنکا ارادہ بحری سفر کا ہو نصیحت کرتا ہوں
یا ہمپیرکے کلوروڈائن کی ایک شیشی ضرور اپنے پاس رکھیں
بہی مسافروں کو ہو ہمارے ساتھیوں میں صرف پادری
میوارام کی ہمشیرہ کو ہوئی تھی میں صرف ایک روز بیچ قدم
روز معلوم ہو گیا کہ اگر جان نکلنے میں تکلیف ہوتی ہو گی تو بس
صبح کے وقت نیر اعظم کا اپنی دار السلطنت مشرق سے شاہانہ
ساتھ برآمد ہونا کرنوں کی چمک کا سمندر کی موجوں سے سنہری
دکھانا ایک ایسی مسرت بخش کیفیت ہے جسکے بیان میں زبان
ر جب شاہ خاور نصف النہار پر آتا ہے اُسوقت پانی میں شوخی
س سے قوس وقزح وہ عالم دکھاتا ہے۔ کہ جی چاہتا ہے اسے ہی دیکھا کیجے
کے وقت جب شاہ چین تسخیر مغرب کرتا ہے اور ماہتاب ستاروں
شکر ساتھ لیکر جلوہ گری کر کے مقابل میں آتا ہے یہ ایک ایسی کیفیت ہے
ارہ وطن مسافروں کے لئے تسکین و تلافی کا باعث ہے۔ رات کو تاش
طرنج کھیلتے ہیں آپسمیں ہنسی مذاق کرتے ہیں جس سے بہت ہی اچھی دل لگی
تی ہے غرض گیارہ بجے سے پہلے کوئی نہیں سوتا۔ تیئے پانچ روز اسی لطف
نیت سے گذارے چھٹے روز عدن پہنچے۔ ہاں یہ تو بھول ہی گیا کہ ابتک یورپین
گفتگو کرتے ہوے یا اُنکی ہنسی مذاق کا جواب دیتے ہوے ہم ایسے ہی شرماتے
یسے ہندوستانیں۔ ہر چند یورپین جنٹلمین اور اُنکی لیڈیاں یہ چاہتی تھیں
نسے ایسے مل جل جائیں جیسے آپس میں تھے۔ مگر ہماری شرمالو عادتیں مانع
تھیں۔ یہ نہ صرف اس سبب سے کہ ہم انکا ادب کرتے تھے۔ بلکہ زیادہ تر
کہ مبادا کوئی کلمہ منہ سے ایسا نہ نکلے کہ لیڈیوں کو ناگوار ہو کیونکہ ہم اُنکے
ہ سے ناواقف تھے۔ غرض جب عدن پہنچے تو ہمارے جہاز نے لنگر ڈالا

تسکین ہوتی
ہستعمال ہو
کہ پادری ولیم
یہ ضرور نہیں
شنیچھو دیا
میں بیمار
اتنی ہی
ترک وشا
سکتا

ہم ڈاک پر چلے گئے۔ یہاں آکر عجیب کیفیت دیکھنے میں
آئی [illegible] چھوٹے چھوٹے ڈونگوں میں حبشیوں کے لڑکے آتے
ہوئے نظر پڑے۔ راستے [illegible] ڈونگے اکثر الٹ بھی جا
تے تھے مگر وہ ایسے چالاک تھے کہ فوراً کود کر پھر انہیں سیدھا کر لیتے تھے اور
جب یہ ہمارے جہاز کے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ عجیب قسم
(کے) درختوں کے دو دو ڈھائی ڈھائی گز کے تنوں کو بیچ میں سے
[illegible] بنا لیا ہے اور اُنسے اپنا کام لیتے ہیں۔ یہ لڑکے [illegible]
بولتے تھے۔ اور چلاتے تھے کہ کوئی سکہ سمندر میں پھینکو ہم فوراً اُس
میں وہ غوطہ مار کر نکال لاتے [illegible]
کوئی سکہ رائیگاں نہیں جانے دیا۔ ایک لڑکے نے کہا کہ اگر مجھکو
چار آنہ دو تو میں جہاز کے عرض میں غوطہ مار کر پار نکل جاؤں۔
گیا۔ وہ غوطہ مار دوسری طرف نکل آیا۔ ایک اور لڑکے نے کہا کہ
شلنگ یعنے آٹھ آنے دو تو میں [illegible]
تک غوطہ مار کر نکل جاؤں۔ ہمنے یہ بھی منظور کیا اور وہ بھی غوطہ ما(ر)
ایک اور لڑکا جہاز کے اوپر آکر کہنے لگا کہ اگر مجھے چھ پینی دو تو میں
اوپر سے کود کر ایسا غوطہ ماروں کہ دوسری طرف جا نکلوں ہمنے کہا
کہ پہلے دیدو۔ ہمارے تین چار دوستوں نے سکے نکال کر کہا کہ سے۔ و(ہ)
کے ہاتھ سے سکے لیکر سمندر میں کود پڑا اور خدا جانے کہاں غایب ہو
ہمارے ساتھیوں میں سے ایک یوروپین جنٹلمین کو یہ دیکھکر ایسا غصہ آ
کہ ایک حبشی کے لڑکے کو جو اُنکے قریب کھڑا تھا گود میں اٹھا کر سمندر میں پھینک
وہ لڑکا سمندر میں [illegible] ایسا شور کرنے لگا کہ لیڈیاں مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ
گئیں۔ اور صاحب [illegible] اپنے دلمیں نہایت ہی خفیف ہوئے۔ ایک لڑ(کا)

[illegible]
اس جہاز کی طرف
لڑکے آتے
[illegible]

جو ہمارے پاس کھڑ ... ا دہشت سے جہاز کے مستول پر چڑھ گیا۔ اور
ہمسے کہنے لگا کہ اگر ... ہی دو تو میں یہاں سے سر کے بل کودتا ہوں میں
پہلے نہیں مانگتا۔ ... کو د پڑوں تو سمندر میں پھینکدینا اس بات پر بڑا
قہقہہ ہوا کہ اگر تو ... ئے تو تجھے بھی سمندر میں تیرے دوست کی طرح پھینکدیا
جائیے۔ یہ سُ ... ستول کے اوپر ناچنے لگا اور سمندر میں سر کے ہی بل جا کر
گرا مگر اُسے ذ ... ل نہوا۔ اتنے میں بڑے بڑے ڈونگے سمندر کے قریب
آنے لگے ... انکو کرایہ کرکے کنارہ پر جانے لگے۔ ہمنے بھی ایک ڈونگا
کرایہ کیا جس ... چار ہندوستانی ایک لیڈی اور ایک انگریز سوار ہوئے۔
اُسکے کھیو ... ے وہی لڑکے تھے جنکا ذکر پہلے آیا ہے جب ہم سمندر کے
بیچوں ... ے تو وہ لڑکے ڈونگے کو ہلانے لگے جسکے سبب سے لیڈی کی طبیعت
بہت منغص ہوئی۔ ہمنے منع کیا تو بولے یا تو ایک ایک شلنگ زیادہ دو نہیں تو
ہم ڈونگے کو پلٹ دینگے یہ سنکر صاحب بہادر نے اُسکی پشت پر ایسی دو بیدیں
جڑیں کہ وہ بلبلا اُٹھا اور پھر ڈونگے کو نہ ہلایا اور چپ چپاتے کنارہ پر لیگیا۔
کنارہ پر پہنچکر صاحب نے ہمسے کہا دیکھا ان حبشیوں کی یہ خاصیت ہے کہ
جبتک انپر سختی نہ کیجائے کام نہیں کرتے دیکھو خوشامد درآمد۔ پیار دلاسے
سے بہتیری تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہوئی آخر اسی ترکیب سے قابو میں
آئے۔ عدن کے کنارہ پر تارگھر اور ڈاکخانہ ہے اور گاڑیاں بھی شہر کی سیر
کے واسطے کرایہ پر ملتی ہیں۔ ہمنے بھی ایک گاڑی کرایہ کی اور سیر کو چلے۔ یہ
کوئی قابل دید شہر نہیں ہے شاید سارے شہر میں درخت ایک ہی ہو۔ ایک
ہی سوداگر کی دوکان بہت بڑی ہے۔ ایک سرنگ قابل دید ہے۔ ایک
چھوٹا سا ہنومان کا مندر بھی نظر پڑا جو شاید پوربی پلٹن کے کسی رسالدار یا صوبیدار
نے بنایا ہوگا۔ دو گھنٹہ کی سیر کے بعد پھر اپنے جہاز پر آگئے پانچ روز پھر مثل
سابق چھٹے روز سوئیز پہنچے یہاں سے ہمیں مصر میں ریل پر سفر کرنا پڑا

ریل کے چلنے کا کوئی وقت معین نہیں یہ دستور ہے کہ جب مسافر جمع ہو جاتے
ہیں ریل روانہ ہو جاتی ہے۔ الغرض اس ریل میں سکندریہ پہنچے سٹیمر کے
چلنے میں چار گھنٹہ کی دیر تھی ہمنے کہا آؤ سکندریہ بھی دیکھتے چلیں۔ اس شہر کی
ساخت کچھ مشرقی اور کچھ مغربی ہے یہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اکثر
لوگ فرانسیسی سمجھتے ہیں کوئی کوئی انگریزی بھی سمجھتا ہے۔ عورتیں بازاروں میں
پھرتی ہیں۔ مگر عجیب نقاب منہ پر ڈالتی ہیں وہ ہاتھی کی سونڈ سے بہت مشابہ
ہے۔ اور ناک پر تین چار چھوٹے چھوٹے گول حلقے ہوتے ہیں۔ بازار میں چا،
قہوہ روٹیاں۔ مرغیاں عجب طرح سے بکتی ہیں چا، اور قہوہ کی دوکانیں ایسی
ہوتی ہیں جیسے ہمارے ملک میں بھٹیاروں کی۔ روٹیاں نان پاؤ ایسی شکل
کے ہوتے ہیں جیسے بڑے بڑے اُپلے یا اژدھے گنڈلی مارے بیٹھے ہیں مرغیاں
اسطرح چھلی چھلائی خوانچوں میں رکھی رہتی ہیں جیسے بعض دفعہ ہمارے شہر کے
کنجڑے گوبھی کے پتے توڑکر پھینک دیتے ہیں اور صرف پھول ہی چھینکے میں
رکھکر بیچتے ہیں۔ ایک ہوٹل یہاں اتنا اونچا ہے کہ اگر اسکے نیچے کھڑے ہوکر
دیکھیں تو ممکن نہیں کہ ٹوپی زمین پر نہ آرہے۔ اتنا مکلف ہے کہ اگر انسان
بازار سے ٹہلتا ہوا اُسکے اندر چلا جائے تو کیا مجال کہ آنکھیں نہ پتھرا جائیں
اور چکر نہ آجائے۔ جب ہم یہاں سے سٹیمر پر سوار ہوکر چلے تو سمندر کا
عالم تھا وہ لہریں اُٹھتی تھیں کہ پہاڑ اُنکی بلندی کے سامنے گرد تھا۔
اسطرح ڈگمگاتا تھا کہ گویا اب پلٹا پانی کی رو ڈک پر بہتی تھی مسافروں کو ڈکنے کی
مجال تھا۔ ہر ایک اپنے اپنے کمرے میں دبکا ہوا پڑا تھا ذرا کھڑا ہوا اور
سے گرا مسافروں میں ایسا کوئی خوش نصیب نہ تھا جسکو یہاں قے نہ آئی ہو یا
زیادہ نہ گھبرایا ہو۔ میرا بھی عجیب عالم تھا کبھی سمندر کی طرف دیکھتا تھا
چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ کبھی اپنے احباب کی رائے کا خیال
آتا تو کہتا تھا کہ میں نے بڑی بھاری غلطی کی جو اپنی جان شیریں کو دور

ہلاکت میں ڈالا۔ اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ یکایک بہت سا غل ڈک پر سنائی دیا
مجھسے آخر نہ رہا گیا کیبن سے باہر نکلا اپنے سٹورٹ سے جو ایک اٹالین تھا اور تھوڑی
تھوڑی انگریزی بھی بولتا تھا غل کا سبب دریافت کیا تو اُسنے جواب دیا کہ آگ
بجھاتے ہیں یہ سُنکر میرے ہوش اُڑ گئے اور سوچنے لگا یا الٰہی! یہ طوفان اور
یہ آندھی اور جہاز میں آگ لگنا اب پناہ کہیں نہیں۔ آخر دل کو ڈھارس دیکر
اوپر گیا اتفاق سے کپتان زینہ کے پاس کھڑا تھا میں نے اُس سے دریافت
کیا کہ آگ کہاں لگی اور کیونکر لگی وہ بولا کیسی آگ میں تو قواعد سے رہا ہوں
اگر ایسے موقع پر آگ لگ جائے تو کیا تدارک کیا جائے یہ سُنکر ذرا جانمیں
جان آئی اور واپس آیا۔ غرض ساتویں روز بدقت تمام نیم جان برنڈزی
پہنچے۔ ہوٹل میں اُترے۔ یہاں بھنگی سقے۔ نوکر چاکر سب کو گوراچٹا دیکھا۔
یورپ کا یہ پہلا ہی شہر تھا۔ جی میں آیا کہ اسکی سیر کریں ایک گائڈ کو ساتھ
لیکر سیر کو نکلے اُسنے سب سے پہلے گرجا کی سیر کرائی یہ ایک نرالے ڈھنگ
کا گرجا تھا حضرت عیسیٰ اور مریم کی قد آدم مورتیں کھڑی تھیں اُنکے
آگے لوبان کی دھونی دیجاتی تھی۔ ایک طرف ایک اونچا چبوترہ بنا
ہوا تھا اُسپر چند پادری سیاہ لباس پہنے باآواز بلند کچھ پڑھ رہے تھے
کونوں میں چھوٹے چھوٹے لکڑی کے مکان بنے ہوئے تھے اُنمیں ایک ایک
آدمی بیٹھا تھا۔ اور باہر کی طرف ایک ایک عورت اندر مُنہ ڈالے ہوئے
کچھ کہہ رہی تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اندر جو بیٹھے ہیں وہ پادری
یا راہب ہیں اور باہر عورتیں پادریوں سے اپنا گناہ معاف کرا رہی ہیں
کیونکہ فرقہ رومن کیتھلک کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر پادری کو کچھ [illegible]
گناہ معاف کردے تو گناہ معاف ہوجاتا ہے۔ یہاں [illegible]
ہیں
[illegible] کی طرف لے گیا۔ [illegible] خانہ میں لیگیا
[illegible] لاکھوں ہڈیاں ہزاروں کی
[illegible] رکھی تھیں ہمیں یہ دیکھکر

نہایت تعجب ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ دس برس بعد قبر سے ہڈیاں نکا
لیجاتی ہیں اور دس برس تک یہاں رکھی رہتی ہیں۔ یہ شہر شاید یورپ کے
کل شہروں میں خلیط ہو مگر یہاں کی صفائی ہمارے شہر کی گندھی گلی نیل کے
کٹرہ۔ وغیرہ سے ہرگز بری نتھی۔ یہاں سے ہمنے میلان کا ٹکٹ لیا چونکہ ہم وہاں
کی زبان نہ جانتے تھے راستہ میں خاموش بیٹھے رہے۔ شام کو میلان پہنچے
اسٹیشن پر ہریک ہوٹل کی اومنی بس کھڑے تھے ہمنے گرانڈ ہوٹل کے اومنی بس
کے محافظ کو اشارہ کیا اسنے آکر فوراً ہمارا اسباب گاڑی میں رکھ لیا
ہم اسمیں سوار ہوگئے۔ اسٹیشن سے تھوڑی دور پر ہوٹل تھا جو کمرہ ہمیں دیا
تھا وہ نہایت ہی مکلف اور آراستہ تھا۔ چاروں طرف دیوارونپر قد آدم آئینے
لگے ہوئے تھے چاروں دیواروں پر گاس کے چار لیمپ لگے ہوئے تھے
اور ایک لمپ وسط کمرہ میں آویزاں تھا۔ ہمارے قدم رکھتے ہی سب
لمپ روشن ہوگئے کونوں میں دو بڑی الماریاں اسباب کے رکھنے کے
لئے موجود تھیں۔ دو میزیں اور دو پلنگ مع نہایت عمدہ بستر کے بچھے
ہوئے تھے ایک ایک گھنٹی جسکے اوپر لفظ نوکر لکھا ہوا تھا پلنگوں کے
پاس لگی ہی تھی چھت پر سونیکی منبت کاری ہو رہی تھی۔ چونکہ یہہ پہلا ہی
ہوٹل تھا جو ہمنے ایسا آراستہ دیکھا اسلئے ہم اسکی ہر ایک چیز کو نہایت غور
سے دیکھتے تھے جب ہماری نگاہ گھنٹی پر پڑی تو جی میں آیا آؤ اسے بجاکر دیکھیں
۔ جوہیں اسے بجایا ایک نہایت خوبصورت عورت کمرہ میں آئی اور کہا کیا
حکم ہے؟ ہمیں کوئی خاص کام تو تھا ہی نہیں اسلئے ہمنے صرف اتنا دریافت کیا
کہ پانی کا لمپ کہاں ہے؟ اسنے نہایت نزاکت اور ادب سے ہمیں اسکا
کھولنا اور بند کرنا بتایا ہمنے دریافت کیا کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے؟ اسنے
جواب دیا کہ دریا سے پھر ہم خاموش ہوگئے اور وہ چلی گئی۔ اس ہوٹل میں
ایک یہ عورت اور ایک اور خدمتگار انگریزی بولتے تھے۔ رات کو ہم پڑکر سو

صبح کی کیفیت سنئیے جب ہم اُٹھے مُنہ ہاتھ دھو کر نہا کے اور جو کچھ ہمارے پاس تھا کھا پی کر بیٹھے تو ہمنے پھر گھنٹی بجائی اور وہی سیمتن پھر حاضر ہوئی۔ ہمنے اُس سے کہا کہ دو چرٹ لادے وہ چاندی کی نہایت عمدہ تھالی میں رکھکر لائی اور کمال ادب سے ہاتھ بڑھا کر بولی کہ اگر بے ادبی نہو تو مجھے آپ یہ بتادیجے کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ میں اس ہوٹل میں پانچ برس سے ہوں میں نے اس پوشاک کا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ ہمنے کہا ہم ہندوستانی ہیں اور ہندوستان سے آئے ہیں۔ وہ یہ سُنکر چلی گئی ہم سگار پیا کئے دس بجے کے قریب سیر کے لئے اُٹھے ہوٹل کے دروازہ پر آتے ہی ایک عجیب بہار دیکھی۔ وہ کشادہ بازار۔ وہ شفاف سڑکیں۔ وہ جگمگاتی دُکانیں۔ وہ قدرتی حسن۔ زن و مرد کی بھیڑ بھاڑ۔ دیکھکر دنگ رہگئے۔ اور سوچنے لگے کہ الٰہی حقیقت میں یہ چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں یا کہ خواب ہے۔ بہشت ہے یا پرستان ہے۔ کوئی دس قدم چلے ہونگے کہ لوگ غٹ کے غٹ ہمارے ساتھ ہوئے وہ کچھ بولتے تھے لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ ہجوم کے باعث چلنا مشکل تھا آخر بدقت تمام ہوٹل کو واپس آئے اور اُسی عورت کو بُلا کر اُس سے تمام کیفیت بیان کی۔ اُسنے کہا کہ اگر آپ سیر کرنی چاہتے ہیں تو ایک گائڈ کو ہمراہ لیجے سواری منگائیے وہ آپکو خوب سیر کرائیگا۔ ورنہ خلقت بیشک آپکے گرد جمع ہوگی۔ آپ اس شہر میں ایک عجوبہ ہیں مجھکو جہانتک علم ہے کوئی ہندوستانی اس وضع و قطع کا یہاں نہیں آیا۔ ہمنے آخر ایک گائڈ کو بلایا کرایہ کی گاڑی منگائی۔ گائڈ صاحب خوبی تقدیر سے ایسے آئے کہ جنکی جیب میں ایک ڈکشنری تھی اور انگریزی بہت ہی کم سمجھتے تھے۔ ہر ایک فقرہ جو ہم بولتے تھے اُسکے ایک دو لفظ ضرور اُنکو ڈکشنری میں ٹٹولنے پڑتے تھے۔ گاڑی ایسی عمدہ تھی کہ جب ہم ہوٹل کے سامنے آ کھڑے ہوئے تو ہمیں خیال نہ آیا کہ کرایہ کی گاڑی ہے۔ نہایت خوبصورت اور عمدہ فٹن۔ وہ

میں تو اس فیشن کی شاید ایک بھی نہ نکلے۔ سبزے گھوڑونکی جوڑی جسکی
قیمت ہندوستانمیں پانچ ہزار سے کم نہوگی (بلکہ اگر یوں کہوں کہ ایسی جوڑی
میں نے ہندوستانمیں نہیں دیکھی تو غلط نہو) جتی ہوئی تھی۔ اطالیہ کے
گھوڑے دنیامیں بہت مشہور ہیں شاید ناظرین نے انکی بابت بہت کچھ پڑھا
ہوگا۔ اگر انکو ہاتھی کے پاٹھے کہا جائے تو بیجا نہیں۔ یہاں گھوڑوں ہی
سے ہل جوتتے ہیں۔ گھوڑے گاڑیاں چھڑکاؤ کرتی ہیں اور یہی جھاڑو دیتے
ہیں۔ انہیں میں مال اسباب لدتا ہے غرضکہ بیل اور بھینسے سبکا کام گھوڑے
ہی دیتے ہیں۔ ہمارا گائڈ ہمیں سیر کراتا ہوا ایک سبزہ زار میں لیگیا جو شاہ
نپولین کا نہایت مشہور رمنا کہلاتا ہے۔ یہ ایک بڑا میدان ہے اسکے ایک
طرف زینے ہیں سیر کرنیوالے اُنپر آکر بیٹھتے ہیں۔ اور شکار کی سیر کرتے ہیں وہاں
سے پھرتے ہوئے پیریڈ گراؤنڈ (Parade Ground) پر لیگیا یہاں قواعد ہورہی
تھی مگر وہ ہماری نظروں میں کچھ بھی نہ جچی کیونکہ ہم دہلی کا کمپ اوف اگزرسایز
دیکھے ہوئے تھے۔ وہاں سے اُس جگہ پہنچے جہاں مختلف دیوتاؤں کی مورتیں
تھیں اور شاہ نپولین کی فتح کی خبریں دے رہی تھیں۔ مختلف بازار دیکھے
مگر ایسی کوئی چیز نتھی جسکو یورپ کے اور شہروں پر ترجیح ہو۔ ہاں! ایک قبرستان
ایسا تھا جو بیس برس سے برابر بنتا چلا آرہا تھا اور کئی ہزار آدمی اُسمیں کام
کر رہے تھے اور شاید بیس ہی برس میں طیار ہو۔ وہانسے ہم زیورک کو روانہ
ہوئے اس شہر کی خوبصورتی کا حال ہمنے بہت کچھ پڑھا تھا لیکن اُس سے
بھی کہیں زیادہ پایا۔ میلان کی طرح پرتکلف گاڑیاں اسٹیشن پر کھڑی تھیں
ہوٹل ویسا ہی پُرتکلف تھا۔ یہانپر اتفاقیہ ہماری ایک امیرکین سے ملاقات
ہوگئی۔ یہ شخص یہاں علم ڈاکٹری تحصیل کے لئے آیا ہوا تھا اُسنے تمام
زیورک کی سیر کرائی۔ یہ شہر ایک جھیل کے تین طرف آباد ہے۔ چوتھے
طرف کوہ الپس کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی نہایت ہی خوشنما

ہوتی ہیں۔ انکا لطف د[illegible] تعلق رکھتا ہے۔ زبان کو اتنی طاقت
نہیں کہ انکی خوبصورتی کو بیان کر سکے جھیل میں ایک کاٹھ کا بنا ہوا بہت
بڑا مکان تیرتا ہے اوسمیں ناچ رنگ ہوتے ہیں۔ سٹیمر برابر پھرتے ہیں جسکی طبیعت
چاہے کرایہ دیکر سوار ہو جاوے اور سیر کر آئے۔ جا بجا ریسٹوران ہیں جنکی منتظم
نہایت خوبصورت عورتیں ہیں اکثر لوگ وہاں جاتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں
شراب چاء قہوہ وغیرہ پیتے ہیں۔ ہم بھی اپنے دوست کے ساتھ دو تین ریسٹوران
میں گئے افسوس نہ تو ہماری زبان وہ عورتیں سمجھتی تھیں اور نہ ہم اُنکی۔ ہمارے
دوست جب کچھ ترجمہ کر دیتے تھے تو کچھ سمجھ میں آجاتا تھا۔ یہ دیکھکر اُن عورتونکو
نہایت ہی تعجب ہوتا تھا کہ ہم اُنکے مکانمیں جاتے تھے اور کچھ کھاتے پیتے نہ تھے
مگر چلتے وقت اُنکو کچھ نہ کچھ دے آتے تھے ایک عورت نے جو نہایت حسین تھی
اپنے ہاتھ دکھلا کر کہا کہ میرے ہاتھ نہایت خوبصورت اور پاکیزہ ہیں میرے ہاتھ کی
چیز کیوں نہیں کھاتے میں قسم کھاتی ہوں کہ میری چیزوں میں زہر ملا ہوا
نہیں۔ اگر یقین نہ آوے تو میں پہلے کھالیتی ہوں ہمنے اِسکا یہی جواب دیا ہم
اپنے مذہب کے سبب سے مجبور ہیں ورنہ آپ جیسی حسین کے ہاتھ سے تو زہر سے
بھی پرہیز نکرتے یہ سُنکر وہ بہت ہنسی۔ اس شہر میں لال زمین کی چھینٹ
کے کارخانہ کو دیکھا حقیقت میں کپڑے پر سرخ رنگ یہاں سے زیادہ نہیں
آتا۔ گو مانچسٹر والوں نے نقل کی ہے مگر اصل اور نقل میں فرق ظاہر ہے یہ
کاریگر کلکتہ میں صرف ایک ہی دوکاندار کے ہاتھ اپنی چھینٹیں بیچتے ہیں۔ اور
وہی تمام ہندوستان میں عمدہ قیمت پر بکتی ہیں۔ وہ ہمسے بھی معاملہ کرنیکو راضی
تھے لیکن یہ کہتے تھے کہ سال بھر میں کم سے کم پانسو بکس لینے کا اقرار کر لو۔
چکن کے کارخانے دیکھے۔ ساٹھن کے کارخانو نمیں گئے۔ کاریگروں سے ملے
سب نہایت خلق [illegible] پیش آئے۔ مگر افسوس ہے کہ بولی نہ وہ ہماری سمجھتے
ہم اُنکی۔ یہاں [illegible] کے چاندی اور سونے ہی کے ہوتے ہیں۔ تانبے کا

• [illegible] اس مکان یا کمرہ [illegible] یہاں کھانے پینے کی سب چیزیں مہیا ہوتی ہیں جو جسکا جی چاہے
لو اور کھاؤ۔

نام کو بھی نہیں۔ سب سے چھوٹا سکہ پانچ سنیٹ کا ہوتا ہے جو آدھی پینی کی برابر ہے مگر ہے وہ بھی چاندیکا۔ یہانسی ہم لائن کو روانہ ہوے۔ راستہ کی کیفیت سننے کے لایق ہے۔ ہمارے پاس دو پورٹ منٹو ایک بیگ اور ایک بستر کی گٹھڑی تھی۔ اسلیکہ اسباب خواہ کتنا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو بے کرایہ کے نہیں لیجانے دیتے ‡ ہمنے مزدور سے کہا کہ اسباب تلنے کے بعد پورٹ منٹو تو ہماری گاڑی میں رکھ دیجو اور بیگ اور بستر بریک میں اتنے میں ریل چلدی ہمارا کل کا کل اسباب ہماری اطلاع بغیر بریک میں رکھدیا گیا ہم بڑے ششو پنج میں تھے کہ خدا جانے ہمارا اسباب سٹیشن پر رہا یا کیا ہوا؟ دوسرے سٹیشن پر گارڈ سے انگریزی میں دریافت کیا کہ ہمارا اسباب بریک میں ہے یا نہیں وہ خاک بھی نہ سمجھا اور فقط نو نو کرتا ہوا چلتا بنا۔ اب بڑی مشکل تھی کہ دریافت کریں نہ تو کوئی ہماری بولی سمجھتا ہے اور نہ انکی زبان ہماری سمجھ میں آتی ہے۔ اتفاق سے ایک اور مسافر ہمارے درجہ میں آگیا۔ ہمنے اُس سے دریافت کیا کہ اگر تمھیں انگریزی آتی ہو تو فرمائے اُسنے جواب دیا کہ بہت تھوڑی میں نے کہا کہ ہمارا اسباب پچھلے اسٹیشن پر رہگیا کیا تدبیر کرنی چاہئے (م) گردن ہلا کے ہاں ہاں دوسرے سٹیشن پر۔ ہم سمجھے کہ دوسرے سٹیشن پر پہنچے تو وہ ہمیں مال گودام میں لیگیا اور کہا کہ مال لاو۔ تلواو (ہم) ہم تو اپنا اسباب ڈھونڈتے ہیں اور کہاں سے لائیں جو تلوائیں۔ (م) luggage [illegible] [illegible] یعنے یہاں مال تلتا ہے (ہم) اپنے دل میں ہنسکر لاحول ولا قوۃ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ یہاں مال تلتا ہے۔ ہمارا اسباب پچھلے سٹیشن پر تلتا تھا اور شاید وہیں رہگیا ہمنے کرایہ وہیں دیا تھا (م) اونٹا شالنگ یا فرنگ (ہم) فرنگ (م) [illegible] ہم سمجھے شاید [illegible] کہتا ہے ہمنے کہا ہاں۔ ہم کو خبر نہیں وہیں رہگیا یا بریکوان میں ہے۔ (م) ہاں ہاں آو سٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں لے گیا سٹیشن ماسٹر نے کہا کیا لاو۔ ہمنے کہا کہ

قلم جو کچھ دیکھا اسکی خوبصورتی اور عمدگی کی تحریر و تقریر سے قاصر ہے - بلکہ
تو سبکو اعتراف ہے کہ یہ شہر تمام دنیا کے شہروں میں لاجواب ہے - مکانات
کی شان باغات کی سبزی سڑکوں کی کشادگی اور صفائی محرابوں کی گولائی
روئے زمین پر کہیں نہیں اسکی پوری تعریف کرنا اسکی تحقیر کرنا ہے حس
کہ اسکی پوری تعریف ہو سکے چپہ چپہ دلفریب ذرہ ذرہ برق خرمن صبر و شکیب
جس جگہ نظر پڑجائے انسان گھنٹوں دیکھا کرے اور سیر نہو ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

چونکہ میرا قیام اس شہر مینو سواد میں اس دفعہ صرف تین ہی روز رہا اسلئے جو کچھ مینے
دیکھا اُسکا نہایت مختصر حال ہدیہ ناظرین کرتا ہوں - پیرس میں لوگوں کے نجی
باغ نہیں کیونکہ مکانات اسطرح چپے ہوے ہیں کہ وہ ایک ہی کنبے کے لئے
نہیں ہوتے بلکہ پانچ پانچ چھ چھ خاندان ایک ہی مکان میں رہتے ہیں سب
لوگ بازاروں اور باغوں میں ہوا کھاتے ہیں - بازار ایسے کشادہ اور صاف
ہیں کہ سبحان اللہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چوپڑ کے بازار ہیں بیچمیں
فوارے ہر وقت جاری رہتے ہیں سینکڑوں کافی اور ہزاروں ریسٹورانٹ
صبح کے سات بجے سے رات کے بارہ بجے تک وہیں بیٹھا دیکھ لو - پ
کھانے پر جان دیتے ہیں دُنیا میں کھانے سے زیادہ کسی چیز کو
- پوشاک میں بھی بڑے نمودئیے ہیں اگر یہاں کا کوئی آدمی تھوڑ
بھی جاویگا تو ممکن نہیں کہ گھنٹہ بھر میں دو تین ریسٹوران نہ
انکا قول ہے کہ "انگریز جینے کے لئے کھاتے ہیں اور ہم کھانے
ہیں" - مجھے کوئی ضرب المثل نہیں ملتی کہ ہندوستانیوں کی
اُنکو بھی اس کہاوت میں ملا لوں - فرانسیس پورے دس
ہیں - انگریز چھ وقت اور بیچارے ہندوستانی دو وقت بعض
جب ہم پیرس پہنچے تو ایک ہوٹل میں اُترے یہ ہوٹل

تھا نہایت عمدہ کام کا زینوں پر فرش تھا بہت اچھے اچھے قالین کمروں میں
بچھے ہوئے تھے دوپہر کے وقت ہم اپنے اجنٹ سے ملنے گئے جو کئی دن سے
ہمارا منتظر تھا اُسکے کارخانہ کو دیکھا شام کو اُسکے گھر گئے یہ مکان بھی بہشت سے
کم نہ تھا دیوارونپر اُنکے برابر آئینہ لگے ہوئے سنہری رپہلی پایونکی کرسیاں اور
سوفا۔ بڑے بڑے خوبصورت جھاڑ آویزاں۔ شیشہ آلات ہر جگہ آراستہ اس
مکانمیں داخل ہوتی ہے مجھے مہاراجہ پٹیالہ کے دیوانخانہ کا خیال آیا۔ کہ ہم اسکو
سب سے بہتر سمجھے تھے۔ یہاں کے ایک سوداگر کے رہنے کا مکان ایسا سجا ہوا ہے
تو بڑے بڑے امیروں کے مکانوں کا تو کیا ٹھکانا ہے۔ اُسکی بیوی کہنے لگی کہ
اگر تم مجھے اجازت دو تو میں تمہیں پیرس کی سیر کرادوں۔ ہمنے کہا کہ ہم تہ دل سے
ممنون ہونگے اگر آپ یہ تکلیف گوارا فرمائیں۔ اُسنے اُسیوقت اخبار منگایا
اور دیکھا کہ رات کو کیا کیا تماشے ہیں۔ چونکہ فرانسیسی باتیں تھا ہم کچھ نہ سمجھے۔
آخر اُسنے کہا کہ آج رات کو ایک سرکس کا تماشا بہت اچھا ہوگا پانی میں برق
روشنی ہوگی چلو وہاں چلیں گے۔ گھنٹہ بھر باتیں کرنیکے بعد ہم سب سرکس میں
گئے۔ یہ ایک ت بڑا مکان تھا پانچ چھ ہزار آدمیوں سے کم اُسمیں موجود نتھے
پہلے تو وہ ں گھوڑونکے تماشے کئے گئے ایک میم کا گھوڑے پر کھڑا
ہوکر اُسکو دو پھر بھاگتے ہوئے گھوڑے پر کود جانا۔ دوڑتے ہوئے گھوڑے
پر اُچک کر چڑ ایک بہت بڑی مشق کا کام ہے۔ چونکہ ہم ایک نرالی
وضع کے آدمی ایجنٹ اور اُسکی بیوی کے ساتھ تھے دو اور انگریز اور تین
جوان عورتیں ستان سے سیر کے لئے یہاں آئی ہوئی تھیں ہمیں
دیکھکر ہمارے پا ئیں اور باتیں کرنے لگیں۔ پھر ورزش کا تماشا شروع ہوا
حقیقت میں یہ فت کے پرکالے تھے دو جوان آدمی لکڑیوں یہ چوکھٹ
کی طرح گڑی ہو ن اسطرح چکر کھاتے تھے گویا اُنکے پیروں میں میخیں جڑی
ہوئی تھیں۔ اور آ چوکھٹ سے دوسری چوکھٹ پر اسطرح کود جاتے تھے

... لندن گئے ہوئے تھے جب ... شہزادی تھی تو ایک بہت بڑا مذاق ہوا۔ اُس
انگریز ... لڑکی نے جو میرے پاس آکر بیٹھی تھی مجھسے آہستہ سے کہا کہ اب مجھے
ڈارون کے مسئلہ کا پورا پورا یقین ہوگیا کہ انسان دُم کٹے بندر کی قسم سے ہے۔
... کی بیوی نے اُسکی تائید کی۔ مینے بھی ظرافت سے کہا کہ یہ تو ہمیں
بھی ... سے سنتا ہوں لیکن میرا مسئلہ بھی آپنے سنا ہے۔ وہ بولی فرمائیے
وہ کیا ہے۔ مینے کہا کہ جوان خوبصورت پیاری اور بھولی لڑکیونکو پُسی کہا
کرتے ہیں۔ وہ بولیں کہ ہاں۔ مینے کہا جب وہ بڑی ہوجائیں تو بلیاں کہلانی
چاہئیں اسپر خوب ہی قہقہہ پڑا اور وہ لڑکی بھولے پن سے بولی کہ میں تو بلی نہیں
کہلانے کی۔ مینے کہا میں بھی دُم کٹا بندر کبھی نہ کہلاؤنگا۔ اُسوقت کی باتوں
سے یہ خاندان کا خاندان ہمارا دوست ہوگیا اور لندن میں میری ایسی خاطر
کی کہ میں اسکا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔
اسکے بعد ایک اور تماشا قابل دید ہوا۔ اسی جگہ جہاں گھوڑے دوڑ رہے تھے
اور ... کرتب ہو رہے تھے ایک شخص صرف جانگیا پہنے ہوئے آیا اور فرانسیسی
زبانمیں کچھ بڑبڑایا۔ وہ زمین بالکل بہہ گئی۔ اور ایک نہایت عمدہ تالاب بنگیا۔
برقی روشنی جو مکان میں ہو رہی تھی وہ پانی میں اُتر گئی اور تالاب ایسا جھلکنے
لگا گویا اسمیں ہزاروں فانوس روشن ہو رہے ہیں۔ پھر ایک دفعہ ہی دو تین
عورتیں اسمیں سے تیرتی ہوئی نکلیں۔ ایک کوئی چار برس کا لڑکا لوگونکی آنکھ بچا کر
ایسا کودا کہ سب متحیر تھے کہ یہ کہاں سے آیا اور آدھ گھنٹہ تک برابر مینڈک کی طرح
تیرتا رہا۔ آخر سب غوطہ مار مار کر غائب ہوگئے اور تماشا ختم ہوگیا۔ ہم بھی اُن
سے رخصت ہوکر اپنے ہوٹل میں چلے آئے۔ دوسرے روز ... کی سیر کا
ارادہ کیا اور ایک گائڈ کو بلوایا اور نوٹری ڈیم پہنچے یہ پیرس میں نہایت ہی
عمدہ گرجا ہے دس بجے سے ایک بجے تک اسمیں جانیکی اجازت ہے۔ جب ہم
گئے تو اسکی مرمت ہو رہی تھی۔ انجنیر ہر وقت نگرانی پر موجود تھے کہ کسی طرح

اصلی صورت میں فرق نہ آجائے۔ اسکی کثرت ایسی باتو نیر جو فی زمانہ غور طلب ہوں
ہیں بڑے بڑے فصیح تکبیر دیتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر تکبیر اس کثرت سے ہوتی ہے کہ
جگہ کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے اس گرجا کے پاس ہی موور گموبینے مُردوں کا مکان
ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت ہے اوپر کی طرف شیشے لگے ہوئے ہیں۔ فرش
میں سنگ مرمر کی سلیں جڑی ہوئی ہیں جن پر اُن شہیدوں کی لاشیں جو مقتول
ہوئے یا معرکہ جنگ میں کام آئے رکھی ہوئی ہیں۔ یہاں سے ہم پلیس رائل
کو گئے جسکا اصلی نام پلیس کارڈنیل ہے کیونکہ اُسکو کارڈنیل ریچلوی
نے بنایا تھا۔ لیکن جب سے اسنے اس محل کو اپنے شاہنشاہ لوئیس سیزدہم
کی نذر کیا اسوقت سے اُسکا نام پلیس رائل ہو گیا یہ محل مستطیل شکل کا ہے
صحن میں ایک عمدہ باغ ہے جسمیں ہر وقت فوارے چھوٹتے رہتے ہیں اور
یہاں جنگی پلٹن کا باجا چھ بجے سے سات بجے تک اور دس سے گیارہ تک
بجتا ہے اس محل میں قابل بیان چیزیں محرابیں ریسٹوران جوہریوں کی
دکانیں اور پیرس کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی دکانیں ہیں۔ یہانکے ریسٹوران
میں بہت ہی بھیڑ رہتی ہے۔ ڈوول ریسٹوران پیرس میں زیادہ مشہور ہے
کیونکہ بہت خوبصورت جوان لڑکیاں تلاش کر کے اسمیں نوکر رکھی جاتی
ہیں۔ اگر ان کو کچھ کام نہ ہو تو دل بہلانے کے لئے اس سے بہتر کوئی جگہ
نہیں۔ یہاں سے ہم عجائب خانہ لوور کو روانہ ہوئے۔ یہ عجائب خانہ اُس
بڑی عمارت کے تین حصوں میں ہے جسکے چوتھے حصہ کا نام ٹیولیریز ہے اُسکے
بڑے دروازہ پر یہ الفاظ کندہ ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے۔ فرانسیس اول نے
۱۵۴۱ء میں لووری کو بنانا شروع کیا۔ کیتھرائن ڈی میڈیسی نے ٹیولیریز
نے ۱۵۶۴ء میں تعمیر کیا۔ نپولین سوم نے ۱۸۵۲ء سے ۱۸۵۷ء تک ان دونوں
کو ملا دیا۔

اس عجائب خانہ میں وہ ہنر کے خزانے آجتک حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں جو مختلف صدیوں

فرانس نے جمع کئے تھے لوری کی نہایت عمدہ عمارت اور اُسکی تصویریں انسانکا دل لبھا لیتی ہیں۔ اُسکی دیواروں کی نقاشی جو بڑے مشہور اور لایق مصوروں کی صنعت کا نتیجہ ہے قابل تحسین ہے یہاں پر ایک تصویر موریلیو مصور کے ہاتھ کی کھچی ہوئی ہے جسپر بائیس ہزار پونڈ لاگت آئی تھی۔

کانا کی شادی کے جلسہ کی تصویر جسکو مالوے رومس نے کھینچا تھا اور جسکی قیمت چالیس ہزار پونڈ ہے اسجگہ رکھی ہے یہاں اور بہت سے مصوروں کے علاوہ مشہور مصور ریوبین کی بنائی ہوئی تصویریں بہت سی ہیں۔ ایک بات یہاں بڑی آسانیکی یہ ہے کہ تصویروں پر رنگ برنگ کے نمبر دیے ہوئے ہیں جنسے فوراً یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کس ملک کی کاریگری ہے:

فرانس کی بنی ہوئی تصویروں پر سیاہ رنگ کے نمبر ہیں۔ نیلے ڈچ اور جرمن کے سرخ سپین اور اٹلی کی تصویروں پر لگی ہوئی ہیں لوری میں علاوہ تصاویر کے تواریخ کا بھی خزانہ ہے۔ پہلے درجہ میں نہایت خوبصورت اور قیمتی سنگ مرمر کی مورتیں اسٹریا مصر اور یہودیونکی رکھی ہیں۔ دوسرے میں ڈچ اور اور ولایتوں کے ہنروں کے نمونے موجود ہیں۔ اور پُرانے آلات اور آلات جنگ بحفاظت تمام رکھے ہیں۔ مشرقی کمرہ میں چارلس کا تاج اور اُسکی مشہور تلوار اور شاہ نپولین کی تخت نشینی کے وقت کے کپڑے اور وہ پوشاک جو اُسنے سینٹ ہلینہ میں پہنی۔ نہایت مشہور چیزیں ہیں۔

یہاں سے لیگزن برگ میں آئے جسکی ہمنے فرانس میں بہت تعریف سنی تھی۔ بیشک اُسکا عجائب خانہ اور باغ قابل تعریف ہے لوری کے عجائب خانہ میں متقدمین کے ہنرونکے جوہر ہیں۔ اور یہانپر زمانہ حال کی صنعتوں کا خزانہ ہے۔ جب کوئی کاریگر کہ جسکی کوئی چیز اس عجائب خانہ میں ہو۔ مرجاتا ہے تو اُسکی چیز دس برس کے اندر ہی لوری میں بھیجدیجاتی ہے یہانکا مجموعہ لوری سے دوسرے درجہ کا سمجھا جاتا ہے جب سے کہ ہوٹل دیو لی پر آگ لگادی گئی

ہی تب سے یہاں کا پورا پورا بندوبست کیا۔ عموماً آدمیوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں سے ہم لیس ان ویلاڈ کو گئے۔ جو فرانس کا جنگی عجائب گھر ہے۔ یہاں پر نپولین کی قبر سینٹ لوئیس کے گرجا میں ہے اور ایک بڑا گنبد جسپر سنہری کلس چڑھے ہوئے ہیں بنا ہوا ہے یہ پیرس کے ہر ایک کوچہ و بازار سے دکھائی دیتا ہے۔ نپولین کے سارے جرنیل یہیں سوتے ہیں۔ ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جسکے اس قبر کو دیکھکر آنسو نہ نکل پڑیں اور دنیا ایک خواب نہ معلوم ہونے لگے۔ اس شہنشاہ کی ٹوپی اور تلوار جو آتے اسٹرلیلیا میں پہنی تھی تبرک کے طور پر رکھی ہوئی تھیں اس دروازہ پر جہاں سے اس گنبد میں داخل ہوتے ہیں یہ الفاظ کندہ ہیں۔ "میری یہ آرزو ہے کہ میری لاش سین کے کنارہ پر فرانسیسیوں کے بیچ میں جنسے مجھکو کمال محبت تھی دفنائی جائے" یہاں سے ہم پیلس ڈی لی انڈسٹرائی میں آئے یہ وہ جگہ ہے جہاں ۱۸۵۵ء میں نمائش گاہ ہوئی تھی۔ باہر کی طرف ہر ایک ملک کے مشہور آدمیوں کی مورتیں رکھی ہوئی ہیں جنمیں بہت سے فرانسیسیوں کی ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فرانس سوائے اپنی قوم کے اور کسی کا مداح نہیں۔ اب یہاں ہر سال نمائش ہوتی ہے یہاں سے ہم وینڈوم کولم کے منار کو دیکھنے گئے جو شہنشاہ نپولین نے اپنے عروج کے زمانہ میں بنوایا تھا۔ اسکا قطر تیس فٹ ہے اور اونچائی دو سو فیٹ یہ خصوصاً اس فتح کی یادگار میں بنایا گیا تھا جسمیں شاہ نپولین نے دشمن کی ۱۲۰۰ توپیں تین مہینے کے عرصہ میں چھین لی تھیں۔ اب چونکہ شام ہوگئی تھی ہم اپنے ایجنٹ کے مکانپر واپس آئے اور وہاں انکی بیوی ہمارے منتظر تھی وہ کہنے لگیں کہ آج رات کو ہم ایڈن تھیٹر چلیں گے یہ دنیا کے تمام تھیٹروں سے بہتر ہے اور آج اسمیں ایک ایسی لڑکی کا ناچ ہے جو پیرس بھر میں سب سے اچھا ناچتی ہے یعنے تم آج ایسا ناچ دیکھوگے

جو دنیا میں اعلیٰ درجہ کا ناچ سمجھا جاتا ہے ہندوستان میں یہ نہیں ناچ ہوگا بلکہ دنیا کے تمام
مشہور ناچ دکھائے گی ہمنے کہا اگر آپکی بدولت یہ دیکھینگے تو نہایت ممنون
ہونگے۔ آٹھ بجے کے قریب ہم اُس تھیٹر میں گئے جگہ ہمارے ایجنٹ نے
پہلے ہی سے لے رکھی تھی چونکہ ٹکٹ اول درجہ میں ایک سے زیادہ جگہ
نہ مل سکی اسلئے وہاں بیٹھنے کے لئے ہمنے اپنے ایجنٹ کی بیوی کو مجبور کیا
کیونکہ دوسرے درجہ میں بھیڑ زیادہ تھی۔ اگرچہ وہ ہمارے پاس بیٹھنا چاہتی
تھیں لیکن ہمنے انہیں تکلیف دینا گوارا نکیا۔ یہ مکان گنبد نما بنا ہوا
تھا سطح زمین پر دوسرا درجہ تھا۔ بکس یا اول درجہ پہلی منزل میں اور
تیسرا درجہ اس سے اوپر کی منزل میں تھا۔ ایک لاکھ آدمی اُس مکانمیں
آسکتے تھے تین سو سے زیادہ تماشا کرنے والے سٹیج پر تھے حقیقت میں
وہ لڑکی ایسا ناچی کہ تمام دنیا کے ناچ (جنمیں اچھی طرح تمیز ہو سکتی تھی)
دکھائے ہندوستان کے ناچوںمیں سے اُسنے ایک گت پر ایسا ناچ دکھایا کہ
ہمنے ہندوستانمیں کبھی نہیں دیکھا تھا وہ بالکل معلق ناچ رہی تھی۔ بارہ بجے
تک یہ جلسہ رہا پھر ہم تو اپنے ہوٹل کو چلے گئے اور ہمارا ایجنٹ اپنے مکانکو۔
ہمنے اُسنے کہا کہ صبح ہمیں شہر کا گشت کرا دو۔ کیونکہ پیرس کی ایک دنمیں
سیر کرنی تو ناممکن ہے مگر اسنے یہ وعدہ کرلیا کہ تمام شہر میں پھرا دونگا اور مشہور
چیزیں دکھا دونگا۔ دوسرے دن صبح ہی سے ہم اپنے ایجنٹ کے ہمراہ ہوئے
اُسنے تمام بڑے بڑے بازار اور بڑے بڑے کارخانوں کی سیر کرائی وہاں
سے ۱۲ بجے کے قریب نوٹ ریڈیم پہنچے جسکو ہم پہلے دن دیکھ چکے
تھے وہاں سے پیلس رو ائل کی طرف چلے یہ بھی دیکھا ہوا تھا وہاں سے
لوری کی طرف آئے اسکی بھی سیر کر چکے تھے وہاں سے پیلس ڈی لالو
کورڈی کی طرف گئے وہاں گھر پہلے میدان کی ہوا اور سبزہ زار سے طبیعت
کو ایسی فرحت ہوئی کہ ہم پھر یاد رہیگی۔ وہاں سے چیمبر آف ڈیپوٹیز

کی طرف گئے ہیڈی لی اینی کے گرجا کو دیکھا چونکہ دن بہت اچھا تھا وہاں
کے درختوں کی خوبصورتی گھاس کی سبزی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ایسی اچھی معلوم
ہوتی تھی کہ وہاں سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا نیچر کی ہر ایک خوبصورتی اسجگہ
موجود تھی۔

یہاں سے ہم گاڑی کرایہ کر کے جیمز الاسی سیس کی طرف گئے۔ اسجگہ پیرس
کے نہایت عمدہ مکانات دیکھے یہانسے بوائیس کی طرف آئے جو لندن
کے ہائڈ پارک کا نمونہ ہے اگر فرق ہے تو یہی ہے کہ ہائڈ پارک میں گاڑیوں کے
جانے کا حکم نہیں اور اسمیں گاڑیاں برابر جاتی ہیں۔ یہاں سے پھرتے ہوئے
پھر محراب کے پاس آئے اور وہاں سے گاڑی کو چھوڑ کر اوپر گئے۔ اسجگہ
سے تمام پیرس دکھائی دیتا ہے یہانسے ہمنے اپنے ایجنٹ کو تو رخصت کیا
اور خود ہوٹل کی طرف چلے۔ مگر راستہ بھول گئے لوگ ہمیں بھلکڑ کہینگے مگر
ایسے شہر میں جہاں کہ کُل بازار ایک ہی قطع کے ہوں اگر مسافر راستہ
بھول جائے تو کچھ تعجب نہیں۔ غرض جب پھرتے پھرتے تھک گئے
تو گاڑی کرایہ کر کے ہوٹل کو روانہ ہوئے۔ وہانسے دوسرے دن صبح کو
[illegible] گئے یہ ایک بڑا مشہور انگریزی قلعہ ہے یہی قلعہ تھا جسکی
[illegible] سونکے ہاتھ سے بچ گیا۔ اگرچہ کیلس
[illegible] ر کے کنارہ پر واقع ہے کیلس سے کبھی دن جب
بہتر ہے نارمن لی سیر چاہ دیکھنے کے لایق ہے۔ وہیں پر پیتل کی ایک
بڑی توپ دھری ہے جو ملکہ الزبتہ کی پاکٹ پستل کہلاتی ہے اسکی لمبائی
۲۴ فیٹ ہے اسپر چند سطریں زبان ڈچ میں کندہ ہیں جنکا ترجمہ کسی
انگریزی شاعر نے یہ کیا ہے۔ Load me well & Keep me
Clean I'll carry ball* جو صاف رکھو مجھے اور قاعدہ
سے بھرو تو سبز کیلے تک اپنا میں گولہ پھینکا دوں۔ شیکسپیر کے ٹیلے کو

*to Kail as green

دیکھا جسکا شیکسپیئر نے کنگ لیر کے قصے میں ذکر کیا ہے۔ اسپر جانا آسان نہیں ہے
۔ پہاڑوں کے اوپر چڑھتے اور نیچے اترنے میں کئی گھنٹہ صرف کئے جب وہاں پہنچے۔
لیکن چونکہ مطلع صاف تھا سیر بھی خوب ہی کی۔ یہاں سے لندن کو چلدیتے۔
آخر اس شہر میں پہنچے جسکی دھن لگ رہی تھی۔
اول ہی اول چیرنگ کروس کے سٹیشن پر اترے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے
لندن کا فاصلہ شمار کیا جاتا ہے۔ اسکے دائیں طرف اُمرا و رؤسا کے مکانات
اور بائیں طرف غربا کے مکانات واقع ہیں۔ ایک صلیب ہوٹل کے پاس لگی
ہوئی ہے یہ بہت بڑا اور نہایت آراستہ ہوٹل ہے۔ اسکی چھ کھن ہیں اگر
کوئی پانچ چھ دفعہ اوپر چڑھے اترے تو ٹانگیں شل ہوجائیں۔ آسانی کے واسطے
اسمیں ایک لفٹ لگا ہوا ہے یہ ایک چھوٹی سی کاٹھ کی کوٹھری ہوتی ہے اور
اسکے چاروں طرف مضبوط رسی بندھے ہوتے ہیں۔ اسپر ایک فنر لگا ہوتا ہے
اسمیں سے ایک رسا اس کوٹھری میں لٹکا رہتا ہے۔ ایک آدمی اسپر مقرر
ہوتا ہے۔ جو اسکو اوپر کھینچتا اور نیچے اتارتا ہے۔ جن مسافروں کو اوپر جانا
ہوتا ہے اسمیں بیٹھ جاتے ہیں یہ لفٹ ہر ایک کھن پر ٹھیرتا ہے تاکہ ہر ایک
شخص کو جس کھن پر جانا ہو وہیں چلا جائے ہرچند اس ہوٹل کے خرچ
زیادہ ہیں مگر مسافر نووارد کے واسطے اس [illegible] س سے بہتر
ہے کہ گاڑی کرایہ کر کے بورڈنگ [illegible] تو ہم اس
ہوٹل میں سوئے۔ صبح اتفاقاً ان [illegible] ہو والٹر دت
ایم۔ ڈی کو اپنے ساتھ ولایت لیگئے تھے ملاقات ہوئی چونکہ یہ شام کو کسی
جگہ جانے والے تھے۔ اسلئے چھ گھنٹہ سے زیادہ ہمارے ساتھ صرف نکر سکے
۔ یہ ہمیں اپنے ساتھ برٹش میوزیم میں لیگئے اور خوب سیر کرائی۔ یہ عجائب خانہ
ہر روز دس بجے صبح سے چار یا پانچ بجے تک کھلا رہتا ہے ہر ایک شخص کو
جانے کی اجازت ہے۔ کمروں میں کسیطرح کی مصنوعی روشنی نہیں

ھوتی لیکن اب برقی روشنی ہوا کریگی - پڑھنے کے کمرہ اور چھاپہ خانہ اور نقاشی خانہ اور اُس کمرہ میں جسمیں کہ سکے رکھے رہتے ہیں اگر کوئی شخص چاہے کہ بیٹھ کر مطالعہ کرے تو محافظ کی اجازت لینی پڑتی ہے - اس اجازت کی درخواست سے پہلے یہ ضرور ہے کہ کسی ایسے شخص کا سرٹیفکٹ درخواست کے ہمراہ ہو جس کا نام ڈائرکٹری میں موجود ہو یہ عجائب خانہ ۱۵ جنوری ۱۷۵۹ء میں کھولا گیا تھا مگر ایکسو بیس برس تک لوگ یہی سمجھتے رہے کہ پرانی چیزونکا گودام ہے کیونکہ اسوقت سر سلون کے عجائب گھر کے جو بیس ہزار پونڈ کو خریدا گیا تھا اور کوٹن صاحب کے کتب خانہ کے جو انھوں نے ۱۷۰۰ء میں مفت عنایت کیا تھا اور ہرلیئن کی قلمی کتابوں کے جو دس ہزار پونڈ کو خریدی گئی تھیں اور کچھ نہ تھا - یہ تو ناممکن ہے کہ مفصل حال اسکا اس چھوٹے سے رسالہ میں لکھ سکوں - مگر مختصر اً عرض کرنا بیجا نہیں سمجھتا - اس عجائب گھر کے چار حصے ہیں - بیچ کا کمرہ صرف مطالعہ کے لئے مخصوص ہے - اسکے آگے کے کمرہ میں اور زینے کے اوپر امراوتی کی مورتیں رکھی ہوئی ہیں - جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ انڈین میوزیم سے یہاں منگائی گئی تھیں - دائیں طرف بہت سی قلمی اور چھپی ہوئی کتابونکا ذخیرہ ہے گرین ول کا کتب خانہ جو چون ہزار پونڈ کی لاگت کا ہے - اسی میں شامل ہے پچاس ہزار قلمی کتابیں - اور پنتالیس ہزار سکے ساٹھ ہزار مہریں اسجگہ رکھی ہیں - شاہی کتب خانہ جسمیں پینسٹھ ہزار جلدیں شاہ جورج چہارم کی عطا کی ہوئی ہیں - اسی کمرہ میں ایک طرف کو سجا ہوا ہے - بائیں طرف رومیونکا کمرہ ہے جسمیں شاہان سلف اور مشہور و معروف آدمیونکی مورتیں ہیں - تین کمرے یونان اور روم کی چیزوں کے واسطے مخصوص ہیں - جو اسی ہزار پونڈ کو خریدی گئی تھیں - نیاوفیس کا کمرہ جسمیں ڈائنا کا مندر ہے دیکھنے کے لایق ہے الگن کا کمرہ جسمیں یونانی مورتیں اور طرح طرح کی چیزیں ہیں جنکو لارڈ الگن نے ۱۸۱۶ء میں ۳۵ ہزار

خریدا تھا اور بیش بہا سمجھا جاتا ہے قابل دید ہے۔
تھر ہی لنک روم جسمیں ایلی لو کا مندر جو نگیلیا تھا اور جسکو کلرل صاحب نے انیس ہزار پونڈ کو خاص اسی عجائب خانہ کے واسطے خرید کیا تھا یہاں موجود ہے میوسولیم روم جسمیں میوسولس کا مقبرہ ہے جسکو اسکی بہن اور بیوی نے بنایا تھا اور پرانی دنیا کے سات عجائبات میں سے سمجھا جاتا تھا اسی میں ہے۔ سریا کا کمرہ جسمیں کھدے ہوئے پتھر جو نینوہ کے کھنڈرات میں سے دستیاب ہوئے تھے اور ہاتھی دانت اور پیتل اور تانبے کے ٹکڑے جنسے دنیا کی پیدایش کا حال اور انسانکا زوال اور نوح کے طوفان کے حالات معلوم ہوتے ہیں نہایت ہی خوبصورتی سے سجے ہوئے ہیں۔ مصر یونکا کمرہ جسمیں۔ یونانیوں کی مورتیں اور نیز بہت سی قدیم چیزیں صفائی سے رکھی ہوئی ہیں۔ زینے پر بہت سی قبرونکے تعویذ اور دیگر چیزیں جو انگریزوں کو ۱۸۰۱ء میں جبکہ سکندریہ کو فتح کیا تھا دستیاب ہوئیں تھیں دھری ہیں انکے علاوہ مختلف کمروں میں مختلف ملکونکی قدیم چیزیں موجود ہیں قدیم زمانہ کے ہتیار اور زیور اور جواہرات جو چالیس ہزار پونڈ کو خریدے گئے تھے۔ قابل دید ہے۔

ہائڈ پارک

اس پارک کی خوبصورتی تمام دنیا میں مشہور ہے لندن کے باشندے اسے لندن کی جان بتاتے ہیں اگرچہ اب اسکے چاروں طرف مکانات ہیں مگر پھر بھی اسکی نسیم وہ جوبن دکھاتی ہے کہ اسکے لطف وہی جانتے ہیں جنہوں نے اسکا حظ اٹھایا ہو۔ ایک غنچہ دہنوں کی بھیڑ دوسرے پھولونکی مہک تیسرے سرپنٹائن کا بہتا نشان کے دلمیں فردوس بریں اتار دیتا ہے۔ حکیم قاآنی کے چند اشعار اسکے حسب حال ہیں۔

تو گوئی ساخت بستان بہشت علن را ماند	زبس غلمان حور آنجا قطار اندر قطار آید
تو گوئی ارغنوں مستند بر ہر شاخ و ہر برگے	زبس بانگ تدرو صلصل و دراج و سار آید
بسجو شد مغز جاں چوں بوئے گل از بوستان خیزد	بپرد مرغ دل چوں بانگ مرغ از شاخسار آید
یکے با دلبر سادہ بصحن بوستاں گردد	یکے با ساغر بادہ بطرف جوئے بار آید
ز ہر سوئے نوائے ارغنون و چنگ و نے خیزد	ز ہر کوئے صدائے بربط و طنبور و تار آید
یکے بر سبزہ مے غلطد یکے در لالہ میر قصد	یکے بوید سمن را مات صنع کردگار آید
بہر جا جشنے و جوشے بہر گامے قدح نوشے	نماند غالبا ہوشے چو باد مشکبار آید

اس پارک میں بڑے درخت کم ہیں بعض جگہ ایک کنارہ سے دوسرا کنارہ دیکھلو اگر ماربل آرچ کے پاس کھڑے ہو کر دیکھو تو پارلیمنٹ کے مکانات اور اونچی عمارتیں درختوں کے پتوں سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اسکا میدان جنگی آدمیوں کے فن سپاہگری دکھلانے کے واسطے بڑے کام کا ہے۔ اسمیں اکثر بڑے بڑے جلسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ گھوڑونکے دوڑانے کے لئے بھی جگہ ہے۔ جسطرح کہ ہماری دلی میں اکثر شوقین اور وضعدار چاندنی چوک میں ہو کر گذرنا ہر شام کو فرض سمجھتے ہیں اسیطرح لندن میں شاید ہی کوئی ایسا مرد یا عورت ہو جو ہائڈ پارک میں خوب بن ٹھن کر نہ نکلے ہر ایک موسم کی پوشاک کا فیشن اسی جگہ معلوم ہوتا ہے۔

اس پارک سے ملا ہوا کن زنگٹن گارڈن ہے حقیقت میں وہ بھی اسیکا ایک حصہ ہے۔

ہائڈ پارک کے آٹھ دروازے ہیں ایک اتر پورب۔ دوسرا اتر پچھم۔ تیسرا اور چوتھا پورب ہیں پانچواں دکھن پورب میں چھٹا دکن پچھم میں۔ دو دکن میں۔ اسمیں ایک جگہ نہانیکے واسطے بھی بنی ہوئی ہے۔ کشتیاں بھی کرایہ پر ملتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ پیرس کے بوائس ڈی بولوگ نی کی اسکی خوبصورتی کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ لیکن ہاں

اتنا تو میں بھی کہونگا کہ ایسے عمدہ گھوڑے اور ایسا حسن اور ایسا فحش شاید دنیا میں کسی جگہ نہ ہوگا۔

رات کے وقت اس کثرت اور بے حیائی سے زنا ہوتا ہے کہ جسکے لکھنے سے قلم کو حیا مانع ہے۔ ایک روز البرٹ ہائل سے آتے ہوے میرا گذر رات کے ۹ بجے ہائڈ پارک میں ہوا اُس روز تو چلا آیا مگر قسم کھائی کہ پھر رات کو اس جگہ نہ آؤنگا لوگ کھلے میدانوں میں درختوں کے نیچے۔ بنچوں پہ جو بیٹھنے کے لئے لب سڑک پڑی رہتی ہیں) وہ کام کر رہے تھے کہ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بلکہ اسقدر بے شرمی نے انکی آنکھوں سے پٹی باندھ رکھی تھی کہ ایک ایک بنچ پر دو دو تین تین مرد وعورت کالا منھ کر رہے تھے اگر کسی نے دوسرے کی حیا کی تو اپنے منھ کے آگے چھتری لگا لی پولیس برابر پھیر رہی تھی مگر کوئی پرسان حال نہ تھا میرے بیان سے یہ غرض نہیں ہے کہ میں قوم انگریزی کی برائی کرتا ہوں۔ بلکہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ میرے اس بیان سے آپ بخوبی سمجھ جائیں کہ جواں ہندوستانیونکو جو برسوں سے تحصیل علوم کے لئے یہاں ہیں یا بہت سے امتحانات وغیرہ دینے کے لئے آئیں گے اُنکا بہت سے موقعونپر امتحان کیا جائیگا۔

ہوس آف پارلیمنٹ

یہ مکان بھی دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ اسکی خوبصورتی باہر سے بھی دیکھنے کے لائق ہے سینکڑوں مورتیں اسکے اوپر اسطرح جڑی ہوئی ہیں جیسے ہمارے ہندؤں کے مندروں کے اوپر بندروں کی مورتیں ہوتی ہیں۔

دریائے ٹیمز بڑی خوبی سے اسکے نیچے بہتا ہے اندر کی طرف سوائے کورٹ کے سب جگہ مشہور قدما کی مورتیں جنمیں سنگتراشی کے ہنروں میں انگریزی نقاشی قلموں نے ایسی صناعی دکھائی ہے کہ فقط جان ڈالنے کی کسر تھی مجھے افسوس ہے کہ سامنے دی مونٹفورڈ کی جسکو انگریزی پارلیمنٹ کا

موجد کہنا چاہیئے اسجگہ مورت نہیں اور نہ آلیور کرومویل کی جو انگریزی حکمرانوں میں سے ہے۔
اس عمارت پر تیس لاکھ پونڈ تو ابتک خرچ ہو چکے ہیں بیچمیں بہت بڑا کمرہ ہے اسکے بائیں طرف وکلاء کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ دائیں طرف حضور قیصر ہند اور امراء کے واسطے جگہ بنی ہوئی ہے۔ دروازہ کے مقابل تخت کے پاس دربار وکلا اور امرا کے بیچمیں سپیکر یعنے مقرر کی کرسی ہے ہر ایک بڑے کمرے کے پاس ایک ایک ریفرشمنٹ روم ہے۔ دریا کے کنارہ کتب خانہ اور کانفرنس روم ہے۔ وکلاء کے کمرہ کے پاس سپیکر کا دفتر ہے۔ حضور قیصر ہند دروازہ وکٹوریا ٹور سے تشریف لایا کرتی ہیں۔ اس پارلیمنٹ میں بیٹھنے کا دستور فرانس اور امریکہ سے بالکل مختلف ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ کوئی خاص ہی فرقہ دائیں یا بائیں طرف بیٹھے۔ دائیں طرف اُس فرقہ کے آدمی بیٹھتے ہیں جس فرقہ کا وزیر ہوتا ہے بائیں طرف دوسرے۔ اسکے برابر ہی ایک بہت بڑا برانڈہ ہے جسمیں پارلیمنٹ کے ممبر اکثر اُس وقت سوچتے ہوئے ٹہلتے ہیں۔ جب اُنکو کسی امر پر اپنے قطعی فیصلہ کی دینی ہوتی ہے۔ جسمیں انکو صرف ہاں یا نہ کہنا پڑتا ہے مسافر کسی لارڈ یا ممبر پارلیمنٹ کی سفارش اور سپیکر کی اجازت بغیر اندر نہیں جا سکتے انکے بیٹھنے کے واسطے اسقدر تنگ جگہ ہے اور اسقدر آدمیونکو اجازت دیجاتی ہے کہ اُن لوگوں کو نہایت خوش نصیب خیال کرنا چاہیئے جنکو یہاں جگہ ملجائے۔ مسٹر گلیڈسٹون کی سپیچ ایک ایسی سپیچ ہوتی ہے۔ کہ جسکے سننے سے صرف دلپر اثر ہی نہیں ہوتا بلکہ تعجب ہوتا ہے کہ اتنی باتیں اور ایسی مدلل وجوہات کیونکر اس بڈھے دماغ سے نکلتے رہتے ہیں۔ میں جس روز پارلیمنٹ دیکھنے گیا تو خوش قسمتی سے مسٹر گلیڈسٹون ہی کی سپیچ تھی جب کوئی

بات معرکہ کی ہوتی تھی تو ایک طرف سے نعرہ خوشی اور دوسری طرف
نعرہ نہیں نہیں کا غل عجب لطف دکھاتا تھا۔ مثلاً جب مسٹر گلیڈسٹون
نے اپنی تقریر کے سلسلہ میں کہا " ایرلینڈ کو ضرور آزادی دینی چاہیے "
تو فرقہ لبرل کی طرف سے بیشک بیشک کا نعرہ بلند ہوا اور فرقہ کنزرویٹو کی
طرف سے نہیں نہیں کی آواز آئی۔ ایک فرقہ اپنے مخالف فرقہ کی شان
میں سخت الفاظ کہنے سے بھی نہیں چوکتا۔ ایک ممبر پارلیمنٹ نے میرے
سامنے کہا کہ بڈھے کی عقل ماری گئی ہے۔ ہوم رول پر اعتراض کرنا اور بات
ہے اور پولیٹیشن بننا اور بات۔ اگر ایسے ہی ایسے پولیٹیشن دس بیس انگلستان میں
ہوجائیں تو انگریزوں کا نام بھی دنیا میں باقی نہ رہے۔ ایک فرقہ لبرل کے
ممبر نے مجھسے باتوں باتوں میں کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ گلیڈسٹون کو ایسی بات
تحریک کرنیکے لئے الہام ہوتا ہے اس بڑھاپے میں اتنی جلدی ایسی
مدلل اسپیچ کا دینا اسیکا کام ہے۔ انگریزونکی ترقی اس شخص پر موقوف ہے
برانڈہ میں تھوڑی دور پر چھپے ہوئے دو شورٹ ہینڈ رائٹر بیٹھے رہتے ہیں
۔ جو ہر ایک لفظ کو جو سپیکر یا اور کسی ممبر کی زبان سے نکلتا ہے۔ فوراً لکھ لیتے
ہیں۔ اسکے برابر ہی ٹائمس اوفس کا تار لگا ہوا ہے یہ کلرک لکھ لکھکر ٹیلیگراف
کلرک کو دیتے تھے۔ اور وہ فوراً انکو روانہ کردیتا تھا۔ اب ٹائمز اوفس کا
حال سنیئے۔ جو یہانسے تین چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں ٹیلیگراف کلرک
ان خبروں کو لیکر کمپوزیٹر کو دیتا تھا اور وہ کمپوز کرکے کل میں لگا دیتا
تھا یہ سب کلیں انجنوں سے چلائی جاتی تھیں۔ کاغذ اسیوقت از خود
کٹ کٹکر گرنے لگتے تھے اور سیاہی لگنی شروع ہو جاتی تھی جھٹ سے سیاہی
دوسرے خانہ میں گرا۔ وہاں گرتے ہی سوکھا اور تیسرے خانے میں گیا
وہاں بھی دیر نہ ہوئی اور چوتھے درجہ میں آیا۔ اسجگہ ایک حوض بنا ہوا
ہے اور گھڑی لگ رہی ہے۔ جتنے اخبار چھپکر اس حوض میں گرے

اتنے ہی درجہ اُس گھڑی کی سوئی چلی جاتی ہے۔ اُدھر سپیچ ختم ہوئی اور اِدھر ہزاروں کاپیاں چھپکر تیار ہو گئیں۔ تین بجے صبح تک اُس روز جلسہ ہا ۷ بجے تمام شہر میں اور مشہور اخباروں میں وہی سپیچ اور ساری کیفیت چھپی ہوئی پڑھ لی۔ حقیقت میں ٹائمز اوفس بھی ایک تماشا ہے۔
اسکے پرے مطالعہ کا کمرہ ہے۔ جسمیں جانیکے لئے دروازہ پر ٹکٹ لینا پڑتا ہے اس کمرہ کی بلندی ۱۰۶ فیٹ ہے اور قطر ۱۴۰ فیٹ۔ ساٹھ ہزار کتابیں اسمیں چُنی ہوئی ہیں اسکے دوسرے کمرے میں اخبارات اور نقشے ہیں۔ وہانپر پندرہ لاکھ سے زیادہ چھپی ہوئی کتابیں موجود ہیں۔
اکیس برس سے کم عمر کے آدمی کو وہانپر پڑھنے کی اجازت نہیں ہاں اگر کوئی علمی کتاب دیکھنا چاہے تو ممانعت نہیں۔
کسی امتحان کے لئے اگر کوئی کتاب پڑھنی چاہے تو ہرگز نہیں ملتی۔
چھاپے اور نقشہ کے کام کا کمرہ (جسکا راستہ مصر کے کمرہ میں سے ہوکر ہے) ایک نہایت ہی عمدہ علوم کا ذخیرہ ہے۔ اسمیں طالب علموں کو دس بجے سے چار بجے تک جانیکی اجازت ہے۔ سِکّوں اور تمغوں کا کمرہ گویا علم تاریخ کا خزانہ ہے۔ نیچرل ہسٹری کا مجموعہ اب کروم ول روڈ کے مکانمیں ہے زوالوجیکل ڈپارٹمنٹ میں وہ جانور موجود ہیں کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ جیولوجیکل ڈپارٹمنٹ کے دیکھنے سے جداہی واقفیت بڑھتی ہے بوٹنیکل ڈپارٹمنٹ میں جانے سے تمام قدرت کی خوبیوں کا مشاہدہ ہوجاتا ہے۔
اب یہاں سے پادری صاحب تو نورتھ بروک کلب میں چلے گئے اور ہم اپنے ہوٹل میں آئے۔ رات کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دیکھکر یہ جی میں آیا کہ چلو سڑک پر ہوا کھائیں۔ ہوٹل کے دروازے پر جا کھڑے ہوے تو عجیب ہی کیفیت دیکھنے میں آئی۔ دو خوبصورت جوان لڑکیاں لباس فاخرہ زیب تن کئے ہمارے پاس آئیں اور ہماری مزاج پرسی کی۔ ہم متعجب ہوے کہ یہ کون ہیں

اور ہمسے اسطرح تپاک سے کیوں ملتی ہیں ایک نے انمیں سے کہاکہ اگر آپکو
تکلیف نہو تو غریب خانہ پر تشریف لیچلیئے کوئی پانچ ہی منٹ کا راستہ ہے
- ہمنے کہاکہ ہم مسافر ہیں کل ہی اس ہوٹل میں آکر اترے ہیں - ہمیں افسوس
ہے کہ ہماری آپکی پہلے سے ملاقات نہیں - ورنہ آپکے ساتھ جانے میں کبھی
دریغ نہوتا - دوسری بولی کیا آپ مجھے پسند نہیں کرتے ؟ - یہ سنکر تو ہمارے
کان کھڑے ہوئے مگر یہ نہ چاہا کہ انکو ناراض کریں - صرف اتنا کہدیا کہ ہمیں
آپ نہ دل سے پسند ہیں مگر ہم کسیکے گھر نہیں جاتے - اسنے کہاکہ اچھا یہ برابر
ریسٹوران ہے چلو تھوڑی سی شراب ہی پیئنگے - ہمنے کہا افسوس ہے
کہ ہم شراب بالکل نہیں پیتے جب انہوں نے دیکھا کہ اسطرح بھی داؤ نہیں
چلتا تو بولیں کہ چلو ہم ہی پییں گے - پھر تو ہمنے صاف کہدیا کہ ہمیں معاف
کرو ہم اس قماش کے آدمی نہیں - ابھی انکو گئے دو منٹ بھی نہ گزرے ہونگے
کہ دو اور آئیں - ہم انکو بھی بیرخی سے ٹالکر ٹہلنے لگے - کوئی پاؤ گھنٹہ ہم اس
سڑک پر ٹھیرے ہونگے کہ کم سے کم پچاس عورتیں اس قسم کی ہمارے پاس
آئی ہونگی آخر لاچار ہوکر ہم اپنے ہوٹل میں چلے آئے - کیونکہ یہ جگہ بالکل محفوظ نہ
تھی - ہمیں یاد ہے کہ ایک پادری صاحب نے جو ہمارے ساتھ جہاز پر سوار تھے
کہا تھا " ہونیکو تو اچھے برے ہر ایک قوم میں ہوتے ہیں لیکن انگریزی قوم
کو فخر ہے کہ اسمیں کسبیاں نہیں " - میں خیال کرتا ہوں کہ شاید پادری صاحب
موصوف کا گذر چیرنگ کروس میں کبھی نہوا ہوگا ورنہ ایسا نفرماتے -
دوسرے روز ہمیں ایک اور شخص ملے - جنھوں نے اپنا نام ڈاکٹر یوسف علی ایل
ایم - ڈی بتایا اور فرمایا کہ ڈاکٹر رحیم خاں صاحب کا بھتیجا ہوں - انہوں نے
ہماری ملاقات مسٹر مل سے کرائی یہ صاحب بمبئی ٹائمز کے بانی ہیں -
تیس برس تک یہ اس اخبار کے اڈیٹر اور مالک رہے - انہوں نے ہمیں اپنے
مکان میں رہنے کو جگہ دی - اور اسی روز ہم انکے مکان میں چلے آئے اور

تمام دن اجنٹونکی ملاقات میں گزرا۔ شام کو مکانمیں آئے تو بارہ بجے تک کھیل کود میں مصروف رہے اور بعد ازاں پڑکے سو رہے دوسرے روز سے ہمنے وقت کی تقسیم اسطرح کی کہ آدھے دن تک تو سیر و تماشا کرتے اور آدھے دن اپنا کام مسس مل اور اُنکی لڑکی مس مل اور انکے صاحبزادہ مسٹر والٹر مل ہم سے ایسے مل گئے کہ جبتک ہم انکے مکانمیں رہے گویا اپنے ہی گھر میں تھے۔

مسس مل کی مادرانہ شفقت عمر بھر لوح دل سے نہ مٹے گی وہ ہمیشہ چال چلن کی نگرانی اور لباس وغیرہ کی درستی کے لئے تاکید کرتیں اور انگریزی معاشرت کے اوضاع و اطوار سے بہت کچھ سمجھایا بجھایا کرتی تھیں

Tower of London

ٹور آف لنڈن

اس مشہور قلعہ نے بھی زمانہ کیطرح رنگتیں بدلی ہیں۔ کبھی تو شاہی محل رہا۔ کبھی عدالت خانہ بنگیا۔ کبھی قید خانہ کی جگہ کام میں آیا امسال گدام و سلح خانہ اور نمایش گاہ ہے۔ زیادہ مشہور اسمیں وہ عمارت ہے جو وائٹ ٹور کہلاتی ہے۔ روایت ہے کہ جیولیس سیزر نے اسکی بنیاد ڈالی تھی۔ مگر عموماً یہ خیال ہے کہ ولیم دی کونکرر نے اسے بنوانا شروع کیا اور ہنری سوم نے اسکو رونق دی سنیٹ جون کے گرجا میں نورمن کی صناعی کا نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ مشہور مقتل ٹور ہل عین دروازیکے پاس ہے۔ اسمیں سر سائمن برلی جو رچرڈ دوم کا بڑا دوست تھا سب سے پہلے قتل ہوا تھا بعد ازاں ملکی یا مذہبی سببوں سے برابر اسمیں قتل ہوتے رہے ۱۷۴۷ء میں لورڈ لووٹ سرگروہ فرقہ جیکو بائٹ اسی جگہ قتل ہوا یہاں سے دائیں ہاتھ کو بیل ٹور ہے جہاں پر ملکہ الزبتھ قید رہی تھی۔ ڈرکس ٹور جہاں ارل آف سیکس اور وائٹ ٹور جہاں سر والٹر

رہے لی قید رہے تھے قابل دید ہیں۔ بلڈی ٹور جہاں شاہ ایڈورڈ چہارم
کے دو بیٹے قتل ہوئے تھے۔ بڑی عبرت انگیز و حسرت خیز جگہ ہے۔
اس عمارت میں جو گورنر کا مکان کہلاتا ہے۔ عدالت کا کمرہ ہے جہاں گی
فوکس اور اسکے ساتھیوں کو گن پوڈر پلوٹ کے باعث سزا دی گئی تھی۔
دائیں طرف میدانکے بعد نکھرا موٹا دروازہ (Traitors Gate) ہے
اس راستے کو وہ قیدی اندر لائے جاتے ہیں جو پانی کے راستہ آتے ہیں۔
چونکہ یہاں کا محافظ بڑا تند مزاج تھا اور یہی چاہتا تھا کہ ہم سب چیزیں جلدی
دیکھ چکیں۔ ایسے وقت میں تاریخی واقعات کا سوچنا مشکل ہوگیا یہاں سے
Horse Armoury یا سواروں کے سلح خانہ میں لیگیا۔
جہاں بیر بائیس سواروں کی مورتیں قدیمی ہتیاروں سے مسلح رکھی تھیں۔ پھر
زینہ پر چڑھکر وائٹ ٹور کی دیوار پر گئے۔ یہ دیوار سترہ فٹ چوڑی ہے یہاں
سے ملکہ الزبتھ کے سلح خانہ میں گئے یہ سلح خانہ اس نام سے اسلئے مشہور ہے
کہ سپینش آرمیڈا کے بچے کھچے ٹوٹے پھوٹے ہتیار پڑے ہیں اسکے ایک کونے
میں مریم کی بہت عمدہ مورت تھی یہاں سے وائٹ ٹور کا وہ حصہ جہاں پر
سر والٹر ریلی بارہ برس تک قید رہے تھے۔ بخوبی دکھائی دیتا ہے اسجگہ
اندھیرا گھپ ہے۔ خبر نہیں بیچارے نے اتنی مدت کیونکر گزاری ہوگی۔
اسجگہ پر سلح خانہ جو دنیا میں سب سے بہتر سمجھا جاتا ہے قابل دید ہے۔
یہاں سے ہمنے محافظ کو رخصت کیا اور بیوچیمپ ٹور میں آئے جہاں ٹومس
ڈی بیوچیمپ ارل اف وارک ۱۳۹۶ء میں قید رہا تھا۔ یہاں سے ریکرڈ
ٹور میں آئے۔ جہاں پر کہ جواہرات پنجروں میں رکھے ہیں یہ سب چیزیں دیکھ
بھال کر اپنے مکانکو چلے آئے۔

ریجنٹ پارک اور زوالوجیکل گارڈن

لالہ مدنگوپال۔ لالہ رنگ لال۔ لالہ شمبھودیال۔ اور میں سب ملکر ایک روز

Regents Park & Zoological Gardens

یہانکی سیر کو گئے۔

ریجنٹ پارک مسٹر جون ناش کی کاریگری کا عمدہ نمونہ ہے اسکا رقبہ تین میل سے کم نہوگا۔ اسکے آس پاس ایسے خوبصورت مکان ہیں اور ایسے بھلے معلوم ہوتے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ جیسا ریجنٹ سٹریٹ خوبصورت اور شاندار بازار ہے۔ ریجنٹ پارک بھی خوشنمائی میں اپنے نام کا ایک ہی ہے اسمیں پھولونکی درستی فوارونکا چھوٹنا نہایت دلکش چمن ہیں۔ اگرچہ اس پارک کا بہت سا حصہ ذوالوجیکل سوسائٹی نے ا[illegible] ہے مگر اسطرح سے اس پارک کی خوبصورتی میں کچھ خلل نہیں [illegible] ہزارہا عورتیں اور مرد اس پارک میں رات دن ہوا کھا[illegible] سیرین[illegible] صاف وشفاف۔ تمام پارک سرسبز ہے اور سبزہ ا[illegible] دل لگی کے لئے لندنمیں یہ جگہ بھی غنیمت ہے [illegible] ہوا ذوالوجیکل گارڈن ہے جہاں ہر ایک ملک کے جانور جمع [illegible] ہیں۔ جو جانور گرم ملک کے ہیں اور جیسی درجہ کی گرمی اُنکے ملک [illegible] ہے اسی درجہ کی گرمی اُنکے مکانمیں رکھی گئی ہے سرد ملک کے [illegible] کا ویسا ہی ٹھنڈا بندوبست ہے۔ جو جانور جس قسم کا ہے اور جس چیز [illegible] رغبت ہے وہ ہی اُسکے مکانمیں مہیا ہے۔ پولیر بیر یعنے برف کے ریچھ [illegible] اسطے برف اور صحرائی الیفریقہ کے شیر ببر کے واسطے گرمی موجود [illegible] اتھی کل انگلنڈ بلکہ کل یورپ میں اسی جگہ ہیں۔ امریکہ کے بندر تم [illegible] وکی دل لگے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ہزارہا پرندے دیکھنے کے [illegible] ہیں سیل مچھلی ایسے تماشے کرتی ہے کہ لوگ مارے [illegible] کے لوٹ لوٹ جاتے ہیں۔ ہر ایک قسم کے سانپ سانپ گھر میں [illegible] یں شیر ونکو بھیڑ کا شکار کرتے ہوئے دیکھنا سخت دلوں کے واسطے [illegible] ورحم دلونکے واسطے رحم کا مقام ہے۔ شاید ہی کوئی کسی قسم کا جانو[illegible] ہوگا جو یہاں نہو۔

پورے ایکدن سے کم میں بہائی کی سیر نہیں ہوتی۔ آدمی تھک کر چور ہو جاتا ہے کیونکہ سواری اندر نہیں جاتی۔

West minister Abbey

ویسٹ منسٹر ایبے

یہ انگریزوں کی نہایت مشہور عمارت ہے۔ جسکو لنڈن سے دوسرے درجہ پر کہتے ہیں۔ اسکو شاہ اڈورڈ دی کولن فیسر نے ۱۰۵۵ء سے لغایت ۱۰۶۵ء کے عرصہ میں بنایا۔ کہتے ہیں کہ شاہ سیبرٹ نے جو مشرقی سیکسن کا حکمران تھا ساتویں صدی میں اسی جگہ ایک گرجا بنایا تھا اس کا نام ویسٹ منسٹر ایبے اس غرض سے رکھا گیا تھا کہ اسکی تمیز سینٹ پال کی گرجا کی خانقاہ سے جس کا نام اُس زمانہ میں ایسٹ منسٹر ایبے تھا۔ ہو سکے۔ شاہ اڈورڈ کی عمارتوں میں سے اب ایک تو صرف وہ حصہ باقی ہے جو پکس ہوس (Pyx house) یا سکہ گھر کہلاتا ہے اور دوسرا وہ جہاں کہ ویسٹ منسٹر سکول کے لڑکے ورزش کیا کرتے ہیں۔ ہنری سوم نے جو عمارات بنانیکا بہت شوقین تھا اس کل عمارت کو جسکا بہت سا حصہ آجتک باقی ہے از سر نو تعمیر کر دیا۔ ہنری ہفتم نے اسے توڑ تاڑ کر ایک گرجا بنا دیا۔ باہر کے رخ سے یہ خانقاہ ابتک ویسی ہی ہے جیسی کہ ہنری ہفتم نے چھوڑی تھی۔

مگر اندر کے رخ سے نہایت دلکش ہو گئی ہے اس عمارت کی بلندی اسکے لمبے لمبے برآمدے اور خوبصورتی دیکھنے کے قابل ہے سچ تو یہ ہے کہ جب انسان اس عمارت کے اندر داخل ہوتا ہے تو انگلنڈ کے مشہور و معروف حکما و عقلا کو جنپر قوم کو ناز ہے تہ خاک دیکھکر عبرت ہوتی ہے اور دنیا کی ناپایداری کا مجسم ثبوت آنکھوں کے سامنے سے گزر جاتا ہے۔

لنڈن میں یہ جگہ صرف قابل دید ہی نہیں بلکہ قابل تعظیم بھی ہے۔ اگر اس خانقاہ کا مفصل حال بیان کروں تو شاید اسی کا ہو رہوں۔ لیکن یہ بھی جی نہیں چاہتا

کہ چند مشہور و معروف چیزوں کا ذکر کئے بغیر چھوڑ دوں۔ اڈورڈ کون فیسر کا مقبرہ جسکے آس پاس بہت سے نیک مردوں کی قبریں ہیں قابل دید ہے۔ ہنری سوم بھی اسی جگہ آرام کر رہا ہے۔ اڈورڈ اول اڈورڈ سوم اور ہنری پنجم کا مزار بھی یہیں ہے۔ گرجا کے مقابلہ میں تخت نشینی کی کرسیاں ہیں۔ اور شاہ کی کرسی کے نیچے وہ پتھر ہے جو شاہ اڈورڈ اول Scone سون سے لایا تھا۔ اسپر شاہان سکوٹ لنڈ کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوا کرتی تھی۔ دوسری کرسی وہ ہے جو ملکہ میری کے لئے بنائی گئی تھی۔ جو شاہ ولیم سوم کی پیاری بیوی تھی۔ اڈورڈ کون فیسر کے مزار کے پاس بہت سے چھوٹی چھوٹی قبریں بہت سے متمول آدمیوں کی بنی ہوئی ہیں۔ ہنری پنجم کے مقبرہ کے پیچھے ہنری ہفتم کا وہ مقبرہ ہے جو اسنے جیتے جی اپنے واسطے بنوایا تھا۔ یہ مقبرہ گوتھک عمارتوں کا بڑا اچھا نمونہ ہے۔ اسکے کواڑ پیتل کے ہیں اور انپر نہایت عمدہ باریک کام ہو رہا ہے۔ مگر اب ایسی کالے پڑ گئے ہیں کہ لوہے کے معلوم ہوتے ہیں اور کام کی خوبصورتی غور سے دیکھے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی نائٹس آف باتھ کا جھنڈا اسی جگہ سے عطا ہوتا ہے۔ اڈورڈ کون فیسر سے لیکر حضور قیصر ہند کے عہد تک جتنے بادشاہ ہوئے سبکی تخت نشینی کی رسم اسی خانقاہ میں ادا ہوئی۔ ہنری ششم اور ہنری ہفتم کے مزار کے بائیں طرف ملکہ الزبتھ کی قبر ہے۔ اور دائیں طرف ملکہ میری آف سکوٹ لنڈ کی۔ جنوب مشرق کی جانب وہ سل پڑی ہے جو لیڈی اگسٹا سین لے کی قبر پر ڈھکی ہوئی ہے۔ یہ لیڈی اس خانقاہ کے مرحوم ڈین کی بیوی اور حضور قیصرہ ہند کی پیاری سہیلی تھی فلپی اسکے بائیں ہاتھ کو ڈیوک ڈی مونٹ پنسیر برادر لوئیس فلپی شاہ فرانس کا مقبرہ ہے مشہور آدمیوں میں سے ڈارون نیچرلسٹ (اپنی زندگی میں بندر کی طرح اچھل کود کر) اسی خانقاہ میں آرام کر رہا ہے۔ جارج اڈورڈ سٹریٹ اور سر گلبرٹ سکوٹ امیر العمارات اپنا کام ختم کرکے اسی جگہ

سوتے ہیں۔ چاسر جو انگریزی نظم کا موجد سمجھا جاتا ہے تشبیہ و استعارات کے فکر کو چھوڑ کر اسی جگہ خواب استراحت میں ہے۔ چارلس ڈکن اور بڑا مبرا بھی دنیا کو فانہ سمجھکر اسی جگہ آرام پذیر ہیں۔ شریڈن اور ہینڈن بھی اسی جگہ پڑے سوے ہیں۔ ٹول کیمپ سل اور ڈیوڈ گیرک اور سیمول جانسن اسی جگہ مدفون ٹھیکری اور مکالے کی سنگ مرمر کی مورتیں انکی یادگار ہیں بحفاظت تمام رکھی ہوی ہیں۔ اسکے بالاخانہ میں موم کی گیارہ مورتیں شیشوں کے صندوقوں میں بند رکھی ہیں چارلس دوم اپنی سیدھی سادی پوشاک میں اسطرح کھڑا ہے کہ گویا اب بولنے ہی کو ہے۔ اس کے برابر ہی ڈیوک آف بکنگھم اپنی شاندار پوشاک پہنے پڑا ہے۔ ملکہ این تخت پر بیٹھی ہوی اپنی پوشاک کو اسطرح سمیٹ رہی ہے گویا اسکو گراں معلوم ہوتی ہے۔

ڈچس اف بکنگھم اور انکا چھوٹا سا صاحبزادہ اور ڈچ اف رچمنڈ ڈیوک کی مورت کے سامنے کھڑے ہیں۔ ارل آف چیتھم اپنی درباری پوشاک پہنے کھڑا ہے۔ ولیم اور میری دونو ایک شیشہ کے صندوق میں بند ہیں۔ انکے برابر ہی ملکہ الزبتھ سنہری لیس کی پوشاک سے مزین ہیں۔ اسکے قریب ہی نیلسن کی قدآدم مورت اسطرح پڑی ہے کہ گویا سچ مچ نیلسن ہی ہے۔ اس خانقاہ کے جنوب میں ایک عمارت چیپر ہوس کہلاتی ہے جسکو ہنری سوم نے ۱۲۶۵ء میں اسکی مرمت کرکے ازسرنو درست کردیا تھا اسکے برابر ہی ایک چھوٹا سا مکان ہے جس میں ایک قبر ۱۲۱۱ء کی موجود ہے جسکے اوپر جروسیس ڈی بلاس لکھا ہوا ہے Gervasius de blois

میڈیم ٹسڈز ایگزبیشن

Madame Tussauds Exhibition

ایک روز ہمارا ارادہ ہوا کہ اس نمایش گاہ کی سیر کرنی چاہیے کیونکہ یہ بھی لندن کے عجائبات میں سے ہے۔

اُسی روز شام کو ہم سب اِسکے دیکھنے کو چلے۔ ہمارے ہمراہ ایک بابو صاحب بھی اپنی بنگالی پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ جب دروازہ کے اندر گھسے تو ایک سنتری کھڑا ہوا دکھائی دیا۔ ہمارے بابو صاحب چاہتے تھے کہ اس سے کچھ دریافت کریں کہ لیڈیاں قہقہہ مار کر ہنسنے لگیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو موم کا تھا۔ جس کاریگر نے وہ بنایا ہوگا صرف اسی واسطے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا کہ جان نہ ڈال سکا ورنہ کسی اور بات کی کمی نہیں رکھی۔ شاہان انگلنڈ کی مورتیں اسطرح کھڑی ہیں کہ ذرا تمیز نہیں ہوسکتی کہ انہیں جان ہے یا نہیں۔ اکثر امرا کی تصویریں اسطرح استادہ ہیں کہ گویا ابھی بول اوٹھیں گی۔ بہت سی لیڈیاں اور جنٹلمین یہاں سیر کر رہے تھے۔ مہاراجہ سیندھیا و جموں کی مورتیں اسطرح کرسیوں پر بیٹھی ہیں جیسے حقیقت میں خود مہاراج بیٹھے ہیں۔ حضور قیصر ہند اور کل شاہی خاندان کی مورتیں ایسی عمدہ بنی ہوئی ہیں کہ جس شخص نے انہیں ایک یا دو دفعہ دیکھا ہو ممکن نہیں کہ دھوکا نہ کھا جائے۔ حضور پرنس اف ویلز اور پرنسس ویلس کا وہ زمانہ کہ جب شاہزادی پنگوڑے میں بیٹھی ہوئی اور ہمارا شاہزادہ لیٹا ہوا جھنجھنا ہاتھ میں لئے ہوئے کھیلا کرتا تھا ایسی خوبصورت ہیں کہ انسان کا دل یہی چاہتا ہے کہ گھنٹوں تک اسے دیکھا کرے۔ ہم سب آپسمیں مذاق کرتے جاتے تھے اور اِن سب چیزوں کو دیکھکر طبیعت خوش کر رہے تھے۔

ہمارے بابو صاحب جو بنگالی پوشاک پہنے ہوئے تھے مورت کے برابر چپکے سے بے حس و حرکت کھڑے ہوگئے۔ ہم دو تین آدمی اُنکے گرد ایسے کھڑے ہوگئے کہ گویا اُنکو دیکھ رہے ہیں۔ دو لیڈیاں اور ایک جنٹلمین دوسری طرف سے آئے۔ ہمارے بابو صاحب کو تصویر سمجھکر بہت ہی غور سے دیکھنے لگے۔ ہم منہ پھیر کر مسکراتے ہوے آگے بڑھ گئے۔ ایک لیڈی نے چپکے سے انکے ہاتھ پر ہاتھ لگا کر کہا کہ یہ تو بڑا ملایم ہے۔ بابو صاحب جو ایک بڑے ظریف آدمی ہیں۔ جلدی سے بول اُٹھے کہ میں لیڈیوں سے تو زیادہ ملایم نہیں ہوں۔ اسپر ایک بڑا قہقہہ پڑا۔

اس کمرہ میں کوئی ایسا آدمی ہوگا کہ مارے ہنسی کے نہ لوٹ گیا ہو۔ جب تو بابو صاحب کی چڑھ بنی کہنے لگے میں نے ہندوستانی ہوکر دھوکا کھایا تو کیا ہو۔ انگریز بھی تو اسجگہ دھوکا کھائے بغیر نہیں رہتے۔

شاہ نپولین کی وہی اصلی گاڑی جسمیں وہ سوار ہوکر روس پر حملہ آور ہوا تھا جو جنگ واٹرلو میں انگریزوں کے ہاتھ لگی تھی اور وہ کمپو کا پلنگ جسپر وہ سات برس تک سینٹ ہلینا میں سویا اور ایک چوکی جو اُسکے باغ میں رکھی رہتی تھی اور اُسکو نہایت عزیز تھی اسجگہ موجود ہے۔ جورج چہارم کی تخت نشینی کی پوشاک لارڈ نیلسن ڈیوک اف ولینگٹن اور جوزف بونا پارٹ کی اصلی پوشاکیں اس عجائب خانہ میں بحفاظت تمام رکھی ہیں۔ ہنری چہارم شاہ فرانس کا وہی کرتہ جو وہ اُسوقت پہنے ہوے تھا جبکہ جنگ ریوبلک میں زخم شدید کھایا تھا۔ وہی چاقو جس سے مارگریٹ نکلس نے جارج سوم کو مارنے کا ارادہ کیا تھا اس جگہ موجود ہے۔ جب یہ سب دیکھ چکے تو ہمارا ارادہ چمبرس اُف ہورزز میں (Chambers of Horrors) جانیکا ہوا یہاں پر اصلی گلوٹین جس سے زمانہ قدیم میں سر کاٹا کرتے تھے دیکھا۔ نپولین کا موم کا مردہ جسم بڑی عبرت دلاتا ہے۔ اور بہت سے مجروح اور مقتول ہیں جو مختلف مقاموں میں ہوکے موم کے بنے ہوے اس جگہ رکھے ہیں۔ حقیقت میں اس جگہ کا دیکھنا بھی سخت دل کا کام ہے۔

Royal Aquarium
روائل ایکیوریم

ایک روز شام کو میں اور میرا ایک دوست روائل ایکیورم کی سیر کو گئے یہ وہ جگہ ہے کہ جسے حضور ڈیوک اُف اڈنبرا نے ۱۸۷۶ء میں کھولا تھا۔ مکان نہایت خوبصورت اور وسیع حوضوں میں مچھلیاں جابجا تیرتی تھیں۔ باجے بج رہے تھے۔ تمام مکان گیاس کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ جب ہم دروازہ کے اندر گھسے تو دیکھا کہ حسین جوان

لڑکیاں چھوٹی چھوٹی دکانیں لئے بیٹھی ہیں۔ جوہیں ہم ایک کے پاس کو گذرے اُسنے کہا کہ یہ دیکھو۔ ہمنے کہا کہ ہمکو تو یہ درکار نہیں ہے۔ غرض اُسنے ہمکو کتنی ہی چیزیں دکھائیں جب ہمنے کہا کہ ہم کچھ نہیں لیتے تو وہ کہنے لگی کہ میری خاطر سے کچھ تو لیلو۔ ہمنے کہا کہ ہمیں حقیقت میں تو کچھ نہیں لینا ہے لیکن آتے ہوئے تمہاری خاطر کے لئے خرید لیں گے یہاں سے آگے بڑھے تو دوسری سر ہوئی۔ اس سے پیچھا چھڑایا تو تیسری نے ہمارا ہاتھ پکڑکر کہا چاہے کچھ لینا نہیں مگر دیکھ تو لو۔ میں کارڈ چھاپتی ہوں ایک شلنگ میں پچاس۔ چاہے جس نام کے چھپوا لو۔ پانچ منٹ میں چھاپ دونگی۔ ہمنے کہا ہمارے پاس کارڈ بہت ہیں اور کیا کرینگے وہ بولی کہ ہندوستانی بڑے سخت ہوتے ہیں دیکھو تو سہی میں کیسی خوبصورت ہوں اور کسطرح کہتی ہوں کیا ایک شلنگ بڑی بات ہے۔ ہم چپکے ہو کر آگے بڑھگئے وہاں ایک اور لڑکی ملی اور کہا کہ میں گاس کی روشنی میں تصویر کھینچتی ہوں تین منٹ سے کم میں دو تصویریں تیار کر دونگی۔ مجھسے تصویر ضرور کھچواؤ۔ میںنے ابھی تک کسی ہندوستانی کی تصویر نہیں کھینچی ہے۔ ہمارا ارادہ تصویر کھچوانے کا ہو گیا کیونکہ ہمیں یہ سُنکر بہت تعجب ہوا کہ تین منٹ میں دو تصویریں کیونکر تیار کر دیگی ہماری مرضی پاتے ہی وہ کمرہ میں گئی اور مجھسے کہا کہ کرسی پر بیٹھکر واپس ہی آؤ میںنے ایسا ہی کیا وہ اسکے کوئی دو ہی منٹ بعد میری دو تصویریں لیکر اندر سے چلی آئی۔ اگرچہ یہ تصویریں کچھ عمدہ تو نہیں تھیں لیکن اس کم وقت میں دو تصویروں کا تیار ہونا اگر جادو نہیں تو اور کیا تھا۔ یہ تصویریں لیکر ہم تھیٹر میں جا بیٹھے۔ اور ناچ دیکھا کئے۔ تھوڑی دیر بعد جب جی سیر ہو گیا تو ٹہلنے لگے اور ایک ریسٹوران میں دو کرسیوں پر جا بیٹھے۔ یہاں عجیب کیفیت دیکھی۔ دو نوجوان لڑکیاں ہمارے پاس آ کھڑی ہوئیں اور منہ پھیر اسطرح باتیں کرنے لگیں جو ہمیں کل سُنائی دیتی تھیں۔ ایک نے کہا مجھے ہندوستانی بڑے پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ انکا ذرا سیاہی مائل رنگ میرے

دلکو بے قابو کر دیتا ہے۔ دوسری بولی کہ مجھے شاید تجھ سے زیادہ پسند ہیں۔ پہلی نے کہا کیا! تو میری سوتن بننا چاہتی ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ جو شخص تجھے پسند ہو مجھے بھی وہی ہو۔ پہلی لڑکی نے بہت آہستہ سے کہا کہ شاید یہ انگریزی نہیں سمجھتے۔ دوسری نے کہا میں ابھی دریافت کئے دیتی ہوں اور ہمارے پاس آکر نہایت تپاک سے بولی کہ آپ انگریزی بولتے ہیں یا نہیں۔ ہمنے کہا کہ ہاں اتنی بول سکتے ہیں کہ اپنے خیالات ظاہر کردیں۔ اُسنے کہا کہ میری سہیلی کہتی ہے کہ تم انگریزی نہیں بولتے یہ کہکر دوسری کو بھی بلا لیا اور برابر کی کرسیوں پر بیٹھ کر کہنے لگی تعجب ہے کہ تم ریسٹوران میں خالی بیٹھے ہو۔ کچھ کھاتے پیتے نہیں۔ ہمنے کہا کہ ہم ہندو ہیں انگریزوں کے ہاتھ کی کوئی چیز نہیں کھاتے وہ بولی کہ شراب ہی پیو۔ ہمنے کہا یہ بھی ہمارے ہاں معیوب ہے وہ بولی کہ یہاں کون دیکھتا ہے اور ایک وٹیرلیس کو شراب لانے کے واسطے حکم دیدیا۔ ہمنے اُس وٹیرس سے کہدیا کہ ہمارے واسطے نہ لائے وہ صرف دوہی گلاس لائی اور اُن دونو کو دیدئے۔ اُنہوں نے ہمیں دینا چاہا ہمنے انکار کیا وہ بہت چین بجبیں ہوکر بولیں کہ اگر ایسے ہی پارساتھے تو زوائل اکیورم میں کیوں آئے تھے۔ یہ کہکر شراب پیکر چلتی ہوئیں۔ ہماری برابر میں ایک لیڈی اور جنٹلمین بیٹھے ہوئے کچھ کھا رہے تھے اور ہماری باتوں کو چپکے چپکے سنتے تھے۔ جب یہ دو تو چلی گئیں تو وہ لیڈی ہمارے پاس آئی۔ اور اجازت مانگ کر کہا کہ میں صرف عرض ہی کرنا نہیں چاہتی بلکہ نصیحت کرنا چاہتی ہوں۔ ہمنے اُنکو بھی اُسی زمرہ میں سے خیال کرکے کہا کہ ہم نصیحت کے محتاج نہیں وہ بولی کہ میں اپنے خاوند کے ساتھ ہوں اور تمہاری طرح اِس شہر میں مسافر ہوں۔ میں نے تمہیں نمایش گاہ کے مختلف جلسوں میں دیکھا ہے۔ تم غلطی پر ہو کہ مجھے بھی یہاں کی عموماً عورتوں کی طرح سمجھ رہے ہو۔ پھر تو ہمنے اُنسے معافی چاہی۔ وہ لیڈی بولی کہ میں کینیڈا کی رہنے والی ہوں اور اپنے خاوند کے ہمراہ نمایش

کی سیر کے د[illegible] ئی ہوں اور تمہیں یہ نصیحت کرنی چاہتی ہوں کہ جب تم روم میں جاؤ تو وہی کام کرو جو رومی کرتے ہیں۔ اب جو تم اسجگہ آئے ہو تو اسیطرح برتاؤ برتو جسطرح یہاں کے لوگ ورنہ انگشت نما ہوگے اور سیر بھی خاک نکر سکوگے۔
یہہ کہکر اسنے اپنے خاوند کو بلایا اور ہماری ملاقات کرای۔
اب ہم تین مرد اور ایک عورت ساتھی ہوگئے۔ اور گشت کرنے لگے ایک جگہ پہ پہنچے جہاں ایک کرسی رکھی تھی اور اسکے اوپر لکھا تھا کہ براہ مہربانی اپنے وزن کا ایک ٹکٹ لے لو ہماری سبکی صلاح ہوئی کہ یہاں تلو۔ سب سے پہلے وہ جنٹلمین تلا تو پندرہ سٹون ۱۲ پونڈ کا نکلا۔ اسکے بعد وہ بیڈی تلی تو گیارہ سٹون ۷ پونڈ کی نکلی اب ہماری باری آئی تو دس سٹون ۱۳ پونڈ کے اترے یہ دیکھکر لیڈی اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ ہندوستانی بڑے ہلکے ہوتے ہیں اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو کسی ہندوستانی سے شادی کرتی۔ مینے اسکے خاوند سے کہا کہ تم ناراض نہو تا میں ایسی بیوی کرنے سے ہرگز خوش نہوتا جو مجھسے وزن میں بھاری ہو۔ اسکے خاوند نے اس سے کہا کہ سن لیا۔ وہ بولی میں خوش رہتی۔ جب میں سنتی کہ میرا خاوند مجھسے وزن میں چند پونڈ کم ہے تو اسقدر افسوس کرتی کہ مارے غم کے کئی سٹون کم ہوجاتی اس قسم کی باتیں کرتے کرتے گیارہ بج گئے اب گھر جانے کی سوجھی۔ ان سے رخصت ہوکر بارہ بجے کے قریب گھر پہنچے۔ تو دیکھا کہ سب سوگئے تھے۔
فقط مسس مل جو مجھ پہ ہمیشہ شفقت مادرانہ رکھتی تھیں دروازہ کے پاس کے کمرے میں میرے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ میرے اندر جاتے ہی دریافت کیا کہ آج بغیر کہے کہاں چلے گئے تھے۔ مینے کہا کہ روائل اکیویریم کی سیر کرنے۔ یہہ سنکر وہ بہت خفا ہوئیں اور فرمایا کہ تم مجھسے بغیر پوچھے کہیں نہ جایا کرو۔ دیکھو وہاں جنٹلمین نہیں جایا کرتے اور اگر جاتے ہیں تو کسی سے کہا نہیں کرتے میں تمہیں اپنا لڑکا سمجھتی ہوں اسلئے نصیحت کرتی ہوں۔ مینے انکا شکریہ

ادا کیا اور اپنے کمرہ میں جا کر سو رہا۔

Crystal Palace

کرسٹل پیلیس

(بلوریں محل)

کرسٹل پیلیس لندن سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسکو حضور قیصر ہند نے ۱۸۵۴ع میں کھولا تھا۔ لاگت اسپر پندرہ لاکھ پونڈ آئی ہے۔ لندن کے قریب اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے جہاں انسان تعطیل کا دن دل لگی میں گزار دے۔ اسکی خوبصورتی قابل تعریف ہے۔

ہوا کی تازگی سے دل کو فرحت اور روح کو مسرت ہوتی ہے۔ اسکے ریسٹوران قابل تحسین ہیں۔ اسمیں ایک جگہ بنی ہوئی ہے جہاں ارگن باجا بجتا ہے اور ہزارہا عورت اور مرد ملکر گاتے ہیں۔ پھولونکی نمایش قابل دید ہوتی ہے۔

حوضونمیں طرح طرح کی مچھلیاں کلول کرتی ہیں کہ آدمی چاہے تو تمام دن انہیں کے دیکھنے میں بسر کردے۔

موسم گرما میں ہر جمعرات کو ایسی آتش بازی چھوٹتی ہے جیسی ہمارے دربار قیصریہ میں دہلی میں چھوٹی تھی۔

جس روز میں یہاں گیا تھا اسروز وسوویس سے لاوا نکلنا آتش بازی میں دکھایا گیا تھا۔ آگ کا نکلنا اور پھر بلند ہونا۔ مکانونکا شعلوں کے ساتھ اڑنا۔ لوگونکا تباہ ہونا عجب عالم دکھاتا تھا بالکل سماں باندھ دیا تھا۔

یہانپر ایک نہایت عمدہ تصویروں کی نمایش گاہ (Picture Gallery) ہے جسکو تماشائی مفت دیکھ سکتے ہیں۔ یہ پیلس مختلف حصونپر منقسم ہے جنکا نام کورٹس ہے اول مڈیوول کورٹ (Medianal court) یہاں گوتھک عمارتوں کے نمونے موجود ہیں اسمیں نوکدار محرابیں قابل دید ہیں۔

ری نیس سینس کورٹ (Renaissance court) اسمیں ایک دروازہ

جسکا نام بہشتی دروازہ ہے (Gate of Paradise) ایسا خوبصورت بنا ہوا ہے کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا یہ اُس دروازہ کی نقل ہے جو فلورنس میں مشہور معبد گاہ ہے۔

الیمبرا کورٹ (Alhambra court) تمام دنیا میں اپنی عمارت کی خوبصورتی اور نقش و نگار کے باعث مشہور ہے الیمبرا کے محل کا حصہ جو اسجگہ ہے۔ کورٹ اف دی لائینز (Court of the Lions) کہلاتا ہے

بائی زنٹاین کورٹ (Byzantine court) یہ حصہ خوبصورتی۔ طرز۔ محرابوں کی گولائی اور نقش و نگار میں بالکل الہمبرا کا ہم پلہ ہے۔

پومپین کورٹ (Pompeian court) اس حصہ میں یونانی نقاشی کے ہنر دکھائے ہیں۔ کل مورتیں قابل دید ہیں۔

گریک کورٹ (Greek Court) میں پتھر کی یونانی مورتیں ہیں اور ایسی خوبصورت ہیں کہ دنیا میں شاید ہی کہیں ہوں۔ اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ سنگتراشی میں کوئی یونانیوں سے گوئے سبقت نہیں لے گیا۔ انمیں اکثر مورتیں ننگی ہیں

ایجپشن کورٹ (Egyptian court) یہ حصہ مصر کا کوئی معبد معلوم ہوتا ہے سب جگہ عربی لکھی ہوئی ہے۔ سنہری کام بالکل ایسا ہو رہا ہے جیسے دہلی کے دیوان خاص میں۔

اٹیلین کورٹ (Italian Court) اس حصہ میں دیکھنے کے لائق سینٹ پارک کا دروازہ ہے جو وینس میں تھا اور سینٹ پیٹر کا دروازہ ہے جو روم میں بہت عمدہ ہے۔

Battersea Park

بیٹرسی پارک

یہ پارک لندن میں نیا ہی بنا ہے۔ بیشک خوبصورتی میں بے نظیر ہے اور کیونکر نہو جوانی میں ہر چیز اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لندن میں اس سے بہتر نہ تو کوئی

باغ ہے اور نہ کوئی پارک ہے۔ بگھیوں کے جانے کی علیحدہ جگہ ہے گھوڑوں
کے جانیکے لئے الگ جگہ ہے۔
کرکٹ کے واسطے عمدہ میدان ہے۔ کشتیاں چلانیکے لئے خوشنما جھیل ہے
اس پارک کے تین دروازہ ہیں۔ ایک البرٹ روڈ پر دوسرا پرنس آف
ویلز روڈ پر تیسرا وکٹوریہ روڈ پر ہے۔ یہاں سے دریا کی بخوبی سیر دکھائی
دیتی ہے۔ اور ریفرشمنٹ روم بھی ہر ایک جگہ موجود ہے۔ مجھے تو یہ پارک
بہت ہی پسند ہے۔

Buckingham Palace
محل بکنگھم

یہ محل چند سال سے حضور قیصر ہند کے رہنے کی جگہ ہے کہتے ہیں کہ یہاں چند نہایت
عمدہ تصویریں ہیں لارڈ چمبرلین کے پاس اسقدر درخواستیں اس محل کے دیکھنے
کے لئے آتی تھیں کہ انھوں نے قطعی حکم دیدیا کہ کوئی اندر نجانے پائے۔ اب
صرف افسر اصطبل کی اجازت سے اصطبل تک جا سکتے ہیں۔ یہانپر ایسے عمدہ
عمدہ گھوڑے ہیں کہ روئے زمین پر کسی جگہ نہونگے۔ انکے دیکھنے سے انسان
کو تعجب نہونا چاہئے کیونکہ حضور قیصر ہند کا اصطبل ہے۔ یہانپر ایک چھوٹا سا باغیچہ

(Green Park) گرین پارک

یہ میدان مثلث نما ہے اسکے ایکطرف پہاڑی ہے اور ایک طرف بکنگھم پیلیس سے
ملا ہوا ہے اور ایک ضلع اسکا ہائڈپارک سے ملا ہوا ہے۔ ڈیوک آف ولنگٹن کی
صورت لمبا کوٹ پہنے بانکی ٹوپی زیب سر کئے قابل دید ہے۔

St. James Park
سینٹ جیمس پارک

یہ پارک گرین پارک سے ملا ہوا ہے۔ تقریباً نصف قطعہ میں پانی ہے پیلنے
کی مشق کے واسطے نہایت عمدہ جگہ ہے اسمیں ایک روش بہت عمدہ ہے جو

مال گرڈ کہلاتی ہے۔ غالباً اسکا نام مال اسواسطے ہے کہ مال ایک قسم کا کھیل ہوتا ہے اور یہ جگہ اسکے کھیلنے کے مطلب کی ہے۔ اسکے مشرق کی طرف پیپر ڈ گرونڈ یعنے پریٹ کی زمین ہے۔
جہاں نیر سوار ہر روز ۱۱ بجے دن کے قواعد کرتے ہیں۔ یہاں چند مکان تھے جو ادرک رولٹ دو دیئے مٹھا یونگے گودام کہلاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ نئی تہذیب انمیں سے دو کو توجیٹ کر گئی۔ اور یقین ہے کہ چندہی روز میں یہ تمام فانہ کے طور پر باقی رہجائیگا۔

Kew Garden کیو گارڈن

کیو گارڈن صرف اسیواسطے مشہور نہیں ہے کہ چھٹی کے روز وہاں لوگ اپنا دل بہلاتے ہیں بلکہ ماہران علم بناتات کے واسطے عمدہ دل لگی ہے۔ اسکے سبزہ کی طراوت پھولونکی نزہت قابل تعریف ہے۔ بعض جگہ درخت گنجان ہیں۔ بعض جگہ میدان کی سبز گھاس جسکے سامنے مخملی فرش گرد ہوتا ہے موجود ہے جس جگہ بیٹھ جاؤ اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ اسکے متعلق ایک ایک بناتات کا عجائبخانہ ہے۔ فن باغبانی میں ہمیشہ باغبانوں میں بحث رہتی ہے۔ ہر روز اپنے اپنے ہنر دکھاتے ہیں ہمیشہ نئی قسم کے اور نئے نئے رنگ کے پھول پیدا کیئے جاتے ہیں۔ دوپہر سے شام تک عموماً آدمیوں کے جانے کی اجازت ہے کیونکہ صبح کو وقت مالی اور منتظم صفائی وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں۔

National Gallery
نیشنل گیلیری

جب ہم اس گیلری کی عمارت کے پاس گئے تو جیمیں آیا کہ واپس چلو کیونکہ ایسی بھدی عمارت دکھائی دیتی تھی کہ لنڈن میں شاید ہی ایسی کوئی ہو۔ چونکہ گھر سے اتنی دور آئے تھے یہ خیال آیا کہ اب دروازہ تک تو آہی گئے چلو اندر سے بھی دیکھ لیں جہاں اتنا وقت ضایع کیا ہے تھوڑی دیر اور بھی سہی اگر کوئی چیز

نکالی اپنے مقصد میں تو ناکام رہے۔ وہاں سے چلے پیچھے۔ جب اندر گئے تو کوریڈور میں گئے
نکلا اسقدر طبیعت خوش ہوئی کہ لندن میں اسقدر عمدہ اور اچھے دیکھنے سے
جیسے ہوں تھی اسکی بنیاد ۱۸۲۴ء میں ڈالی گئی تھی اس گیلری کی [illegible] سے
شروع میں [illegible] صرف ۳۸ تصاویر خریدی گئی تھیں [illegible] پہلے
آرٹ نمائش مسٹر انگرسٹین کے مکان پر ہوتی تھی اور لوگوں نے اسکو پسند کیا
کہ آج اسکا نام قومی گیلری ہے اس مکان میں اسکی پہلی نمائش ۱۸۳۸ء میں
ہوئی تھی بعد میں جیمس پینیتھورن نے ۱۸۶۶ء اور ۱۸۷۶ء میں اسمیں کچھ تغیر
و تبدل کیا۔
[illegible] اسکے بعد [illegible] پانچ کمرے اسمیں اور بڑھائے گئے
۔ پیچھے اس عمارت کی صورت باہر سے خراب ہے مگر اندر سے عمدہ ہے۔ دروازہ
میں داخل ہوتے ہی زینے کے اوپر کمرہ نمبر ۷ و ۶ میں مشہور مصور ٹرنر نامی کی
تصویریں ہیں کمرہ نمبر ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۵۔ ۷۔ ۸ میں برطانیہ کے مصوروں کی تصویریں
اور کمرہ نمبر ۹ سے ۱۸ تک غیر ممالک کے مصوروں کی تصویریں ہیں۔ ان
تصویروں کے حالات تو اس چھوٹے سے رسالہ میں لکھنے فضول ہیں کیونکہ
فہرست معہ تواریخی حالات آسمگیت دستیاب ہو سکتی ہے اور سہولت
کے واسطے ہر ایک تصویر کے نیچے مصور کا نام اور جس چیز کی تصویر ہے۔ لکھا ہوا
ہے۔ سوموار۔ منگل۔ بدھ۔ ہفتہ کو عوام کے واسطے اجازت ہے کہ اسکی سیر
کریں۔ اور جمعرات اور جمعہ فقط طالب علموں کے لئے مخصوص ہے۔

([illegible])

لوگ اس گیلری کو ظرافت سے ملتا مرچ کہتے ہیں اگر غور کرو تو حقیقت میں یہ
اسنام کے مستحق ہے تمام یورپ کے بہترین گیلریز پر اسکو اسوجہ سے ترجیح ہے کہ
ایک تو یہ بڑی بہت نہیں ہے دوسرے اسکی آرائش نہایت باقاعدہ ہے
تیسرے اسمیں زمانہ حال کی وہ تصاویر ہیں جنسے بہتر تو کہاں ویسی بھی روئے

نہیں ہے کیونکہ انہیں یہاں ٹرنر کی تصویریں صرف [illegible] بلکہ
[illegible] کہ جس قدر پرانی ہوتی جائیں گی اسی قدر انکی قدر و قیمت بڑھتی
جائے گی کیونکہ دنیا میں دستور ہے کہ پرانی چیز کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔
ٹرنر کا نام مغربی دنیا کا بہزاد ہونا چاہئے۔ [illegible]
[illegible] کی تصویر [illegible]
[illegible]
معنی یہ ہیں کہ [illegible] ان دونوں کاریگروں [illegible]
[illegible] کم نہیں [illegible]
ٹرنر کی [illegible] انکا مقابلہ آسان ہے۔ ٹرنر کی شاہکار [illegible]
سورج کی [illegible] رنگوں کی [illegible] بالکل ایسے ہی دکھائی دیتے ہیں جیسے [illegible]
ہیں ملک طالب ہے یہ تصویر زمانہ حال کی [illegible] کے لائق ہے [illegible] ٹرنر کی
تصویر کی طرف دیکھئے تو عجیب [illegible] سورج کی روشنی [illegible]
کی لہریں آنکھوں میں تازگی بخشتی ہیں۔ حقیقت میں یہ شخص اپنے فن کا لاثانی استاد
ہے۔ اس تصویر میں صرف یہی بات نہیں ہے کہ دلکش اور دلفریب ہے بلکہ
مصور نے شاعرانہ خیالات کو مجسم کر دکھایا ہے۔ بعض درختوں کا سوکھ جانا اور
بعض کا لہلہانا بعض کا پتھر کو توڑ کر نکلنا ایک نازک پھول خیال شاعر کے واسطے
کافی مضمون ہے۔

فائٹنگ ٹیمیریر (Fighting Temeraire) کی تصویر میں بھی یہی
لطف ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ٹرنر دریا کے کنارے ٹہل رہا تھا اسنے
ایک چھوٹے جنگی جہاز کو کھاڑی میں جاتے ہوئے دیکھا یہ خیال اسکے دل میں
ایسا نقش ہوگیا کہ اپنی نقاشی کی قلم کے زور سے وہ لطف عوام کو دکھائے
بغیر نہ رہ سکا اس تصویر میں اسنے وہ کاریگری دکھائی ہے کہ اپنے تئیں اس
فن میں بے نظیر ثابت کردیا۔ طرز مصوری ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کی علیحدہ

علیحدہ ہے۔ یونانی تصویروں سے انکی تہذیب ٹپک رہی ہے۔ زمانہ اوسط
کی تصویروں سے مذہب کی بو پائی جاتی ہے۔ یونانی تصویریں اکثر ننگی ہیں
شاید اس زمانہ میں ان ہی کی قدر ہوتی ہو مگر زمانہ حال میں تو یہ وضع معیوب
سمجھی جاتی ہے۔ بعض مصوروں نے اپنے خیالات سے قادر مطلق کی اسکی
مختلف صفات میں تصویریں کھینچی ہیں اس زمانہ میں انکے کام کو تضیع اوقات
کہنا چاہئے آجکل تو اُن تصویروں کی قدر ہے جو دنیا میں چیزیں دیکھنے
میں آتی ہیں۔ ٹرنر کی چالڈ ہیرلڈ اور فا سنک ٹمبر یر میں
یہ بات موجود ہے۔ پہلے میں اُسنے ایک خیالی زمین کی ایسی تصویر کھینچی ہے
کہ سبحان اللہ دوسرے میں دریائے ٹیمز میں جہاز جا رہا ہے۔ نہایت کمال
دکھایا ہے۔
مصوری صرف تصویروں کی خاک اُڑانے کا نام نہیں ہے۔ مصور کے واسطے
خیال۔ دماغ۔ علم۔ اور طاقت ضروریات سے ہیں یہ سب باتیں اس
مصور کے کام میں پائی جاتی ہیں۔

آبشار

گینس برو کی واٹر نگ پلیس (ابشار) کی تصویر قابل دید ہے یہ وہ
شخص ہے جسنے سب سے پہلے کارخانہ قدرت کی تصویریں کھینچنی شروع کیں
افسوس ہے کہ اسکی زندگی میں کسینے اسکی بات تک نہ پوچھی یہ حقیقت میں اس
قسم کی تصویروںکا موجد ہے۔ یہ تصویر نہایت سیدھی سادی۔ خوبصورت
ہے۔ درختونکی سبزی مویشیونکا پانی پینا بڑا لطف دکھاتا ہے۔
گینس برو اور ٹرنر کی تصویروں میں صرف یہی فرق ہے کہ اُسمیں تو ایسی
روشنی دکھا رکھی ہے جیسے شام کو ہوتی ہے اور ایک سنسان پن پایا جاتا
ہے۔ ٹرنر کی تصویروںمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ روشنی آگے کو بڑھتی جاتی ہے
اور بڑھتی جاتی ہے۔ جان کنسٹبل نے اپنی ویلی فارم

کی تصویریں قابل تعریف ہنر دکھائے ہیں۔ گانو کے بھدے مکانات۔ بعض درختونکا پانی پہ جھکے پڑنا۔ بعض کا سبدھا کھڑا ہونا۔ گنواونکا چھوٹے سے ڈونگے میں پانی میں پھرنا اس خوبصورتی سے کھینچا ہے کہ نقل کو اصل کر دکھایا ہے اسکا قول تھا کہ مجھے اس گانو کے گلی محلے اور تنکے تنکے سے ایسی محبت ہے کہ جبتک میرے ہاتھ میں برش ہے ممکن نہیں کہ ان سبکی بجنسہ تصویر کھینچے بغیر رہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس شخص نے اپنے قول کو پورا کر دکھایا۔ مثل مشہور ہے کہ ماپر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔ اس مثل کا ثبوت گیس برد کی بلو بوائی کی تصویر سے ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسکی ماکو پھولوں کے رنگ کرنیکا بڑا شوق تھا اور اس فن میں اُستاد بھی تھی گیس برد کی تصویریں وہ خوبصورت رنگ ہیں کہ آجتک کسی سے نہو سکے ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ مصور اپنی تصویر اپنے ہاتھ سے خوب سنبھال کر بناتے رہے ہیں۔ اگرچہ اسمیں ہُنر دکھانیکا خوب موقع ملتا ہے لیکن تصویر ٹھیک نہیں ہوتی۔ ممکن نہیں کہ انسان جب آئینے میں دیکھے تو ڈارون کے قول کو سچ ثابت نکرے جبکی موچھیں ہونگی ضرور تاؤ دیگا جسکے ڈاڑھی ہوگی ضرور ہاتھ پھیریگا جسکے کچھ بھی نہو ضرور مُنہ بنائیگا یا کسی نہ کسی طرحکا نقص نیچرل چہرہ کی خوبصورتی میں پاکر کچھ نہ کچھ حرکت کریگا۔ مصور بھی انسان ہیں اس قاعدہ سے مستثنے نہیں ہوسکتے۔ مڑنر کی تصویر جو اُسکے ایام طفولیت کی اِس گیلری میں موجود ہے اس سے اسکا بڑا مدبر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انڈر وڈل سارٹو اور ریم برنڈنٹ کی تصویریں بھی انکے ہی ہاتھ کی بنی ہوئی موجود ہیں۔ اگرچہ ریم برنڈٹ نہایت ہی مختصر پسند تھا اور کبھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قدرتی چیز کو جو قدرت نے محدود کر دی ہے بڑھا کر لکھے۔ اسنے اپنی بہن کو جو اپنی بیوی کے مرنیکی چٹھی لکھی ہے اس امر کی شاہد ہے اسکا ترجمہ یہ ہے (میری بیوی مرگئی۔ میرا لڑکا سفر میں ہے۔ میں اکیلا رہگیا۔ ریم برنڈٹ

اس شخص کو طول سے پیاز تک نفرت تھی کہ زیادہ الفاظ کا کلام میں لانا بھی گناہ
سمجھتا تھا۔ اگر اسکی تصویر سے جو اسنے خود بنائی ہے صاف ظاہر ہوتا ہے
اور اپنے شخص کی تصویر ہے جو تصویر کھنچوانے کے ارادہ سے بنکر بیٹھا ہو۔ اسکی
بنائی ہوئی ایک بیہودہ عدالت کی تصویر ہے جس سے کھلتا ہے کہ ایک عورت زنا کے
جرم میں گرفتار لائی گئی ہے۔ اسمیں بیشک وہ قدرتی خوبصورتی ہے کہ
تعریف کے قابل — مذہبی تصویروں میں ایک نہایت عمدہ تصویر
انفنٹ سیمیول کی ہے جسکو سر جی رینولڈ نے کھینچا تھا۔ زیکے
تو تصویریں ایسی خوبصورت ہے دوسرے سادل کی تیبن میں دھانگتے
دیکھنا دل پر ایسا اثر کرتا ہے کہ جسکا بیان نہیں۔ میں نے جب اس تصویر کو
دیکھا تو مجھے ماسٹر پیارے لال صاحب کے گھر کا خیال آیا۔ انکے ہاں بھی ایک
ایسی ہی تصویر دیوار پر لگی ہی تھی۔ ایک اور تصویر تھی اور یہ وہ کی جسکا ذکر
یوحنا کی انجیل باب ۱۹ میں ہے نہایت خوبصورت ہے۔ حضرت عیسیٰ کا
مردہ جسم اور تین اور عورتیں انکے پاس بیٹھنا بڑی دردانگیز تصویر ہے۔

Inns of Court

انز آف کورٹس تعداد میں چار ہیں

گریز ان۔ لنکنز ان۔ انر ٹمپل۔ مڈل ٹمپل۔ لفظ ان کے معنی
محل کے ہیں۔ ہر ایک ان کی ایک ایک کمپنی کارکن ہے جسکو بینچرز
کہتے ہیں ہر ایک ان کے ایک بڑا کمرہ۔ ایک گرجا۔ ایک کتب خانہ چند
کمرے بینچرز کے واسطے۔ چند مکانات بیرسٹرز اور سولیسٹرز کے واسطے
متعلق ہیں۔ ہر ایک ان کو اختیار ہے کہ چاہے جسے بیرسٹری کا گون عطا کردے
اور چاہے جس سے چھین لے۔ گریز ان بازار ہولبرن میں ہے پہلے یہ
گریز آف ولٹن کی جائداد تھی جسکے سبب سے اسکا نام گریز ان چلا آتا ہے۔
اور اڈورڈ سوم کے زمانہ سے یہ ان آف کورٹ ہو گئی۔ اسکے متعلق

مکانات رہنے کے لئے عمدہ ہیں اور ٹیمپل اور لنکنز ان کے مکانات کی نسبت
تو ایک بڑا کمرہ اگرچہ اوروں کی نسبت چھوٹا ہے مگر خوبصورت ہے اسکی چھت
لکڑی کی ہے اور اسپر عمدہ کام ہو رہا ہے - اس ہال میں چارلس اول چارلس دوم
جیمس دوم ولیم سوم لارڈ کوک - نکولس بیکن اور لارڈ بیکن کی
تصویریں ہیں - کھڑکیوں میں بڑے بڑے آئینے لگے ہوئے ہیں جنمیں ایک
۱۸۰ کا ہے - لارڈ جیمس فورڈ اور مسٹر جسٹس ... کے نام ... لکھے
ہوئے ہیں - اسکا کتب خانہ ۱۸۴۵ء میں بنا تھا - اسکا گرجا جو ایک بہت
پرانی عمارت ہے پہلی صدی میں بالکل از سر نو تعمیر ہوا - اسکے طالب علموں کی
فہرست میں اکثر اب شامل ہیں - لارڈ برکلی - سر فلپ سڈنی لارڈ بیکن
مسٹر پیل ... کے مشہور ممبر ہوئے ہیں - لنکنز ان
ہنری لیسی ارل آف لنکن کی وفات کے بعد ۱۳۱۰ء میں یہاں
ان آف کورٹ مقرر ہوا تھا - اسکا بڑا دروازہ جو چانسری لین میں ہے ہنری
ہفتم کی ایام سلطنت میں تعمیر ہوا تھا - اسی دروازہ پر کہتے ہیں کہ الیور کرومول
بہت دنوں تک رہا کیا اسکے گرجا میں ۱۶۲۳ء میں کچھ تغیر و تبدل ہوا - اب
بیچ میں محرابوں کا بنا ہوا ہے جسکے نیچے تھرلو جو کرومول کا سکرٹری تھا - اور
... ہوا تھا دفن ہیں اس گرجا میں شیشوں پر مقدس
آدمیوں کی تصویریں ہیں - گھنٹہ جو یہاں لگ رہا ہے وہ ہے جسکو ارل
آف ایسکس کا ڈز سے ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں لایا تھا - اسکا بڑا کمرہ سنہ ۱۸۴۵
میں تعمیر ہوا اور لندن میں شاید ویسٹ منسٹر ہال کے سب سے بہتر ہے - جانب
شمال نہایت عمدہ کام ہو رہا ہے جسکو کہتے ہیں کہ ... نے مفت بنانا چاہا تھا -
مگر جب تیار ہو گیا تو ایک سونے کا کٹورا ... سو سوورن بھر
کے انعام کے طور سے دیا گیا تھا -
بینچرز کے کمرہ میں نہایت عمدہ تصویریں ہیں - ... کے اوپر پیٹ کی

تصویر جو نس برو کے ہاتھ کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت ہے - اسکے علاوہ تیل پانی کی تصویر جو حضور قیصر ہند اور شاہزادہ البرٹ کی آسوقت کی ہے جب اُنھوں نے اس ہال کو ۳۱ اکتوبر ۱۸۴۵ء کو کھولا تھا اسیوقت شاہزادہ البرٹ کو اس ان نے بیرسٹر بناکر بنچر بنالیا تھا - اور حضور قیصر ہند نے سہ پہر کا کھانا وہیں تناول فرمایا تھا -

اسوقت شاہزادہ البرٹ فیلڈ مارشل کی پوشاک پہنے ہوے تھے اور حضور قیصر ہند لمرک لیس کی پوشاک بنیلا تاج سرخ شال زیب تن فرمائے ہوے تھیں -

یہاں کے کتب خانہ میں ہزاروں جلدیں قانون اور اور مضامین کی ہیں -

انرٹمپل - ریچرڈ دوم کے زمانہ میں دس پونڈ سالانہ پر یہ جگہ قانون کے پروفیسروں نے کرایہ پر لی تھی - اب جو ہال بنا ہوا ہے یہ نیا ہے اور پہلے ہال سے کئی درجہ بڑا ہے - کھانیکے کمرہ کے ملنے کے سبب سے اسکی شکل ہی اور ہو گئی ہے اسمیں ولیم - میری - ملکہ این - سر طامس لٹل ٹن - اور لارڈ چیف جسٹس کوک کی تصویریں ہیں - اسکے کتب خانہ میں کئی کمرے ہیں جنمیں آدمی بامزہ مطالعہ کر سکتا ہے -

سر کرسٹوفر ہٹن - سر اڈورڈ کوک - لارڈ ٹینٹرڈن - ولیم کیوپر شاعر اس ان کے مشہور ممبر تھے - چارلس لیمب اسی کے متعلق مکان میں پیدا ہوا تھا - ڈاکٹر جانسن مدت تک یہیں رہے - انرٹمپل کا وہ دروازہ جو فلیٹ سٹریٹ میں ہے جیمس اول کے زمانہ کا ہے -

Middle Temple مڈل ٹمپل ہال ۱۵۶۲ء میں بننا شروع ہوا یہ ملکہ الزبتھ کے زمانہ کی ایک بڑی عمارت ہے چارلس اول کی اُن تین تصویروں میں ایک گھوڑے پر سوار اسجگہ ہے جنہیں ڈاینک مصور نے بنایا تھا ایک انمیں سے قلعہ ونڈسر میں اور دوسری قلعہ واروک میں ہے -

چارلس دوم - ولیم سوم - جیمس دوم - ملکہ این اور جارج دوم کی تصویریں

ہیں۔ شاہی خاندان کے آدمی اکثر مڈل ٹمپل میں آتے رہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا جب حضور شاہزادہ ویلز نے وہاں کھانا کھایا تھا تو کمپنی نے موقع پاکر چند ہی منٹ میں انکو بیرسٹر بنا کر بنیچر بنالیا۔ اسکا کتب خانہ انر ٹمپل کے کتب خانہ سے بڑا ہے لیکن یہاں مطالعہ کی ایسی الگ جگہ نہیں ہے جیسے کہ وہاں ہے۔

علاوہ بہت سے قانون دانوں کے مڈل ٹمپل نے شاعر اور فسانہ نویسوں کو بھی بیرسٹر بنا دیا۔ انمیں سے مشہور یہ ہیں۔ فورڈ۔ رو۔ ولیم کون گریو۔ شیڈویل۔ سوڈرن۔ شریڈن۔ اور طاس مور۔

بلیک سٹون نے جسنے کہ قانون انگلنڈ کی شرح لکھی ہے اسی ٹمپل میں تعلیم پائی تھی۔ اِسکے گرجا میں گولڈ سمتھ کی قبر ہے۔

اِن چاروں اِنز میں کوئی شخص اُسوقت تک بغیر ایک خاص امتحان پاس کئے ہوئے داخل نہیں ہوسکتا جبتک اُسنے کسی سلطنت برطانیہ کی یونیورسٹی کا کوئی امتحان پاس نکیا ہو یا انڈین سول سروس کا امتحان پاس ہو۔ یہ خاص امتحان انگریزی۔ زبان لاطینی اور تاریخ انگلنڈ میں ہوتا ہے۔

ہندوستانی طالب علم امتحان میں لاطینی زبان سے بری کردے جاتے ہیں۔ انگریزی کی لیاقت انکے تاریخی امتحان کے جوابوں سے دیکھ لی جاتی ہے۔ تاریخ میں صرف مشہور مشہور باتیں جاننی ضرور ہیں۔ یہ امتحان ہر ایک ٹرم کے شروع کے دو ہفتوں میں ہوا کرتا ہے۔ داخل ہونے پر بیرسٹر بننے سے پہلے طالب علم کو یہ ضرور ہے کہ بارہ ٹرمز رکھے ہر ایک سال میں چار ٹرمز ہوتی ہیں۔ پہلی مچیلمس دوسری نومبر سے ۲۵ نومبر تک۔ دوسری۔ ہیلیری ۱۱۔ جنوری سے ۳۱۔ جنوری تک۔ ایسٹر یہ چار ہفتہ کی ہے۔ ایسٹر منگل کے بعد جو منگل آتا ہے اس سے شروع ہوتی ہے۔

چوتھی ٹرنیٹی یہ تین ہفتہ کی ہے۔ وٹ منگل کے بعد جو منگل آتا ہے اس سے

شروع ہوتی ہے۔ متواتر ٹرم رکھنی کچھ لازمی نہیں ہیں۔ ٹرم رکھنے کے یہ
معنی ہیں کہ ٹرم کے ڈنر میں کم سے کم چھ دفعہ چھ مختلف دن کھانا اپنے کمرہ میں
سب کے شامل ہوکر کھائے۔ ہندو چاہے کھائیں یا نہ کھائیں۔ مگر کھانیکے
وقت وہاں میز پر بیٹھے ضرور رہیں۔ اگر کوئی طالب علم ماہ نومبر میں داخل ہو تو
تین سال سے چار مہینے کم انگلستان میں رہنا پڑتا ہے۔ بیرسٹر بننے سے پہلے
ہر ایک طالب علم کی عمر کم از کم ۲۱ سال کی ہونی چاہئے۔ اور ان چار
چیزوں میں امتحان بھی ضرور پاس کرنا چاہئے۔ رومن سول لا۔
لا آف ریل اینڈ پرسنل پروپرٹی۔ کومن لا۔ ایکویٹی۔ طالب علم
کو اختیار ہے کہ چاہے چار ہی ٹرمز رکھکر رومن لا میں امتحان پاس کرلے
لیکن اور امتحان بغیر نو ٹرمز رکھے پاس نہیں کرسکتا۔ یہ پاس کرنیکا امتحان
ہر ایک ٹرم کے پہلے ہوتا ہے۔ اور سٹوڈینٹ شپ کا امتحان جسمیں سو گنی
سال وظیفہ ملتا ہے فقط ہلری اور ٹرنیٹی ٹرم سے پہلے ہوتا ہے۔
اور بہت سے وظیفوں اور انعاموں کے واسطے امتحان ہوتے ہیں جنکا
مفصل حال ہینبچرز سے معلوم ہوسکتا ہے۔
داخل ہوتے ہی ڈیڑھ سو پونڈ جمع کرنے پڑتے ہیں۔ انکیں سٹامپ۔ فیس
لکچرز کی فیس سب آجاتی ہے۔ اگر کوئی طالب علم بدقسمتی سے فیل ہوجائے
اور پھر امتحان میں شامل ہونا چاہے تو سو پونڈ واپس ہوجاتے ہیں۔
کھانے کی بابت ہر ایک ٹرم میں ۲۲ سے ۲۶ شلنگ تک دینا پڑتا ہے۔
جو طالب علم کہ ان چاروں انز میں سے کسی میں شامل ہو ہر ایک ان
کے لکچر میں جاسکتا ہے۔ بہت سے بیرسٹروں نے یہی پیشہ کر رکھا ہے کہ
طالب علموں کو نجی طور پر اس امتحان کے واسطے پڑھاتے ہیں مگر فیس
۸ پونڈ سے ۱۲ پونڈ مہینا تک لیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ امتحان کے واسطے مدت
بہت ہے اور مضامین بہت ہی کم مقرر ہیں طالب علموں کو اور بہت سی

چیزیں پڑھنے کا موقع باآسانی مل سکتا ہے۔

بازار اور دکانیں

یہاں کے بازار نہایت کشادہ دکانیں نہایت سجی ہوئی اور خوبصورت ہیں۔ ہر ایک دُکانکا دروازہ بند رہتا ہے۔ باہر کے رخ آئینوں میں ہر ایک چیز جو اُس دُکانمیں بکتی ہے رکھی ہوئی ہے۔ عموماً عورتیں اور مرد چاہے اُنکو خرید نا ہو یا نہو سر جُھکائے ہوے انکو دیکھا کرتی ہیں۔ یوننتو تمام شہر میں ہر وقت اسقدر بھیڑ رہتی ہے کہ شانہ سے شانہ چھلے مگر اکسفورڈ سٹریٹ۔ ریجنٹ سرکس۔ بونڈ سٹریٹ۔ چیرنگ کروس۔ وغیرہ میں تو بیشمار خلقت ہوتی ہے۔ یہی جگہ ہیں جہانپر کہ لندن کے لوگ جو سوئل (چھیلا) کہلاتے ہیں ضرور ہے ایک دو چکر لگاتے ہیں۔ ہر ایک دوکان پر فروخت کے کام پر جوان خوبصورت لڑکیاں نوکر ہیں۔ جہاں کوئی خریدار اندر آیا اور یہ بیچنے سے پہلے اُسکا دل مفت چھین لیتی ہیں۔ اس لطف سے باتیں کرتی ہیں کہ انسانکا دل یہی چاہتاہے کہ اُن ہی سے باتیں کئے جایئے۔ جب یہ حال ہو تو ضرور کچھ نہ کچھ مُنڈ لیتے ہی ہیں۔ گویا دوکانمیں جانا اور دام میں پھنسنا ہے۔ ہر ایک چیز پر قیمت لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جن چیزوں پر کہ قیمت نہیں ہوتی اُنکے دام چُکانا شرافت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ جو چیز تم خریدو اپنے ساتھ ہی لے آؤ یا قیمت اُسیوقت دو بلکہ صرف اپنا پتہ بتا دینا کافی ہے۔ سب چیزیں مکانپر پہنچ جاتی ہیں اور دُکانکا آدمی قیمت بھی وہیں سے لے آتا ہے۔ اسجگہ یہ فیشن نہیں ہے کہ جنٹلمین سوا چھتری یا لکڑی کے اور کوئی چیز ہاتھ میں لیکر بازار میں چلیں۔ بعض بعض دُکانوںمیں اسقدر اسباب فروخت کے واسطے موجود رہتا ہے کہ ساری دلیؔ کا نہیں تو آدھی دلیؔ سے کم نہو گا۔ جس لیڈی کے مکان میں میں رہتا تھا وہ ہر ایک چیز واٹلے کی دُکان سے منگایا کرتی تھیں۔ مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ کوئی کمیشن اجنٹ ہو گا جو ہر ایک چیز خرید دیتا ہے۔ کیونکہ

اگر گوشت کی ضرورت ہوئی تو وائٹلے کی ہاں سے آیا۔ کپڑے کی ضرورت ہوئی تو وائٹلے کو اوڈر گیا۔ تصویر کھینچوانی ہوئی تو وائٹلے کی دُکان پر۔ کھلونے۔ فرش یا جس چیز کی ضرورت ہو وائٹلے کے ہاں کہلا بھیجنے کی دیر اور چیز کے آنے میں دیر نہیں۔

ایک روز انکی صاحبزادی نے۔ جو (مجھسے ایسی محبت کرتی تھیں جیسے اپنے بھائیوں سے)۔ مجھسے کہا کہ آج دو بجے ہمارے ہاں دو لڑکیاں مہمان آئینگی اگر تم بھی اُسوقت آجاؤ تو اُنکا گانا سنوائیں پھر وائٹلے کی دکان میں کچھ خریدنے چلینگے۔ میں نے کہا کہ وائٹلے شاید کوئی کمیشن اجنٹ ہے جو ہر ایک چیز مہیا کر دیتا ہے وہ بولی کہ نہیں وہ **یونیورسل سپلائر** ہے جو چیز چاہئے اُسکی دکان سے لیلو۔ تمنے ابتک اُسکی دُکان کی سیر نہیں کی؟ اچھے! آج ضرور دو بجے آنا میں اُسکی کُل دُکانکی سیر کرا دونگی۔

میں اُس روز کوئی ڈھائی بجے آیا تو نوکر نے مجھسے کہا کہ تینوں مسیں تمہاری منتظر ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہیں۔ میں نے دستور کے موافق **ڈرائنگ روم** کا دروازہ کھول کے اجازت مانگی کہ اگر لیڈیز کا میں ہارج نہوں تو اندر آؤں؟

(صاحبزادی)۔ دوڑ کر۔ آؤ آؤ۔ ہمتو تمہارے منتظر تھے۔ لیکن خیر۔ نہ آنے سے یہ بہتر ہے کہ دیر میں تشریف تو لے آئے۔ یہ دو نو مسیں ہماری مہمان ہیں۔ میں نے دستور کے موافق سر جھکایا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ہاتھ ملایا۔ مزاج پرسی ہوئی۔ پھر بیٹھ گئے مذاقیہ باتیں ہونے لگیں۔ (صاحبزادی)۔ بڑی مس کیطرف اشارہ کرکے۔ مسٹر شنکر تم اس لڑکی کو کیسا خوبصورت سمجھتے ہو؟

(میں) کیسا کیا معنی؟ نہایت خوبصورت بلکہ پریزاد۔

(مہمان)۔ نیچی گردن کرکے۔ فلورنس۔ تو تو یہی مسخراپن کیا کرتی ہے تجھمیں وہی

لہ اُس سوداگر کو کہتے ہیں جسکے کارخانہ میں عوام الناس کی ضرورت کے واسطے دنیا کی کل چیزیں مہیا رہتی ہیں۔

عادتیں ہیں جو مدرسہ میں تھیں۔

(صاحبزادی) میں بھی تو وہی ہوں۔ عادتیں کہاں جائیں۔ مسٹرت اسکی منگنی ایک اکسفورڈ کے طالب علم کے ساتھ ہوئی ہے۔ اسکو بھی ہم کسی بلائیں گے۔

کیوں ایڈا۔ اپنے ساتھ لے آؤ گی؟

(مہمان) ہاں ہاں۔ ہر اتوار کو وہ مجھسے ملنے آتا ہے۔

(صاحبزادی)۔ میری طرف دیکھکر۔ کیا جلدی اقرار کر لیا ہے۔ جیسے وہ بیچارہ اسکا غلام ہو۔

(مہمان) غلام!؟ وہ تو ایسا تیز مزاج ہے کہ خدا کی پناہ۔

(صاحبزادی) اگر اُسکی تیز مزاجی سے ایسی ڈرتی ہو تو منگنی کیوں کی تھی۔

(مہمان) کی۔ اچھا تمھیں کیا مطلب۔

(صاحبزادی) ہمیں مطلب کیوں نہیں۔ تمنے ہمیں تو بلایا ہی نہیں یہ طعنہ تو تمام عمر رہیگا

(مہمان) بہن۔ یہ رسم بہت پوشیدہ ہوئی تھی ولی تک کو تو خبر ہوئی نہیں۔ تم تو دوست ہی ہو اور وہ تو بھائی ہے۔ اسکا عوض تم اپنی منگنی میں نکال لینا ہمیں نہ بلانا۔ بس۔

(صاحبزادی) مجھے تو اُمید نہیں کہ میری زندگی میں وہ دن ہو۔

(مہمان)، چل۔ میں ایسی باتیں نہیں سُننا چاہتی۔ اب کُچھ اور ذکر چھیڑو۔

(صاحبزادی) اب مسٹر شنکر تم کوئی بات کہو۔

(مین) میں نے سنا ہے کہ یہ گاتی بہت اچھا ہیں۔ اگر میری درخواست منظور کریں تو بعید از عنایت نہو گا۔

(مہمان) اچھا۔ فلورنس۔ تم باجا بجاؤ میں گاتی ہوں۔ اور نہایت خوش الحانی سے گایا۔

گیت

جمیلی

Come, Love, Come! the deep shadow of night
Is all about me - I dare not move -
Come, Love, Come! and bring with you a light
my fears, I hope, may unfounded prove.
Come, Love, come! for each moments delay
Cost me distress, I'll not proclaim -
Come, Love, come! I will this only say
I think I am stuck in a melon frame
Come, Love, Come! Come, love, come!
Come, Love, Come! it is pouring with rain
moisture is mounting above my knees -
Come, Love, come! I've slid into a drain
and Oh! my nose has begun to freeze
Come, Love, Come! I may mention that cramp
Each moment tries to extract a yell
Come, Love, Come! with umbrella & lamp
A little brandy, pray bring as well
Come, Love, Come! Come, love, Come!

ترجمہ

بیا جاناں بیا بیں در فرافت ظلمت شبہا
بہ پیچید ست بر گرد من و جنبید نتوانم
بیا جاناں بیا از روئے خود شمع بمن آور
کہ صد بیم متصور را ز خاطر محو گردانم

بیا جاناں بیا کز انتظار تو بہر ساعت
فزوں تر گشتہ غمہا و نتاید کرد افغانم
مگر زخود بردم کہ جز تکرار یک حرفے
بیا جاناں بیا جاناں دگر حرفے نمیخوانم
بیا جاناں بیا تکلیف چوں من را مداوا کن
کہ باراں از تقاطر سر بسر تر کردہ دامانم
زیکسو سیل آب از جار بودن کوششے دارد
ز دیگر سو ہوائے سرد بخ کردہ گریبانم
بیا جاناں بیا بنگر کہ پا یخ گشتہ و ہر دم
ز واویلا و افغانست بر لب آمدہ جانم
بیا جاناں شب تارم فروزاں کن بنور شمع
عنایت بیش کن در سایہ چتر بپوشانم
با یزادے بادہ ایں صدا دایم زلب خیزد
بیا جاناں بیا جاناں بیا اے جان جانانم

سچ تو یہ ہے یہ راگ ایسی خوش الحانی سے اُس مس نے گایا کہ ہم سب نے ختم ہونے پر بڑے زور سے تالیاں بجائیں۔ اور اُسکی خوش گلوئی کی تعریف کی۔

(صاحبزادی) مہمانکی طرف اشارہ کرکے۔ اب تو تم بہت اچھا گاتی ہو مگر عشق کا تیر تمہارے جگر میں ایسا لگا ہوا ہے کہ تمھیں وہ کسی اور مضمون کے گانے کی اجازت نہیں دیتا۔

(مہمان) یہ تو میں نے مسٹر شنکر کے خوش کرنیکو گایا تھا کیونکہ مجھے ایک دن جورج کہتا تھا کہ ہندوستان میں سوائے عشقیہ گیتوں کے اور کچھ نہیں گایا جاتا۔

(صاحبزادی) ہاں وہ تو ہندوستان ہو آیا ہے۔

(مہمان) ہیں- وہ تو اینڈین سول سروِنٹ ہے -
(صاحبزادی) خیر مسٹر شنکر کا تو بہانا تھا مگر تمہیں عشقیہ گیت گانا تھا- گھبرا نہیں اسی سال میں شادی کرادونگی -
(مہمان) خیر یوں ہی سہی- اب تو مجھے تمہیں سنے ہوے بہت دن ہوے- اچھی فلو! کچھ گاؤ-
(صاحبزادی) میری تو مشق چھوٹی ہوئی ہے ورنہ ضرور گاتی -
(مہمان) ہاں یہ تو پیانو بجانے سے ہی معلوم ہوتا ہے- جب ہی تو ایسا عمدہ بجاتی ہو- ممکن ہے کہ بغیر مشق کوئی ایسا بجا سکے -
(صاحبزادی) اچھا تو میں ایک شرط سے گاتی ہوں کہ تم ناراض نہو-
(مہمان) ہیں- نارض ہونیکے کیا معنے ؟- میں خوش ہونگی کہ ناراض ؟
فلورنس نے بھی ایک راگ ایسے عمدہ طریقہ سے گایا کہ سب تعریف کرنے لگے -
اسکے بعد صاحبزادی نے کہا کہ اب میری کا کوئی گیت سُنکے واٹلے کے چلینگے لو میری کچھ گاؤ- دیکھیں تمنے مدرسہ میں کیا سیکھا ہے-
(میری) میری تو آواز بیٹھ رہی ہے بولا ہی نہیں جاتا ورنہ میری بہن کہے اور میں نہ گاؤں- میں تو یہاں زبردستی آئی ہوں- ما تو گھر سے باہر نکلنے کو منع کرتی تھی
(مہمان) ہاں- بہن اسکی تو آواز بیٹھی ہوئی ہے-
(صاحبزادی) اچھا تو اسے واٹلے کے ہاں سے آواز خرید دینگے -
(مہمان) کیوں میری لیگی ؟
(میری) بڑی بہن ہو خرید دوگی تو کیا ہوگا مجھے تو منگنی کی خوشی میں کچھ بھی نہیں دیا ہے- بیشک ایسی چیز دو کہ آجتک کسی نے کسی کو نہ دی ہو-
(صاحبزادی) آج تو واٹلے کو تنگ کرو ایسی ایسی چیزیں مانگو جو اُسکے ہاں نہ نکلیں -اور انکار کرے تو اس سے کہو کہ اپنا نام- یونیورسل سپلائیر بدل ڈال- مسٹر شنکر! ایسی ہندوستانی چیزوں کے نام بتاؤ جو آپ نے لندن میں نہ دیکھی ہوں-

(میں) ہاں ہاں۔ الائچی۔ چھالیا۔

(صاحبزادی) بس بس۔ آج کیفیت ہوگی۔ مگر تعجب نہیں ہے کہ یہ چیزیں اُسکے ہاں نکل آئیں۔ خیر دیکھا جائیگا۔

(مہمان) یہاں کون ان چیزوں کو کھاتا ہے آج واٹلے کو حقیقت تجھے تو معلوم ہوگی یہ جورو ونا شدکہ مہیا کردی۔

(میں) کیا۔ یہ میں نہیں سمجھا۔ جورو ونا شد کیا؟

(مہمان) او یہ بڑی مشہور بات ہے۔ کوئی شخص واٹلے کے پاس گیا اور کہا کہ تو یونیورسل سپلائیر ہے مجھے ایک خوبصورت۔ نیک مزاج اور وفادار بیوی کی ضرورت ہے۔ اگر اسکے بہم پہنچانے میں انکار کرتا ہے تو آج سے اپنی دکان کا نام پلیٹ۔ واٹلے نے کچھ دن کی مہلت مانگی۔ اور اِس عرصہ میں اس شخص کی ایسی بیوی سے شادی کردی جیسی وہ چاہتا تھا۔

(میں) پھر تو اب دنیا میں کوئی کنوارا کاہے کو رہیگا۔ سب واٹلے سے بیوی مانگ لینگے۔ اور جوان مسوں کو ضرور چاہئے کہ اپنے مطلب کے خاوند تلاش کرالیں

(مہمان) فلو۔ سُنا آج واٹلے سے ضرور کہیو وہ تیرے مطلب کا خاوند تجھے ضرور بہم پہنچادے گا۔

(صاحبزادی) ہنسکر۔ معلوم ہوتا ہے تو نے ایسا ہی کیا ہے۔

الغرض اس قسم کی باتیں کرتے کرتے واٹلے کی دکان پر پہنچے۔ اُسکی دکان ہر یا شہر۔ اُسکی دوکان پر خلقت کا انبوہ بے شمار۔ نوکروں کی ایسی عمدہ پوشاک تھی کہ انجان آدمی کو ہر ایک پر واٹلے کا شبہ ہوتا تھا۔ ہر ایک قسم کی چیز کے لئے مختلف ڈپارٹمنٹ۔ ہر ایک ڈپارٹمنٹ کا دفتر علیحدہ تھا۔ ہم سب سے پہلے پھولوں کے ڈپارٹمنٹ میں گئے۔ یہاں سے چھ چھ پینی کو ایک ایک گلاب کا پھول خریدا۔ ناظرین چھ پینی ایک پھول کی قیمت سُنکر متعجب نہوں۔ صرف پھولوں ہی کی قیمت ایسی نہیں ہے بلکہ ہر ایک چیز کا یہی حال ہے۔

یہ پھولوںکا ڈپارٹمنٹ گویا ایک باغیچہ تھا۔ ہر ایک ولایت کے پھول یہاں Manufacture ہیں موجود تھے۔ وہاں سے کپڑے کے کارخانہ میں آئے
۔ ہر ایک قسم کا کپڑا موجود تھا۔ وہاں سے صندوق۔ گھڑیوں۔ تصویروں۔ کھلونوں۔ جوتوں کے کارخانہ جات کو دیکھتے ہوے اور گوشت۔ مچھلی اور نباتات کے کمروں میں کو ہوتے ہوئے کھانیکے کمرہ میں آئے۔ اسجگہ پر ایک آئینہ دیوار پر دروازہ کے مقابل ایسا لگا ہوا تھا کہ اسکے عکس میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ دروازہ سامنے ہے۔ ہم سب اُسکو دروازہ سمجھے ہوئے باتیں کرتے ہوے خراماں خراماں اُس آئینہ کے پاس تک پہنچ گئے۔ اور معلوم نکلا کہ وہ آئینہ ہے۔ قریب ہی تھا کہ ہمارے ٹکریں اُس آئینہ سے لگتیں کہ ایک لڑکا لپک کر چلاتا ہوا آیا۔ حضور یہ آئینہ ہے۔ حضور یہ آئینہ ہے۔ ہم سب اپنے دل میں خفیف ہوئے اور حیران ہوئے کہ ہماری صورت اس میں کیوں نہ دکھائی دی۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اُسکے نیچے قلعی نہیں تھی صرف اوپر ہی تھی اس سبب سے صرف دروازہ ہی دکھائی دیتا تھا۔ یہاں سے پنسارہٹے کی طرف آئے اور الائچی اور چھالیا طلب کی۔ وہ لڑکی جو اُسوقت مال فروخت کرتی پھرتی تھی اسکو نہ سمجھی اور ہمسے بولی کہ ذرا تامل کیجیے میں مینیجر کو بلاتی ہوں۔ اور وہ جاکر مینیجر کو بلا لائی۔ ہمنے اس سے بھی یہی چیزیں طلب کیں۔
اسنے کہا کہ کارڈمم اور بیٹل نٹ کا اگر آپکو کوئی اور نام معلوم ہے تو براہ عنایت فرمائیے۔ ہمنے کہا کہ اور نام تو ہمیں نہیں معلوم۔ اُسنے اپنی ساری کتاب ٹٹولی مگر کہیں پتہ نپایا۔ آخر بولا کہ صاحب یہ تو ہمارے ہاں نہیں ہیں۔
(مسز) بولیں کہ اتنا بڑا جھنڈا۔ یونیورسل سپلائر کا یوں ہی لگایا ہے فقط نام ہی نام ہے یا کچھ حقیقت بھی ہے۔ اس شخص نے نہایت سنجیدگی سے کہا لیڈی خفا نہو جیے۔ تین روز کے عرصہ میں ضرور مہیا کردونگا۔ یہ تو کیا اور بھی کسی چیز کا حکم دیجے۔ مجھے اپنا نام اور پتا عنایت کیجیے۔ ہمنے اپنا کارڈ اسکو دیا

اور اور جگہ کی سیر کرنے لگے۔ اتنے ہی میں ایک اور لڑکی ملی اور کہنے لگی کہ میرے ہاں دو تین نئے کھیل کی چیزیں آئی ہیں اگر آپ ملاحظہ کرنیکی تکلیف کریں تو تشریف لائے۔ ہم سب اُسکے ساتھ گئے اور چند کھلونے بھی خریدے۔ چلتے وقت اسنے کہا کہ کچھ اور حکم کیجے۔ میں نے کہا کہ ہمنے تمہاری کُل دُکان کو دیکھا مگر جو چیز ہم تلاش کرتے تھے اسکا ڈپارٹمنٹ نظر نہ آیا۔ وہ بڑے تعجب سے بولی۔ فرمائے کونسی چیز۔ میں نے کہا کہ اس لڑکی کی آواز جاتی رہی ہے اسکی آواز خریدنا چاہتے ہیں۔ وہ ہنسی۔ اور اُسکے برابر میں اُس دُکان کا ڈاکٹر کھڑا تھا۔ اُسکو بلا کر کہنے لگی۔ ڈاکٹر اس لڑکی کی آواز جاتی رہی ہے یہ جنٹلمین اُسکے لئے آواز خریدنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہارے ہاں ہو تو دیدو۔

(ڈاکٹر) صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی چیز ہمارے ہاں مرمت کے لئے آتی ہے تو تین دن بغیر واپس نہیں جاتی۔ آپ اس صاحبزادی کو یہاں چھوڑ جائیں۔ انشاءاللہ آواز درست کر کے بھیجدیا جائے گا۔

(میری) اُوں۔ میں تو ایسی ہی رہونگی۔ دو تین دنمیں تو میری آواز خود ہی کُھل جاوئیگی۔

خیر اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے گھر واپس آئے۔ تو مالک خانہ اور اُنکا لڑکا ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہم پہنچے تو مزاج پرسی کے بعد سب بیٹھ گئے اور باتیں ہونے لگیں۔ ہمنے آج کی ساری سرگزشت سنائی تو خوب قہقہے اُڑے۔

(میڈم) میری طرف اشارہ کر کے مجھے اس لڑکی کی وہ بات ساری عمر یاد رہیگی۔ کہ جب ہم پکاڈلی کے مکان سے اُٹھ کر یہاں آئے تو اسکی ماکو اطلاع کرنی بھول گئے۔ یہ ایک روز اسی مکانمیں ہمارے خیال سے چلی گئیں تو وہانپر اس لڑکی نے ایک چھوٹا سا لڑکا دیکھا جو اُسکو بہت پیارا معلوم ہوا۔ جب اُس مکان سے انہیں ہماری مکانکا پتہ مل گیا تو یہانپر آئیں۔ اُس روز

ہمارے ہاں اور بھی مہمان آئے ہوئے تھے کیونکہ اُس مکان سے اٹھے ہوئے ہمیں
ایک ہفتہ سے زیادہ نہوا تھا۔ جب اس لڑکی کو معلوم ہوا کہ ہم ایک ہفتہ سے
یہاں آئے ہیں تو مجھسے بڑے پیار سے بولی کہ خالا۔ اگر تم اُس مکان کو ایک
ہفتہ اور نچھوڑتیں تو تمہارے ہاتھ ایک بڑا پیارا چھوٹا سا لڑکا آتا۔ وہ لڑکا اب اُنکو
مل گیا جو اُس مکان میں رہتے ہیں۔ یہ سن کے تمام مہمان ہنستے ہنستے لوٹ گئے
۔ سچ تو یہ ہے کہ بڑی بھولی اور پیاری لڑکی ہے۔
(مسٹر م) بچپن میں جو کہا کرتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں کس چیز کی بنتی
ہیں تو وہ جواب دیا کرتی ہیں کہ چینی (یعنی شیرینی) یا بٹر (یعنی مکھن) کی
حقیقت میں یہ درست ہے۔ جہانتک میں جانتا ہوں ہر ایک قوم میں لڑکیاں
اسقدر تماشے کرتی ہیں کہ لڑکے نہیں کرتے۔ کیوں مسٹر شنکر!
(مین) بیشک یہ بالکل درست ہے۔ مگر آپ نے یہ تو بتایا کہ لڑکیاں کس چیز
کی بنتی ہیں مگر یہ نفرمایا کہ جوان عورتیں کیونکر بنتی ہیں۔
اس سوال کو شنکر ہر ایک میری طرف دیکھنے لگا اور کہا کہ یہ تم بتاؤ۔
(مہمان لیڈی) لاؤ میں پہلے ہی کہدوں یہ کچھ مذاق کرینگے۔ کہو کہو۔
(مین) اگر سب لیڈیز مجھے معاف کریں تو کہوں۔
(سیدہ م) کیوں مذاق کرنے میں کیا کچھ عیب ہے۔
(مین) میں نے پڑھا تھا کہ حوا۔ آدم کی پسلی میں سے پیدا ہوی تھی کیونکہ
کوئی اور جگہ اسکے بدنمیں ٹیڑھی نتھی۔ اسیواسطے تو جوان عورتیں جوان مرد
سے ٹیڑھی رہتی ہیں۔ اسپر سب ہنس دیئے۔
(مہاراج م) مسٹر شنکر میں نو امید نکرتی تھی کہ تم عورتوں کو ایسا بیرحم بتاؤگے۔
(صاحبزادی) اگر غور کرکے دیکھو تو مرد بیرحم ہیں اب دیکھلو نا!
(مس۔ا) کی منگنی ہوئے تین مہینے ہوئے۔ بیچاری یہاں اکیلی ہے اور وہ
اکسفورڈ میں بیٹھا ہے۔ اور کہنے کو یہ ہے کہ منگنی اور شادی میں بیچ کا زمانہ

سب سے بہتر وقت سمجھا جاتا ہے۔

(مہمان) دیکھو خالا یہ ہر وقت مجھ پر منہ آتی ہیں۔

(میڈم) تم جانو۔ یہ جانے۔ ہم عمر ہو۔ ہم مکتب ہو۔ اور بہنیں ہو۔ تھوڑی دیر بعد صاحبزادی نے کہا کہ ایک ہفتہ میں تو ہمارے ہاں کوئی پارٹی نہیں ہوئی چلو آج تو ڈرائنگ روم میں ناچینگے یہ سُنکر تو ہمارے ہوش خطا ہوئے۔ لیکن وہ سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں بیٹھا رہا۔

(مہمان) مسٹر شنکر آؤ۔

(میں) ہاں چلئے میں آیا۔

(میڈم) الگ لیجا کر یہ دستور نہیں ہے کہ جب کوئی لیڈی مہمان آوے تو اُس سے کہدیں کہ ڈرائنگ روم میں چلو۔ اُسکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر چلانا چاہئے۔ میں نے کہا میڈم یہ تو میں بھی جانتا ہوں مگر مجھے ناچنا نہیں آتا میں جاکر کیا کروں۔

(میڈم) واہ۔ چلو بیٹھے رہنا۔ سیر دیکھنا۔

خیر ڈرائنگ روم میں گئے۔ ناچ اور باجے کی سیر دیکھا کئے دستور یہ ہے کہ جنٹلمین لیڈیز سے اپنے ہمراہ ناچنے کی درخواست کیا کرتے ہیں۔ مگر چونکہ میں تو خود ہی بچنا چاہتا تھا۔ الگ ہو بیٹھا آخر ایڈا سے نرہا گیا بولی مسٹر شنکر تم کیوں نہیں ناچتے۔

میں نے کہا کہ انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ ناچ کی شب کی ملاقات کو ملاقات نہیں سمجھتے۔ جسکے ساتھ آج رات کو ناچیں۔ کل واسطہ نہیں جب تک کہ دوبارہ کوئی شخص ملاقات نکرائے صاحب سلامت بھی نہیں ہوتی۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے ملاقات نرکھوں۔

(مہمان) ہنسکر یہ تو لیڈی کے اختیار ہے نہ کہ جنٹلمین کے

(میں) کہیں آجتک کسی لیڈی نے جنٹلمین سے ناچنے کے واسطے پوچھا ہے

اسوقت تو آپ جنٹلمین ہیں نہ کہ لیڈی - یہ سنکر وہ خوب ہنسیں -
(صاحبزادی) مسٹر شنکر کو ناچنا نہیں آتا - کیونکہ انڈین جنٹلمین ناچنا عیب سمجھتے ہیں
(مہمان) پھر ہندوستان میں کون ناچتا ہے؟ (صاحبزادی) صرف وہی ناچتے ہیں جنکا
پیشہ ہوتا ہے - (مہمان) بڑے بے لطف آدمی ہوتے ہیں - اب اسوقت ساڑھے
پانچ بجگئے تھے وہ دو تو مسیں رخصت ہوئیں - اور میں بازار کے گشت کو چلدیا -
ہر ایک بازار میں یکا بگیاں جنکو کیب کہتے ہیں اس کثرت سے پھرتی ہیں کہ جسکی
حد نہیں - جہاں ہے جسجگہ گاڑی لے لو - یہ نہیں کہ جب گاڑی کی ضرورت ہو تو
کوٹھ یا بیل یا ہاتھی والے کنوئیں ہی سے منگائی جائے - انکے علاوہ اومنی بس
جو ایک قسم کی بڑی گاڑی ہوتی ہے اور اُسمیں ۱۲ آدمی اندر اور ۱۳ اوپر بیٹھ
سکتے ہیں صبح سے رات کے بارہ بجے تک ہزارہا شہر کا چکر کیا کرتے ہیں - ہر ایک
بس کے اوپر جس جس جگہ اُسکو گزرنا ہوتا ہے انکا نام لکھا رہتا ہے - بس تھمانے
کے واسطے صرف انگلی کا اشارہ کافی ہے - انکے علاوہ بہت سی جگہ ٹریموے بھی
ہیں - اور سب سے زیادہ عجیب انڈر گروند ریلوے یعنی اندرونی ریل ہے جو
زمین کے نیچے دکانوں - مکانوں - باغوں کے نیچے ہی نیچے چلتی ہے - ہر ایک مشہور
جگہ اسٹیشن ہیں دس - دس منٹ کے بعد گاڑی ہر ایک سٹیشن سے چھوٹتی
رہتی ہے بعض جگہ ریل دکانوں اور مکانوں کے اوپر چلتی ہے اور بعض جگہ ایسا
ہے کہ نیچے انڈر گروند ریلوے اُسکے اوپر دکانیں اور مکانات اور سڑک اُسکے
اوپر ریل چلتی ہے - یہ تو سب ہی بازاروں میں مشکل ہے کہ سڑک کے ایکطرف
سے دوسری طرف آدمی آسانی سے نہیں جاسکتا - خصوصاً بڑے بڑے بازاروں
میں تو کوئی بغیر پولس کی مدد یا پانچ چھ منٹ انتظار کئے بغیر جا نہیں سکتا - ہر ایک
چوپڑ کے بازار کے بیچیں ایک ایک چھوٹے چھوٹے چبوترے بنا رکھے ہیں کہ آدمی
جو دوسری طرف جاتا ہو موقعہ پاکر تو پہلے وہانتک پہنچ جائے پھر وہاں سے
راستہ دیکھکر دوسری طرف چلا جائے - ہر ایک نکڑ پہ پولس مین کھڑے رہتے

- جو عوام سے عموماً اور مسافروں سے خصوصاً ایسے ادب اور مروت پیش آتے
ہیں کہ جسکی حد نہیں۔ ایسے بڑے شہر میں جہاں پر کہ سب بازار یکساں ہوں کہ
اگر انسان راستہ بھول جائے تو تعجب نہیں۔ جہاں کسی پولیس مین سے
راستہ دریافت کیا یا تو وہ خود ساتھ جا کر پہنچا آئے گا یا ایسا پتہ بتا دے گا کہ منزل
مقصود ہی پر جا کر پہنچے۔ عموماً آدمی بھی مسافروں کو راستہ بتانے میں فخر سمجھتے
ہیں۔ میں پہلے ہی روز جب اپنے اجنٹ کی کوٹھی گیا تھا تو ریل پر گیا۔ سٹیشن
سے اُترتے ہی میں نے ایک شخص سے جو میلے کچیلے کپڑے پہنے کھڑا تھا اُس محلے
کو جہاں مجھے جانا تھا دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ یہاں سے کوئی پانچ منٹ کا راستہ
ہے۔ چونکہ آپ بالکل ناواقف ہیں اگر مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو پہنچا دوں
میں نے کہا اچھا۔ وہ شخص تمام راستہ میرے ساتھ گیا اور تمام چیزیں جو راستے
میں آئیں۔ بتاتا گیا۔ جب ہم منزل مقصود پر پہنچے تو اُسنے رخصت ہونا چاہا۔
میں نے اسکو ایک شلنگ دینا چاہا وہ مسکرا کر بولا کہ آپ ہندوستانی ہیں اور
ہندوستانکا دارومدار انگلستان پر ہے۔ سب انگریزوں کا فرض ہے کہ ہندوستانیوں
کی مدد کریں۔ میں چونکہ انگریز ہوں۔ چاہیے کتنا ہی غریب ہوں اس فرض سے
بری نہیں۔ میں آپکے ہمراہ روپیہ کے لالچ سے نہیں آیا بلکہ اپنا فرض ادا کرنے
آیا تھا۔ اور سلام کر کے رخصت ہوا۔ میرے دل پر ان باتوں کا اسقدر اثر ہوا کہ
جسکا بیان نہیں اور دلمیں کہا کہ الٰہی یہی خیالات کبھی انگلو انڈین کے بھی ہوں
یہ بات صرف اس ہی شخص میں نہیں پائی بلکہ اکثر جگہ ایسے ہی اتفاق ہوئے
اور لوگ ہمراہ جا جا کر رستہ بتا آئے۔ چوری کرنے میں بھی یہاں کے آدمی ایسے
ہی طاق ہیں جیسے کہ شریف شرافت میں۔ میرے کوٹ کے اندر کی جیب میں
پندرہ پونڈ تھے ایک پونڈ کا میں نے سودا لیا۔ لالہ مدنگوپال۔ لالہ رنگ لال میرے
ہمراہ تھے۔ تین منٹ بعد سب کے سب پونڈ غائب۔ خدا معلوم کسنے اور کیونکر
نکال لیئے۔ لالہ رنگ لال کی گھڑی اُنکے ویسٹ کوٹ کی پاکٹ میں تھی اور

اسکی زنجیر بٹن کے سوراخ میں خوب اٹکی ہوئی تھی اسکے اوپر کوٹ اور اوورکوٹ پہنے
ہوئے چلے جاتے تھے باوجودیکہ ہوشیار آدمی ہیں اور ابھی میرے نقصان
سے واقف ہو چکے تھے مگر کسی اُستاد نے ایسی ترکیب سے گھڑی نکال لی کہ زنجیر میں
سے گھڑی تو کھول لی اور زنجیر کو جیب میں اسیطرح ڈال دیا اور انکو معلوم بھی
نہیں جب انکو وقت دیکھنے کی ضرورت ہوئی تو جیب میں فقط زنجیر ہی زنجیر
تھی گھڑیکا پتہ بھی نپایا۔ اکثر بدمعاش سڑکونپر بھی لڑنے لگتے ہیں اور جب
تماشائی انکی سیر دیکھنے لگتے ہیں تو وہ اپنا کام کر لیتے ہیں۔ اکثر بدمعاش نیک
آدمیوں کے دھوکے میں بھی لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔ میں ایک روز اکسفورڈ اسٹریٹ
میں سیر کرتا ہوا پھر رہا تھا کہ ایک شخص ثقہ صورت شیطان سیرت میرے ساتھ
ہو لئے اور مجھسے باتیں کرنے لگے۔ پانچ جگہ کی مجھے سیر بھی کرائی۔ ایک صندوق
دکھایا کہ اگر اسمیں ایک پینی ڈالو تو آدھی پینی کا پوسٹ کارڈ نکل آتا تھا۔ دوسرا
صندوق دکھایا کہ اگر اسمیں دو پینی ڈالو تو ایک پینی کا لفافہ نکلتا تھا۔ میں ان ذات
شریف کی چتون ہی سے تاڑ گیا تھا۔ کہ یہ حضرت ہیں۔ مگر دل میں بھی ٹھان لی
کہ آج ان ہی کی کیفیت دیکھو۔ ان دونو صندوقوں میں پینی انہوں نے اپنے
پاس سے ڈالی اور پوسٹ کارڈ اور لفافہ مجھے دیا۔ میں نے اپنی جیب میں
رکھ لیا۔ ایک ریسٹوران کے پاس پہنچکر یہ بولے کہ آؤ تھوڑی سی شراب
پئیں۔ میں نے کہا میں ٹی ٹوٹلر ہوں لیکن آپکے ساتھ چلنے میں عذر نہیں۔
خیر ریسٹوران میں پہنچے۔ انہوں نے ایک خوبصورت عورت کو بھی اپنے پاس
...... بلاکر بٹھا لیا۔ ان دونوں نے تھوڑی تھوڑی شراب پی۔ اور ایک تاش
منگا لیا۔ مجھسے کہا کہ تاش کھیلو۔ میں نے کہا کہ مجھے تو نہیں آتا۔ بولے کہ ہم ابھی سکھا
دیتے۔ یہ کھیل نپولین کہلاتا ہے اس تاش میں فقط قسمت آزمائی ہوتی ہے۔
کل ایک شخص دوسو پونڈ اسی جگہ سے جیت لے گیا۔ میں اپنے دلمیں سمجھ گیا
کہ اب یہ ایک فقرہ چلے۔ مگر میں بھی اس کھیل کی رمز سے واقف تھا اور بھی

انجان بنگیا اور کہنے لگا کہ یہ کھیل تو خوب ہے۔ خیر تاش تقسیم ہوا۔ پہلی ہی دفعہ میں وہ دونو دس شلنگ میرے ہاتھ ہارے۔ لیکن اسطرح سے کہ انکی چالاکی کو میں صاف پا گیا کہ جانکر ہارے ہیں۔ دوسری دفعہ پانچ شلنگ ہارے۔ تیسری دفعہ میں دس شلنگ ہارا تو میں نے کہا کہ میں اب جانا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے کہ واہ ابھی سے تھوڑی دیر تو اور کھیلو۔ میں پیشاب کے بہانہ اٹھکر اوپر چلا گیا اور واپس آکر بجائے اپنی جگہ کے ان دونو کے پیچھے ہو بیٹھا اب وہ یہ تو نہ کہہ سکے کہ اپنی جگہ بیٹھو کیونکہ میرے پیچھے بیٹھنے سے وہ دونو مل نہیں سکتے۔ مگر قہراً جبراً وہ عورت میری جگہ جا بیٹھی اور پون گھنٹہ سے کم میں میں نے دو پونڈ دس شلنگ جیتے۔ اب میں تو یہ تاک لگا رہا تھا کہ کسیطرح وہاں سے بھاگوں اور وہ یہ سوچتے تھے کہ اب مجھے لالچ تو دے چکے میری گرہ بھی کھلوائیں۔ وہ شخص اتفاق سے کسی حاجت کے واسطے اوپر گیا۔ میں اُس عورت سے یہ کہکر کہ ابھی آتا ہوں نیچے آیا اور گاڑی کرایہ کر گھر چلا آیا۔ یہاں پر آکر جو یکو یہ حال سنایا تو سب بڑے ہنسے کہ وہ تمہیں آسامی بنانا چاہتا تھا تمنے انھی کو آسامی بنا لیا۔ اب آیندہ کسی کے ساتھ اسطرح نجانا ورنہ پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائیگا اور یہ تم نے خوب کیا کہ اسطرح چلے آئے ورنہ تمہیں وہ شخص بہت دق کرتے گھر تک بھی پیچھا نچھوڑتے۔ دوسرے روز میں نے یہ ذکر اپنے ایجنٹ سے کیا تو وہ بہت ہنسا اور کہا کہ جہاں تم نے ۱۲ پونڈ نقصان میں لکھے ہیں یہ ڈھائی پونڈ آمدنی میں جمع کرو۔ مجھے تعجب ہے کہ میں بارہا اسطرف کو جاتا ہوں لیکن مجھے کوئی ایسا نہیں ملتا۔ شاید ایسے لوگ مسافروں ہی کو دھوکا دیتے ہیں۔ اب کسی کے ساتھ نچلے جانا۔ جبتک تمہارے سر پر مُنڈا سا ہے تمہیں ہزاروں ہی حضرات اس قسم کے ملینگے۔ بہتر یہ ہے کہ انگریزی ٹوپی پہنو۔ میں نے کہا ٹوپی پہننے کی صلاح تو میں نہیں مانسکتا۔ اس مُنڈا سے کے پہننے سے مجھے ہندوستانی کہلانیکا فخر ہے۔ اور اسی سے میں سمجھتا ہوں

کہ میری انگلستان میں عزت ہے۔
یہاں کی سڑکیں اسقدر صاف رہتی ہیں کہ تنکا تک نام کو پڑا ہوا نہیں دکھائی دیتا۔ جابجا شاہراہوں میں تھوڑی تھوڑی دور پر خاکروب کھڑے رہتے ہیں۔ ادہر گھوڑے نے لید کی اور انہوں نے اٹھائی اور جہاں کوڑا انہوں نے دیکھا اور جھاڑو دیدی۔ تمام دن انکو یہی کام ہے۔ جن گلیوں میں بھیڑ کم ہوتی ہے گھوڑا گاڑیاں صاف کرتی ہیں۔ دنمیں کئی کئی دفعہ چھڑکاؤ ہوتا ہے۔ صفائی شاید یہاں سے زیادہ پیرس کے سوا کہیں نہو گی۔ دیواریں اشتہاروں سے لپی ہوئی ہوتی ہیں۔ نئے نئے طریقوں سے اشتہار دیے جاتے ہیں۔ دو حبشی ہاتھ میں پیرس کا صابون لئے ہنس رہے ہیں اور نیچے لکھا ہے کہ ہم تو اس صابون سے سفید ہوگئے۔ کہیں نہایت خوبصورت عورت کی تصویر ہاتھ میں صابن نیچے لکھا ہے اسی کی بدولت مجھپر یہ جوبن ہے۔
کہیں موٹے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا ہے کہ روپیہ کی اگر ضرورت ہو تو مجھسے قرض لینا تمہارے ہمسایہ تک خبر ہو تو میرا ذمہ ہے۔ کسی کی ضمانت کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف تمہارا دستی رقعہ کافی ہے۔ کہیں لکھا ہوا ہے کہ شادی کرنا چاہتے ہو تو سٹریمونیکل پیپر کو ملاحظہ کرو۔ بہت بڑے بڑے حرفوں میں چھپا ہوا ڈیلی نیوز لبرل اخباروں میں سب سے زیادہ بکتا ہے۔ ۱۵۷۲۴۰ پرچہ روز بکنے کی گارنٹی ہے۔ کہیں کوئی شخص کتابیں بانٹ رہا ہے۔ کوئی دیا سلائی کے بکس جنمیں واٹربری کی گھڑیوں کے اشتہار ہیں مفت تقسیم کر رہا ہے۔ غرضکہ اشتہار دینے اور مشہور کرنے کی وہ وہ ترکیبیں نکالتے ہیں کہ جسکی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آج کل لوگ پارلیمنٹ کی ممبری کے واسطے خوب لکچر دے رہے تھے اور اخبارات ہیں اور ہر ایک زبان پر یہی ذکر تھا۔ جہاں دیکھو اسی قسم کے اشتہارات۔ کہیں لکھا ہے۔ کرنل ڈبکن

کے واسطے رائے دینا۔ اسکے مقابل لکھا ہے۔ آنریبل نوروجی لبرل کیطرف سے امیدوار ہیں۔ کہیں ایسی تصویریں لگ رہی ہیں کہ چند آدمی بہت خوش کھڑے ہیں اور انکے نیچے لکھا ہے گلیڈسٹون کی حکمت عملی کا نتیجہ۔ اُسکے مقابل ہی چند آدمی تلواریں نکالے ایک دوسرے کے اوپر وار کرنیکو مستعد ہیں اور نیچے لکھا ہوا ہے لارڈ سالسبری کی پالیسی۔
کسی دل جلے نے اُسکے نیچے ہی موقعہ پاکر لکھدیا کہ بالکل برعکس معاملہ سمجھو۔ ایک روز کی کیفیت سُننے کے قابل ہے مسٹر گلیڈسٹون کسی جگہ جانیکو تھے۔ سٹیشن پر خلقت کا انبوہ کثیر تھا۔ لوگ اُس سڑک پر قطار باندھے اسقدر کھڑے تھے کہ آدمی کا انمیں سے گزرنا مشکل تھا۔ میں نے بھی ایک گاڑی سٹیشن تک کرایہ کو کی جب سٹیشن پہنچا۔ جسوقت مسٹر اور مسس گلیڈسٹون اپنی گاڑی میں سوار آئے۔ ایسی خوشی کے نعرہ بلند ہوے کہ کان پھٹے جاتے تھے۔ کوئی اپنی ٹوپی اُچھالتا تھا۔ کوئی رومال ہلاتا تھا۔ کوئی چھتری گھماتا تھا غرضکہ ایک کیفیت ہو رہی تھی۔ جسوقت تک کہ وہ ریل میں سوار نہیں ہوے اور ریل نہ چلی گئی یہی کیفیت رہی۔ میں یہاں سے انڈرگرونڈ کے سٹیشن پر آیا تو عجب سیر دیکھی۔ ایک شخص بولا کہ لنڈن کی خلقت بھی کیا پاگل ہے۔ اپنے دشمن کو دوست سمجھتے ہیں۔ کیا خوشی کی ہے یہ خبر نہیں کہ وہ جڑ کاٹ رہا ہے۔ ایک اور شخص جو اُسکے برابر کھڑا تھا یہ سُنکر غصہ میں لال ہو گیا اور طیش میں آکر بولا کہ زبان سنبھال۔
اگر ایسے کہا تو سر توڑ ڈالونگا۔ (۱) ہوں۔ کیا ؟ گھونسا بنا کر اُسکی طرف چلا (۲) وہ ادھر سے آیا۔ پھر تو دونوں میں گھونسم گھانسا۔ گت پت وہ ہوئی کہ جسکا حساب نہیں۔
لوگ بہتیرا چھڑاتے تھے مگر وہ کسکی سنتے تھے۔ خلقت کا انبوہ پلیٹ فارم پر ہو گیا۔ پولس نے آکر دونو کو گرفتار کر لیا۔ ایک کی ٹوپی کوئی شخص

لے گیا دوسری گھڑی جاتی رہی۔ اور بیچارے ماخوذ ہوے سو مفت میں۔ اتنے میں ہماری گاڑی آگئی میں تو اُسمیں سوار ہوگیا۔ جس درجہ میں میں سوار ہوا دو شخص اور میرے ساتھ سوار ہوے۔ یہاں یہ دستور ہے کہ جنٹلمین ریل میں سوار ہوتے ہیں تو ایک اخبار ضرور خرید لیتے ہیں۔ اور اُسکو پڑھتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ میرے پاس اُس روز ڈیلی نیوز تھا اور مسٹر گلیڈسٹون کی سپیچ پڑھ رہا تھا۔ مجھسے ایک شخص نے پوچھا کہ تمہاری ایرش بل کی بابت کیا راے ہے۔ میں ابھی کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ دوسرا بولا۔ ضرور پاس ہونا چاہئے اور پاس ہوگا۔

(۱) ہو چکا!! اگر انگریزی قوم اندھی ہی ہوجاوے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (۲) اندھی ہو جائے۔ خدا نکرے جو ہماری قوم میں تم جیسے اندھے باقی رہیں۔ آؤ آؤ سو سو گنی شرط بل پاس ہوگا اور ضرور پاس ہوگا۔

(۱) بس اپنی سو گنی رکھ چھوڑو اور آدمیوں کیطرح بات کرو۔ میں سمجھا کہ اُنکا جوتا ضرور اُچھلیگا۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں بے فائدہ تکرار کرتے ہیں۔ جو ہونا ہوگا۔ اِس مہینے میں ظاہر ہو جائیگا۔ (۱) معلوم ہوتا ہے آپ بھی لبرل ہیں خاص گلیڈسٹون نے ہندوستانیوں کو بہکایا ہے۔ لاؤ شرطیہ کہتا ہوں جو مسٹر گھوش اور نوروجی پارلیمنٹ کے کبھی ممبر ہو جائیں۔ اگر کنزرویٹو ہوتے تو اُنکی کامیابی میں شک ہی نہ تھا۔ اتنے میں دوسرا اسٹیشن آگیا اور دوسرے صاحب تو رخصت ہوگئے۔ رہگئے ہم اور پہلے۔ میں اپنا اخبار پڑھنے لگا۔ پھر اُنھوں نے مجھسے دریافت کیا کہ آپ نے نہ بتایا کہ لبرل ہیں یا کنزرویٹو۔ میں نے کہا کہ میں ہندوستانی ہوں ہمارے ہاں پولٹیکس ہی نہیں جو لبرل یا کنزرویٹو ہوں۔ جو آپکی طبیعت چاہے سمجھ لیجے۔ صرف یورپ کی سیر کو آیا ہوں دوسرے مہینے میں چلا جاؤنگا۔ اُس شخص نے کہا آخر راے تو دے سکتے ہو۔ یہ تو کہہ سکتے ہو اگر آئرلنڈ کو

آزادی ملگئی تو انگلنڈ کا کسقدر نقصان ہوگا۔ میں اپنے دل میں گھبرایا۔ کہ یہ تو بڑے پنجے جھاڑ کے پیچھے لپٹا۔ بہانہ کیا کہ مجھے ذرا اونچا سنائی دیتا ہے اور اس گڑگڑاہٹ میں تو سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آپ کیا کہتے ہیں ۔ یہ سنکر وہ ذرا ناراض ہوا اور میں دوسرے سٹیشن پر اتر گیا۔ یہاں سے دوسری گاڑی میں اپنے مکانپر آیا۔ سب کو یہ حال سنایا انکو بھی پرجوش پایا مگر خیر سے لبرل ہی تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہاں کے عورت مرد اور بچے بچے میں اسقدر جوش ہے کہ جسکا بیان نہیں۔ اور یہی انکی ترقی کا باعث ہے

یہانپر بھیڑ تو بازاروں میں رات دن رہتی ہے مگر اسکی تقسیم میں تو اسطرح کرتا ہوں کہ شام تک تو لیڈیز اور جنٹلمین اور ہر ایک قماش کے آدمی ملے جلے اور شام سے بارہ بجے تک بہت کم لیڈیز یا صرف وہی جو تماشا گاہوں وغیرہ میں گئی ہوں۔ اور بارہ بجے سے صبح کے چھ بجے تک صرف فاحشہ عورتیں اور انکے دوست۔ کوئی تو کسی کی بغلمیں اور کوئی یار کی تلاش میں پھرا کرتی ہیں۔ جابجا رسٹوران میں ایسے بھی کمرہ ہیں جو خاص ایسے شخصوں کے واسطے مخصوص ہیں۔ ہفتہ کی رات کو دیوالی کی مانند روشنی ہوتی ہے۔

پوشاک اور خوراک

یوں تو لندن میں پیرس کی طرح پوشاک فیشن ہمیشہ ہی بدلتا رہتا ہے مگر اب چند روز سے جنٹلمین کی پوشاک یہ ہے صبح کی پوشاک میں چھجے دار ٹوپی (مگر اب عموماً آدمی اونچی ٹوپی پہنتے ہیں۔ اسکو صبح اور شام کی دونو پوشاکوں میں پہن سکتے ہیں) سفید لٹھے کا کرتا۔ سفید گلوبند اسکے اوپر ٹائی اور اسمیں ایک پن۔ اگر گلوبند کے بٹن میں موتی ہو۔ تو ٹائی کی ضرورت نہیں اسکے اوپر سیاہ ویسٹ کوٹ اور اسکے اوپر سیاہ ہی

کوٹ گول کٹا ہوا۔ اور کشمیرہ کا پتلون اور سادہ چمڑے کا بوٹ۔ یہ ضرور ہے کہ جس
کپڑے کی ویسٹ کوٹ ہو اُسی کا کوٹ بھی ہو۔ آج کل کوٹ عموماً سرج کے ہوتے
ہیں۔ کرتے اور پاجامہ کے نیچے بنیان بھی پہنتے ہیں۔ گھڑی چاہے جیسی ہو مگر زنجیر
سونے کی ہو۔ اگر سونے کی نہ ہو تو چمکتے ہوئے پیتل ہی کی۔ ویسٹ کوٹ کی
پاکٹ میں ہو۔ سفید یا ریشمی رومال کوٹ کی پاکٹ میں اور لکڑی یا چھڑی ہاتھ میں
دستانے ضرور ہونے چاہئیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ گلوبند اور کف نہایت
سفید ہوں۔ اسواسطے لوگ یہ کرتوں میں نہیں لگاتے بلکہ الگ خرید لیتے
ہیں۔ اور اُنکو روز اور بعض شخص دوسرے روز بدلتے رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ
اوورکوٹ بھی انکے اوپر پہنتے ہیں۔ دستانے چاہو پہنو نہیں مگر جیب میں
ضرور پڑے رکھو کیونکہ جب ملاقات کو کسی کے ہاں جاتے ہیں تو ٹوپی اور لکڑی
تو دہلیز میں چھوڑ دیتے ہیں صرف دستانے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ بعض شخص
تو بائیں ہاتھ میں ایک دستانہ پہن لیتے ہیں اور بعض دونو ہی بائیں ہاتھ میں
رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملاقات کسی تیسرے شخص کے بلائے بغیر نہیں
ہوتی۔ ملاقات کراتے وقت صرف نام ہی لے دینا کافی ہے۔ پھر وہ دونو
خود ہاتھ ملا لیتے ہیں اور مزاج پرسی کر لیتے ہیں۔ گڈ مورننگ وغیرہ آپسمیں
نہیں کہتے بلکہ How do you do کہتے ہیں۔ گڈ مارننگ وغیرہ صرف
رخصت کے وقت کی سلام ہیں۔

جب مکان پر یا ڈرائنگ روم میں لیڈیز سے ملاقات کرائی جائے تو جنٹلمین
کو پہلے ہاتھ نہ بڑھانا چاہیئے بلکہ ذرا اپنا سر جھکا دینا چاہیئے۔ جب لیڈی خود ہاتھ
بڑھائے تب ہاتھ ملائے۔ اور اگر بازار یا سڑک پر کوئی لیڈی یا جنٹلمین تمہارا
ملاقاتی مل جائے اور تم سے چار آنکھیں ہو جائیں تو سر سے ٹوپی ذرا اونچی کر دینی
صاحب سلامت ہے۔ اور اگر بالکل آمنے سامنے ہی آ جاؤ تو بائیں ہاتھ سے
تو ٹوپی سر سے اونچی کرو اور داہنا ہاتھ لیڈی سے پہلے ملاؤ اور منہ سے

How do you do کہو جسمیں اسطرح جنٹلمین سے ہاتھ ملاؤ۔ یہ خیال رکھو کہ How do you do کا جواب How do you do ہے Thank you یا Quite well نہیں ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ جب کسی مکان وغیرہ میں جاؤ ٹوپی اُتار لو۔ شام کی پوشاکیں اونچی ٹوپی۔ سفید کرتہ۔ سفید گلوبند سفید دستانے۔ سیاہ پتلون (رسمی کرتی یا جکا ویسٹ) دامن کٹا ہوا کوٹ۔ ریشمی موزے۔ پٹنٹ لیدر کا جوتا۔ یہ پوشاک صرف کھانوں اور ناچوں میں پہنی جاتی ہے۔ ہوٹل اور ریسٹوران میں نوکر ہر وقت پہنے رہتے ہیں۔ سادی پوشاک جنٹلمین کو ضرور ہے۔ کورٹ ڈریس جسپر بہت سی لیس وغیرہ لگی ہوئی ہوتی ہے صرف درباروں کے واسطے مخصوص ہے۔

انکے علاوہ dressing gown بھی ضروریات سے ہیں اور ایک bathroom کا ہونا بھی پر ضرور ہے۔ کیونکہ صبح اُٹھتے ہی نہانے۔ پیخانہ جانے سے پہلے پوشاک تو پہن نہیں سکتے۔

اسی سے سارا بدن ڈھک جاتا ہے اور کوٹ کیطرح بھی کام دیتا ہے۔ لیڈیز کے سامنے بغیر پوشاک پہنے کبھی نہ آؤ۔ اگر اتفاق سے سامنا ہو جائے تو فوراً ہی اپنے کمرہ میں بھاگ جاؤ اور پوشاک پہنکر پھر اس قصور کی معافی مانگو جب لیڈیز کے روبرو ہو تو سوا اپنے چہرہ اور ہاتھوں کے دوسرا عضو ہرگز نہ دیکھنے دو۔ اگر ضرورت کے لئے ویسٹ کوٹ کا کوئی بٹن بھی کھولنا چاہو تو پہلے اُنکی اجازت لیلو۔ دیکھو ہر وقت خیال رکھو کہ تمہاری پتلون کا کوئی بٹن کُھلا نہ رہجائے کیونکہ اگر اسطرح کسی لیڈی کے سامنے چلے جاؤگے تو یہ سمجھا جائے گا کہ گویا بالکل ننگے ہو کر لیڈی کے سامنے چلے گئے۔ کسی لیڈی کے سامنے اپنا کوٹ نہ اُتارو کیونکہ باریک کپڑے پہنکر بھی عورتوں کے پاس جانا ایسا ہی معیوب خیال کیا جاتا ہے۔

مکانات

لنڈن کے مکانات ہمارے مکانوں سے بالکل مختلف قطع کے ہیں۔ وہ سب کوٹھی نما ہیں۔ صحن بالکل ندارد۔ ہر ایک محلے میں ایک ہی قسم کے مکانات دیکھو اگر انپر نمبر نہوں تو پہچان ہی مشکل ہو جائے۔ ہر ایک مکان کا دروازہ مقفل رہتا ہے۔ باہر کیطرف دو تار لگے ہوتے ہیں ایک پر وِزِ یٹرز اور دوسرے پر سرونٹس لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اگر کوئی مالک خانہ سے ملنے آئے تو وِزِیٹرز کے تار کو ذرا ہلا دے اسیوقت اندر گھنٹے بجینگے اور نوکر یا کوئی اور دروازہ کھولیگا۔ اور مہمان کو ڈرائنگ روم میں لیجا کر بیٹھلائے گا۔ اگر کوئی دکاندار یا کوئی شخص نوکر کے پاس آے گا تو اُسکا گھنٹہ بجائے گا۔ اور دروازہ کھلنے پر وہ دہلیز میں کھڑا ہوکر جو کچھ اسکو کہنا یا کام کرنا ہوگا کہے یا کریگا۔ اسکے علاوہ دروازہ میں ایک دراز ہوتی ہے اور اُسکے اوپر ایک بڑا کنڈا لگا ہوا ہوتا ہے پوسٹ میں جو دن بھر میں پانچ چھ دفعہ ڈاک لیکر آتا ہے اسمیں چٹھیاں وغیرہ ڈالدیتا ہے اور کنڈے کو کھڑکھڑا دیتا ہے اسیوقت نوکر یا اور کوئی سب چٹھیاں لیکر کھانیکے کمرہ یا ڈرائنگ روم میں رکھدیتا ہے۔ بس جس جس کے نام وہ چٹھیاں ہوتی ہیں جب وہ آتی ہیں تو اپنی اپنی لیلیتے ہیں۔ تہ خانہ میں باورچیخانہ ہوتا ہے۔ اسمیں گھنٹے لگے ہوتے ہیں اور اُنپر ہر ایک کمرہ یا جسجگہ سے وہ گھنٹہ بجایا جائے لکھا ہوتا ہے۔ جہاں گھنٹہ بجا اور نوکر چلا۔

دہلیز میں دروازہ کے پاس کھانے کا کمرہ ہوتا ہے۔ کواڑوں کے پاس کھونٹیاں لگی رہتی ہیں جنپر کہ گھر کے سب لوگ اور مہمان اپنے اوورکوٹ اور ٹوپیاں رکھتے ہیں۔ برابر ہی کونے میں لکڑیاں اور چھتریاں رکھنے کے لئے جگہ ہوتی ہے۔ پہلی منزل پر عموماً ڈرائنگ روم ہوتا ہے۔ یہ کمرہ کل مکان میں سب سے اچھا سجا ہوا ہوتا ہے۔ اسمیں آکر بیٹھتے ہیں۔ اسمیں ناچ۔ باجا۔ اور کھیل

تماشے وغیرہ ہوتے ہیں۔ شام کو کھانا کھانیکے بعد سب گھر کے آدمی یہیں بیٹھ کے دل لگی کرتے ہیں۔ اکثر شطرنج۔ تاش۔ ڈرافٹ۔ بیگمین۔ [illegible] وغیرہ روز کھیلے جاتے ہیں ہفتہ میں ایک دو دفعہ علمی جلسے بھی اکثر خاندانوں میں ہوتے رہتے ہیں۔ جنمیں صرف گھر کے آدمی نہیں بلکہ دوست آشناؤں کو بھی بلاتے ہیں۔ بڑی آزادی سے بحث ہوتی ہے۔ چیرمین کی یہ تاکید ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی پالیسی اس قسم کی بحث کرے کہ جیسے سب سمجھ سکیں اور سب کو لطف حاصل ہو۔ اس قسم کے جلسہ کرنے گویا اپنے بچوں کو سوساٹی کے طریقے بتانے ہیں۔ یہ جلسے بھی ڈرائینگ روم میں ہی ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ سب کے واسطے ایک ایک کمرہ سونیکا علیحدہ ہوتا ہے۔ انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ ایک دوسرے کے کمرہ میں بغیر اطلاع کے نہیں جاتے۔ اور لیڈیز تو خصوصاً کبھی کسی جنٹلمین کے سونے کے کمرے میں نہیں جاتیں۔ کنبے کی لیڈیز سے صرف کھانے کے کمرے یا ڈرائینگ روم میں ملاقات ہوتی ہے۔ ہر ایک کمرہ میں ایک ایک تار لگا رہتا ہے جب ضرورت ہو تو نوکر کو بلالو۔ نوکر اکثر عورتیں ہی ہوتی ہیں کیونکہ مرد نوکر رکھنے میں زیادہ خرچ ہے اور اسکا ٹکس بھی دینا پڑتا ہے۔ جوان عورت خدمتگاری کیواسطے ایک پونڈ فی ہفتہ سے کم علاوہ کھانے اور کپڑے کے بآسانی مل سکتی ہے۔ وہ سب کام گھر کا کر لیتی ہے۔

ہر ایک مکان مین پانی کے کئی کئی نل لگے ہوئے ہیں۔ اور گاس کے بھی پمپ ہیں۔ لندن بھر میں کوئی شخص ایسا ہوگا جسکی صاحب سلامت تو کیسی جو اپنے ہمسایہ کے نام سے بھی واقف ہو۔ چاہے مدت سے برابر کے ہی کے مکان میں رہتا ہو۔ یہ مثل حقیقت میں درست ہے کہ ہر ایک انگریز کا گھر اُسکا چھوٹا سا قلعہ ہے تمام امورات خانگی۔ سودا۔ کپڑا وغیرہ خریدنا عورتوں کا کام ہے۔ جتنے آدمی مکانمیں رہتے ہیں تقریباً سب ہی کو ایک ایک کنجی دروازہ

لی دیدیجاتی ہے کہ مبادا کسی کو کہیں دیر ہو جائے اور گھر میں سب سو جائیں۔ تو خود دروازہ کھولکر اندر آجائے۔

یہاں کے لوگ آدھے نام لیکر پکارتے ہیں۔ مثلاً مدنگوپال کو مسٹر گوپال۔ عبدالمجید کو مسٹر مجید۔ مجھے مسٹر شنکر۔ لالہ مدنگوپال نے اس سے مستثنٰے ہونا چاہا تھا لوگ انکو بجائے مدنگوپال کے میڈم گوپال کہنے لگے۔ آخرانہوں نے بھی فقط مسٹر گوپال ہی کہلائے جانے پر اکتفا کیا۔

انگلستان میں ہندوستانی

سوا چند پارسیوں کے جو سوداگر ہیں اور آنریبل نوروجی دادابھائی اور مسٹر لال موہن گھوش کے جو پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہیں اور سب تقریباً طالب علم ہیں۔ انمیں سے بعض تو بار میں شامل ہیں اور بعض مفصلہ ذیل کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم پاتے ہیں۔

بعض انڈین سول سروس کے واسطے اور بعض انڈین مڈیکل سروس کے لئے بھی تعلیم پاتے ہیں۔ اور کلچرسٹ سکولرشپ ہولڈرز بھی ہیں آروائل ایگریکلچرل کالج۔ آکسفورڈ یونیورسٹی۔ کنگز کالج۔ یونیورسٹی اُف اڈنبرا۔ گلاسگو اور ابرڈن۔ روائل کالج اف سرجنز۔

ان سبکے پروسپکٹس صرف ایک ایک چٹھی پرنسپل یا رجسٹرار کو لکھنے سے مل سکتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس چھوٹے رسالہ میں ان سب کا مفصل حال نہیں لکھ سکتا۔ مگر طلبہ کو جو انگلستان کی تعلیم کی بابت دریافت کرنے کے مشتاق ہیں یہ صلاح دیتا ہوں کہ

ے سب کچھ دریافت کرلیں۔

یا پیپر اُف انفرمیشن فور انڈین جنٹلمین پرپوزنگ ٹو سٹڈی ان انگلنڈ۔ خرید کر ملاحظہ کریں۔ ہندوستانی طالب علموں میں۔ عیسائی، مسلمان

۔ اور ہندو ہیں۔ پوشاک سب کی یکساں فیشنیبل ہے۔ عموماً علمی جلسوں
میں سب ہی بلائے جاتے ہیں۔ جہانپر انکی بحث انکے خیالات لوگوں کو
اسقدر حیرت میں ڈالتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔ اکثر ہندوستانی یہاں کے
کلبز اور سوسائٹیز میں عہدہ دار ہیں۔

نیشنل انڈین ایسوسی ایشن

اسکو مس میری کارپنٹر نے ۱۸۷۰ء میں بنایا تھا اور اب مس مینگ اسکی
سکرٹری ہیں ہندوستانیوں کی بڑی مددگار ہیں۔ یہ ایسوسیئشن اسبات
کے واسطے بھی مستعد ہے کہ طالب علموں کے چال چلن۔ اُنکی تعلیم۔ اور
ہر ایک طرح سے انکے آرام کی نگرانی کرے۔ دوسرے تیسرے مہینے مس
مینگ سواری کے جلسے بھی کرتی رہتی ہیں۔ اور اسمیں چاء کافی اور میوہ جات
کی دعوت بھی ہوتی ہے۔ دو جلسوں میں میں بھی گیا تھا۔ مس مینگ دروازہ
پر مہمانوں کے استقبال کے واسطے کھڑی تھیں۔ انگریزوں اور ہندوستانیوں
کی بھیڑ عجب ہی لطف دکھا رہی تھی۔ ہندوستانی اپنے انگرکھے کوٹ اور
چغے پہنے ہوئے۔ منڈاسے اور پگڑیاں سر پر۔ انگریزوں اور میموں
میں اسیطرح چمک رہے تھے جیسے اندھیری رات میں
ستارے۔ چند ایسوسی ایشن کے ممبر اسی کام پر متعین تھے کہ لوگوں کی آپسمیں
ملاقات کرائیں۔ ہر ایک ہندوستانی دو دو تین تین لیڈیز اور انگریزوں کے
بیچمیں اسطرح کھڑے باتیں کر رہے تھے جیسے گوال بال اور گوپیوں کے
بیچمیں کنھیا۔ یہ دونو جلسے بڑی خوش اسلوبی سے ہوئے۔ ہندوستانی اگرچہ
ہندوستانی پوشاک میں تھے مگر برتاؤ سب انکو انگریزی ہی کرنے پڑتے تھے
گفتگو وہی انگریزی تہذیب کے موافق کرنی پڑتی تھی۔ مثلاً ہندوستان میں
اگر کسی خوبصورت جوان عورت سے اُسکے ماباپ اور بھائی بہنوں کے سامنے

کہا جائے کہ آج تو تمہیں بڑا جوبن ہے۔ تمہاری ہر ایک بات میں آن پائی جاتی ہے مجھے تو آج تم دیسے پسند ہو۔ تو وہ عورت اور اسکے رشتہ دار کتنا برا مانیں اور تعجب نہیں ہے کہ تکرار ہو جائے اور تلوار چلجائے۔ یہاں اگر اسطرح کہا جائے تو رشتہ دار تو خوش ہوتے ہیں اور وہ جوان لڑکی قدردانی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ میں نے جو اس رسم کا فرق اس جلسہ میں بیان کیا تو اکثر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ اسمیں برا ماننے اور تکرار کی کونسی بات ہے اگر قدرتی خوبصورتی کی تعریف کیجائے اور اپنے دلی خیالات ظاہر کردئے جائیں تو اسمیں کیا عیب ہے۔ اس جلسہ کی تو غرض یہی ہے کہ ہندوستانی اور انگریز آپسمیں اسطرح ملیں جیسے بہت ہی پیارے دوست۔ اور اپنے دل کا اظہار ایک دوسرے سے کریں۔ علاوہ ایسے جلسوں کے مس مینگ مہینے میں ایک دو دفعہ ہندوستانی اور انگریزوں کو جمع کرکے لندن کی مشہور مشہور چیزیں بھی دکھایا کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس نیکبخت کا دم بھی یہاں غنیمت ہے۔ نارتھ بروک کلب بھی ہندوستانیوں کے واسطے دل لگی کی جگہ ہے۔ اسکا سکرٹری بھی مس مینگ کی طرح ہندوستانیوں کی مدد اور طالب علموں کی سرپرستی اور چال چلن کی نگرانی کے واسطے مستعد ہے۔ عموماً ہندوستانی بورڈنگ ہوسز اور پرایوٹ فیملیز میں رہتے ہیں۔ مگر ہمارے پنجابی اور اضلاع مغربی و شمالی کے رہنے والے تو سب کے سب پرایویٹ فیمیلیز میں رہتے ہیں۔ یہاں پر انکو انگریزی روزمرہ کی لبر اوقات دیکھنے اور سیکھنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ ان کنبوں میں یہ اسطرح رہتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں۔ کنبے کے آدمی انکو غیر قوم یا غیر نہیں سمجھتے بلکہ اسیطرح سے پیش آتے ہیں جیسے اور رشتہ داروں سے۔

ذرا کسیکا سر دُکھا اور سارے کنبے کے آدمی اُسکی خدمت کے واسطے مستعد ہمارے ہندوستانی یہاں بڑے جنٹلمین سمجھے جاتے ہیں اکثر جلسوں میں

بعض کے چال چلن کی مثال دیجاتی ہے۔ اگرچہ ایک آدھ نے میم سے شادی کرلی ہے اور ایک آدھ کی سنگتی تو ہوگئی ہے شادی بھی ہو جائے گی۔ مگر کوئی اسکو بُرا نہیں سمجھتا۔ خوراک کی بابت لکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ ایک ایسا مضمون ہے جسکی بابت ہر ایک شخص دریافت کرتا ہے۔ کوئی شخص جسکا کوئی ہندو دوست ولایت میں ہو ممکن نہیں کہ اُسنے پہلی ہی چٹھی میں کھانے کی بابت نہ دریافت کیا ہو اور وہاں سے بھی گول ہی جواب نہ آیا ہو۔ یہ معاملہ فریمیسن کا سا ہے۔ مگر چونکہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی پیاری قوم کو سب کچھ جو میں نے دیکھا یا مجھپر گزرا یا جو مصیبتیں کہ ولایت جانیوالوں پر گزرینگی صاف صاف بتادوں۔ اسواسطے میرا فرض مجھے اجازت نہیں دیتا کہ اسکا ذکر نہ کروں۔

اگرچہ عموماً ہندوستانیوں کی جو انگلستان میں رہتے ہیں یہ راے ہے کہ کل حالات صاف صاف نہیں کہنے چاہئیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس قسم کے حالات ان جوان آدمیوں کو جو انگلستان میں آنے والے ہیں سد راہ ہوں مگر میری تو یہ رائے ہے کہ کل حالات اُن جوان آدمیوں کو بتانا گویا مدد دینا ہے۔ جو طالب علم عیسائی یا پارسی ہیں اُنکی بابت تو کہنا ہی فضول ہے کیونکہ ہر ایک جانتا ہے کہ انکے صاحب بہادر ہونے میں کیا شک ہے۔ مسلمان بھی مزے سے گزارتے ہیں۔

اب رہگئے بچارے ہندو۔ انکے حالات بیان کرتے ہوے مجھے انکی حالت پر رحم آتا ہے کیونکہ بہت سے ہمارے ان جوان ہونہاروں میں سے جج۔ بیرسٹر۔ سول سرونٹ۔ وغیرہ اچھے اچھے عہدوں پر مقرر ہونگے پھر یہ کہنا کہ یہ سب اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے ہیں۔ اُنگلیاں جلاتے ہیں دھوئیں میں آنکھیں پھوڑتے ہیں غیر واجب نہیں تو اور کیا ہے۔ خرچ ایک آدمی کا یہاں اسقدر ہے کہ یہاں کے ایک ہفتہ کے خرچ میں ہندوستان میں ایک کنبا مہینہ بھر گزران کرسکتا ہے۔ دو پونڈ فی ہفتہ میں کسی اچھے

کنبے میں ایک کمرہ مل سکتا ہے - ایک پونڈ فی ہفتہ سے کم غریبی طور کے کھانے میں صرف نہیں ہوتا - ایک پونڈ فی ہفتہ کپڑو نکی دھلائی - حجامت بنوائی - یا اور ضروری کارروائی کے واسطے سمجھ لو -
اگر ایک پونڈ اور خرچ کیواسطے فی ہفتہ طالب علم کو ملجائے تو اُسکا ہاتھ بھی کھلا رہے اور لیکچرز میٹنگز - اور مہینہ بھر میں ایک آدھ جگہ کی سیر بھی کرسکتا ہے -
اسکو چاہئے فضول خرچی خیال کرلو - مگر میں تو یہ جانتا ہوں جب انسان لندن میں جائے اور بڑی بڑی مشہور چیزوں کو نہ دیکھے تو اُسکے وہاں رہنے ہی سے کیا فائدہ - اگر اسکو تجربہ ہی نہوا تو اسکی محنت ہی کس کام کی -
قانون میں بیرسٹری کے امتحان کے واسطے اسقدر ضرورت نہیں جسقدر کہ وقت ملا ہوا ہے - اگر اپنا خالی وقت وہ مختلف علوم کی تحصیل اور فنون کے سیکھنے میں نہ گزارے تو اُسکو وقت کاٹنا مشکل ہوجائے - اگر ہفتہ بھر میں کم سے کم ایک سبق انمیں سے کسی چیز کا لے تو پانچ شلنگ سے دس شلنگ تک فیس دینی پڑتی ہے وہ بھی اسی ایک پونڈ میں سے بآسانی دیجا سکتی ہے -
اگرچہ کنبے میں اکثر عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ لاطینی - یونانی - فرانسیسی زبان بخوبی پڑھا سکتے ہیں اور اکثر کو پڑھاتی ہیں - اگرچہ کنبے کے آدمیوں سے وہ ظاہر اُنکچھ نہیں لیتیں مگر یہ انسانیت کے خلاف ہے کہ حساب دوستاں دردل نہ سمجھا جائے - یہ خرچ بھی اسی پونڈ میں سے نکل سکتا ہے - غرضکہ پانچ پونڈ فی ہفتہ میں طالب علم بامزہ اپنے تئیں طالب علم سمجھکر رہ سکتا ہے -
اسکے علاوہ یہ خرچ بھی تین سال میں ایک دو دفعہ ضرور ہے - کم سے کم ایک صبح کی پوشاک بازار جانے اور ملاقات کرنیکے واسطے جو پانچ پونڈ میں اوسط درجہ کی تیار ہوسکتی ہے - اور ایک ہلکے رنگ کی پوشاک گھر میں پہننے کے واسطے - جو چار پانچ پونڈ میں بنجاتی ہے اور ایک شام کی پوشاک - ناچ جلسے اور تماشہ گاہوں میں پہنکے جانے کی ساتھ

آٹھ پونڈ میں بہت خاصی طیار ہوسکتی ہے۔ اگرچہ بعض آدمی اسکو ناپسند کرینگے کہ انگریزی پوشاک پر اتنی قیمت کیوں خرچ کیجائے۔ ہندوستانی اپنی ہندوستانی پوشاک کیوں نہ پہنیں۔ انکو یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اپنا ہندوستانی لباس پہنکر اگر بازار میں کوئی شخص نکلے تو لوگ اسکا تماشا بنا لیتے ہیں بیچارے کو دس قدم چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ فاحشہ عورتونکی پھبتیاں اور لڑکونکی تالیوں کے آوازے سنتے سنتے دق ہو جاتا ہے۔ آخر مجبوراً وہی پوشاک پہننی پڑتی ہے۔ میں باوجودیکہ کل کپڑے انگریزی ہی پہنتا تھا مگر ٹوپی یا منڈاسا ہندوستانی ہوتا تھا۔ لوگ مجھکو اسقدر تعجب سے دیکھتے تھے کہ جسکی حد نہیں۔ کوئی دن کمبخت ہوتا ہوگا کہ سو آدمیوں سے کم کو مجھے انکے صرف اسی سوال کا جواب نہ دینا پڑتا ہو کہ آپ کس ملک کے باشندے ہیں۔ اور جہاں کہیں لڑکے ملجاتے تھے تو انکو ایک تماشا ہاتھ لگ جاتا تھا۔ ہرچند نہ تو کچھ منہ سے کہتے تھے اور نہ کوئی شرارت کرتے تھے مگر پیچھے پیچھے دس بیس قدم ضرور چلتے تھے اور دوسرے سے کہتے تھے۔ دیکھو دیکھو!!

یہ کہانکا آدمی ہے۔ ایک روز میں ایک مدرسہ میں جو ہمارے مکان سے تھوڑی ہی فاصلہ پر تھا۔ اور تین برس سے نو برس تک کے بچے تعلیم پاتے تھے سیر دیکھنے گیا۔ وہانکا ہیڈ ماسٹر نہایت خلیق آدمی تھا اُسنے وہ کتابیں دکھائیں جو بچوں کو پڑھائی جاتی تھیں۔ حقیقت میں یہ کتابیں اسی لایق تھیں کہ مبتدیوں کو پڑھائی جایں۔ مجھے افسوس ہے کہ میرا ارادہ اس رسالہ میں تعلیم کی بابت بحث کرنیکا نہیں ہے۔ مگر یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ہمارے سررشتہ تعلیم پنجاب کے لایق افسر مبتدیوں کی تعلیم کے لئے ایسی کتابیں کیوں نہیں مقرر کرتے۔ اب جو پرائمری پڑھائی جاتی ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اور خصوصاً ہمارے سررشتہ تعلیم کے لایق افسر معاف کرینگے اگر میں یہ کہوں کہ اس کتاب کے سمجھنے والے بہت ہی کم نکلیں گے۔ اور بیچارے مبتدیوں سے انکے سمجھنے کی امید کرنا یا تھوڑی تنخواہ کے مدرسوں

سے اسکا بخوبی پڑھایا جانا خیال کر کے اپنے دل کو تسلی دے لینا تو شاید بڑی غلطی ہے۔ اُس ہیڈ ماسٹر نے مجھے کل مدرسہ کی سیر کرائی اور ایک جماعت کو دکھایا جسمیں کوئی بچہ چار برس سے زیادہ کا نہیں تھا اور کہا یہ سب یتیم ہیں میں نے اس کلاس کے مدرسہ کو جو ایک بڑی نیکبخت عورت تھی دو شلنگ دئے اور کہا اسکی شیرینی منگا کر ان بچوں کو بانٹ دو۔ اس عورت نے ان بچوں سے بآواز بلند کہا کہ یہ جنٹلمین تمہیں دو شلنگ شیرینی کے واسطے دیتے ہیں تم جواب میں کیا کہوگے۔ وہ سب بآواز بلند بولے (تھنک یو) Thank you مجھے انکی بولی ایسی پیاری معلوم ہوئی کہ اُس لیڈی کی تعلیم کی بہت تعریف کی کیونکہ وہ مفت ان بچوں کو صرف طریقے بتاتی تھی۔

اتوار لندن میں بہت ہی منحوس دن ہے۔ بازار ونمیں سناٹا۔ سوائے ہائڈ پارک وغیرہ کے اور کہیں بھی لطف نہیں۔ نوکر بھی نصف دن کی چھٹی لیتے ہیں۔ سوا تمباکو فروش اور مٹھائی فروشوں کے سب دکانیں بند۔ نہ کسی سے مکانپر جا کر مل سکتے ہیں۔ نہ گھر میں کوئی کھیل سکتے ہیں۔ مگر ہندوستانیوں کی خاصی دل لگی ہے۔ اب آریہ سماج قایم کر لی ہے اگرچہ کوئی خاص مکان سماج کا نہیں ہے چاہے جسکے مکانپر سماج کا جلسہ ہو جاتا ہے۔ تقریباً سب ہی ہندو جو لندن میں ہیں اسکے ممبر ہیں۔ اُسی روز شام کو کسی نہ کسی ممبر کے ہاں سب کا کھانا ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے کہ یہ کھانا میرے ہاں ہو۔ کیونکہ ایک تو سب دوستوں کی ملاقات۔ دوسرے اتوار کے روز دل لگی تیسرے جسکے ہاں کھانا ہوتا ہے اسکے مکان پر چند احباب دن سے آکر طرح طرح کے کھانے پکاتے ہیں۔ یہ دستور اسجگہ ابھی شروع ہوا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد گیارہ بجے تک خوب ہنسی مذاق ہوتا رہتا ہے۔ بعد میں سب اپنے اپنے مکانپر چلے جاتے ہیں۔ ہندوستانی اکثر دربا روں میں بھی بلائے جاتے ہیں جہاں انکو اپنی ہندوستانی

پوشاک پہنکر جانا پڑتا ہے۔
اکثر آدمی دربار میں ہندوستانیوں کی پوشاک ہی دیکھا کرتے ہیں اور پوشاک ہی سے انکی قدر خیال کر لیتے ہیں۔
ہر ایک شخص جسکا ارادہ انگلستان جانے کا ہو میں صلاح دیتا ہوں کہ ایک ہندوستانی جاڑے کی نہایت زرق برق پوشاک اپنے ساتھ ضرور لیجائے سلمہ ستارہ۔ کلابتون وغیرہ کا خوب چمکتا ہوا کام ہو تو لوگ بڑا رئیس خیال کرتے ہیں۔ ہندوستانیوں کے انگلستان میں عوام کے نزدیک ویسی ہی عزت ہے جیسے انگریزوں کی ہندوستان میں ہے۔ یہاں ہر کسی ہندوستانی کو اپنے جلسوں میں بلانا فخر سمجھتے ہیں۔ پولس مین برابر اسیطرح سلام کرتے ہیں جسطرح ہندوستانی انگریزوں کو۔ میری تو یہ رائے ہے کہ اگر دنیا میں کوئی مہذب قوم ہے تو انگریز ہیں۔ اگر کوئی مہماں نواز قوم ہے تو یہ ہیں اگر کوئی منصف مزاج ہے تو یہ ہیں۔ اگرچہ صرف لندن کی سیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ برائی بھلائی دونو اسجگہ سے بڑھکر کہیں نہیں مگر یہ تو دنیا کا دستور ہے کہ اچھے اور برے سب قوموں میں ہوتے ہیں۔ مگر اس قوم کا پلڑا بھلائی کیطرف بھاری ہے۔

سفر واپسی

جب میں نے اپنے دلمیں واپس آنے کی ٹھان لی اور اپنا ارادہ اپنے دوستوں پر ظاہر کیا تو انھوں نے بباعث مفارقت افسوس کیا جب میرے ایجنٹوں کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے الوداعی جلسے کئے یہاں تک کہ تین روز اور دو رات گھر بھی نہ آسکا۔ تیسری رات جو گھر آیا تو عجیب مصیبت نے منہ دکھایا۔
گھر میں سب سوگئے تھے اور میرے پاس دروازہ کی کنجی بھی نہ تھی ہر چند گھنٹے بجائے چیخا چلایا کسی نے نہ سنا۔

باہر سڑک پر آیا پولیس مین کو ہمراہ لیکر تین بار ہوٹلوں میں گیا کہیں کمرہ خالی نہ پایا۔ پھر تو از حد گھبرایا۔ اپنے مکان کے دروازہ پر آیا بہتیرا کھٹکھٹایا مگر کوئی بیدار نہوا۔ آخر تمام رات بازار میں پھرتے پھرتے کاٹی۔ دوسرے روز گلاسگو کو چلدیا۔ یہ شہر بیچ تجارت میں انگلستان کے شہروں میں تیسرے درجہ کا گنا جاتا ہے۔ سکوچ اسکوسکوٹ لنڈ کا تجارتی دار الخلافہ کہتے ہیں یہ دریائے کلائڈ پر واقع ہے۔ حکما کا یہ قول درست ہے کہ بڑے بڑے شہر بڑے بڑے دریاؤں پر واقع ہیں۔ گلاس گو بھی انکے قول کا موید ہے۔ یہ وہیا برج یورپ میں عمدہ پل سمجھا جاتا ہے ۵۰۰ فیٹ لنبا اور ساٹھ فٹ چوڑا اسی جگہ ہے۔

ایک بڑا گرجا بھی دیکھنے کے لایق ہے۔ یونیورسٹی تو یہاں کی جیسی مشہور ہے سبکو ہی معلوم ہے کوئینز پارک بڑی فرحت کی جگہ ہے سر والٹر سکوٹ کی یادگار میں جو مینار جارج سکوائر میں بنا ہوا ہے نہایت شاندار ہے پیشتر سے یہاں کے تمباکو بنانے والے ٹوباکو لارڈ تو پہلے ہی کہلاتے تھے مگر فی زمانہ ململ بھی یہاں ایسی بُنی جاتی ہے کہ قابل تعریف ہے۔ شام کو یہاں سے لورپول روانہ ہوگیا کیونکہ دوسرے روز رات کو جہاز کلین میکلین جسمیں مجھے سوار ہونا تھا چلنے والا تھا۔ لورپول پہنچکر مجھے افسوس ہوا کہ میں اس شہر میں پہلے سے کیوں نہیں آیا یہ تو حقیقت میں دیکھنے کے لایق تھا۔ یہاں کے آدمی اسکو (برطانیہ بندرگاہونکی ملکہ) کہتے ہیں۔ جہانتک نگاہ جاتی ہے مستول ہی مستول نظر آتے ہیں۔ میرے اِس شہر کے ایجنٹ نے کہا کہ دس میل میں یہاں سے ڈاک ہے۔ یہانکا ٹوٹ ہال بھی جو ایک لاکھ دس لاکھ پونڈ کی لاگت سے بنا ہے دیکھنے لایق ہے۔ پانچ پانچ منٹ سٹیمر رات دن ڈاک کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک جاتا ہے۔ اور ایک ریل گاڑی بھی پانچ پانچ

منٹ کے بعد ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک جا پہنچتی ہے
سچ تو یہ ہے کہ ان بیڑوں کا دیکھنا عجیب تماشا ہے۔ آخر یہاں سے دوبارہ جہاز میں
سوار ہو کر پورٹ سعید۔ مالٹا۔ لندن۔ وغیرہ کی سیر کرتے ہوئے بمبئی آ پہنچے اور
اسی روز ریل میں سوار ہو کر تیسرے روز دہلی پہنچ گئے۔

پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصہ دوم

انڈین اور کولونیل اکزیبشن کی سیر

۲۴-اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو حضور سکرٹری آف سٹیٹ فور انڈیا کی چھٹی میرے پاس بایں مضمون آئی کہ ایک ٹکٹ تمہارے پاس بھیجا جاتا ہے۔ ۴ مئی کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند نمائشگاہ ہند اور دیگر ممالک مفتوحہ کو کھولیں گی۔ آپ کو شام کی پوشاک یا درباری پوشاک میں آنا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو اپنی ہندوستانی پوشاک پہنکر آئیے تو اسکو سب پر ترجیح دیجائے گی۔ میں بتاریخ مقررہ صبح کے ساڑھے نو بجے البرٹ ہال میں پہنچا یہہ ایک بہت بڑا کمرہ اطالیہ نمائشگاہ کی طرز پر بنا ہوا ہے باہر کا قطر ۲۷۲ دوسو بہتر فیٹ کا اور اندر کا ۲۱۹ فیٹ کا ہے۔ اسکے دو راستہ ہیں ایک شرقی دوسرا غربی اور ایک راستہ ہورٹی کلچرل سوسائٹی کے باغات میں جانب جنوب ہے بالا خانہ۔ برآمدہ چبوترہ جسپر ارگن باجا ہے سب کے راستہ الگ الگ اندر کے رخ سے ہیں۔ اسکی شکل مثمن نما ہے۔ چاروں طرف زینہ کے اوپر زینہ ہے انپر کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ اکثر جب یہاں باجا بجتا ہے یا گانا ہوتا ہے اور سب کرسیوں پر آدمی اور بالا خانہ آدمیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ تب اسکا نظارہ قابل دید ہے اسکی چھت پکچر گیلری (Picture Gallery) یعنے تصویروں کی جگہ ہے جسمیں دو ہزار آدمی بامزہ آسکتے ہیں اور چہل قدمی بھی کر سکتے ہیں۔

اس ہی جگہ پر لفٹ (Lift) بھی لگا ہوا ہے جو اشخاص کے اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر جانا چاہیں اسمیں بیٹھ جاتے ہیں ایک شخص اسپر متعین ہے

وہ اِی تنی کے زینت باسانی تمام اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کھینچ لیتا ہے
اس کمرہ کی اونچائی ۱۳۵ فیٹ ہے آٹھ ہزار آدمیوں کے واسطے اسمیں جگہ
بنی ہوئی ہے تصویرونکی جگہ کے اوپر بڑے بڑے حوض ہیں کہ مبادا آگ
لگجائے تو اسکا فوراً ہی انسداد کردیا جائے۔ یہہ مئی ۱۸۷۱ء میں بنکر طیار ہوا
تھا۔ اسکا نام البرٹ ہال اسواسطے ہے کہ یہ البرٹ میموریل کی برابر ہے جو
ہائڈ پارک میں بیادگار حضور شاہزادہ البرٹ ایک لاکھ بیس ہزار پونڈ کی لاگت
سے بنایا گیا تھا۔ اسمیں شاہزادہ بہادر کی قدآدم پیتل کی مورت ہے اور چاروں
طرف یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ کی خیالی تصویریں ہیں قریب ساڑھے
نو بجے کے حضور قیصر ہند کی سواری کا جلوس آنا شروع ہوا وہ لباس فاخرہ
اور شان شکوہ ممکن نہیں کہ بیان ہوسکے تقریباً کل ہندوستانی اپنی ہندوستانی
پوشاک میں تھے معزز انگریزونکا گروہ ہمارے پیچھے تھا خوبصورت خوبصورت
جوان امرا کی لیڈیاں ہماری پوشاکونکو بڑی غور سے دیکھ رہی تھیں۔ اور اسمیں
سے اپنی پوشاک کا فیشن نکالنا چاہتی تھیں اکثر اشخاص سے موقعہ پاکر دریافت
کرتی تھیں کہ یہ کام تمہاری پوشاک پر کس جگہ کا ہے۔ اور اگر معلوم ہوجاتا تھا
راہی اپنی پاکٹ بک میں لکھ لیتی تھیں حضور قیصر ہند ہمراہ پرنس اوف ویلز
یوک اُف کنوٹ کے تشریف لائیں۔ سب ہندوستانیوں نے نہایت
سے سلام کئے۔ اور انکے جواب حضور پرنور نے نہایت خندہ پیشانی سے
بعد میں کل رسومات جنکے پہلے سے اشتہارات دئے گئے تھے ادا ہوئیں
مو قیصر ہند تشریف مبارک لے گئیں تب اس نمایشگاہ میں بڑا بھاری
ہزارہا آدمی تھے۔ ہندوستانیونکی وہ قدر ہوتی تھی کہ جسکا خیال بھی
ہجا ہندوستانمیں نہیں آسکتا۔ بڑے بڑے امرا اور انکی لیڈییں اسبات
کی نگار تھیں کہ کسیطرح کسی ہندوستانی سے بات کریں کوئی پچاس
انکو انسے تو بیس تے باتیں کیں ہونگی۔ سب کے عموماً سوال یہی تھے

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ آپکو آئے ہوئے کتنی مدت ہوئی! یہاں کتنے دن قیام رہیگا؟ آپکو لندن پسند ہے آج آپنے اپنی قیصر ہند کو دیکھا! نمائشگاہ ملاحظہ کی؟ تمہاری پوشاک ہمیں بہت پسند ہے۔ ایک لیڈی سے جو مجھے اپنا نام اِس رسالہ میں لکھنے کی اجازت نہیں دیتیں اور جو نہایت معزز گھرانہ کی ہیں میری ملاقات ہوئی میں خیال کرتا ہوں کہ وہ گفتگو اسجگہ پر درج کرلی خالی از حظ ناظرین نہو گی۔ مجکو انسے میرے ایک دوست نے ملاقی کرایا تھا۔

(لیڈی) میں آپ سے ملکر نہایت خوش ہوئی۔

میں۔ مجھے شاید آپ کی خوشی سے بڑھ کر خوشی ہوئی۔

ل۔ اگر بے ادبی نہ سمجھیے اور آپکا کارڈ آپکے پاس ہو تو مجھے عنایت کیجے۔

م۔ بخوشی۔ لیجے۔ کیا مجکو بھی یہ خوشی ہو سکتی ہے کہ آپکا کارڈ آپسے مانگوں

ل۔ لیجیے۔

م میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں

(ل) میں بہت عرصہ سے آپکو دیکھ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ کسیطرح آپسے باتیں کروں میں نے کئی دفعہ اپنی ما سے کہا کہ اگر وہ کسی آدمی کو جانتی ہوں جو تمہارا واقف ہو تو میری ملاقات تم سے کرا دے۔ مگر کوئی نملا آخر انہوں نے مہربانی کرکے یہ عنایت کی۔

(م) میں آپ کے اس اشتیاق کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ل) یہ آپکے کوٹ پر کس جگہ کا کام ہے۔

(م) یہ دہلی کا کام ہے۔

(ل) ہندوستان میں بڑے بڑے کاریگر ہیں میں چاہتی ہوں کہ ہندوستان میں جا کر رہوں۔

(م) بھلا ہمارے ہندوستانکی ایسی کہاں تقدیر جو آپ جیسے آدمی وہاں

جاکر بسیں۔

(ل) اگر آپ کو ناگوار نہ ہو تو میں اپنی مائی آپ سے ملاقات کراؤں۔

(م) بخوشی۔

تھوڑے سے فاصلہ پر انکی ما اور بھائی کھڑے تھے انسے ملاقات ہوئی۔

(لیڈی اپنی ما نسے) میں چاہتی ہوں کہ ہندوستان میں جاکر رہوں وہاں پر بہت اچھے اچھے کاریگر ہیں۔

(ما) وہاں کی گرمی کے حالات بھی پڑھتے ہیں

(ل) ما۔ کیا تم سچ سمجھ گئیں۔ میں تو سنتی تھی کہ یہ جنٹلمین خوش ہو جائیں

(م) میں تو مس تمہاری ہندوستان جانے سے اتنا خوش نہیں جسقدر یہاں رہنے سے ہوں۔

(ل) کیوں کیوں یہ کیونکر۔

(م) تم جیسی حسین اور خوبصورت۔ نازکبدن اور ہوشیار اگر ہندوستان میں جائے اور گرمی کی برداشت نکر کے بیمار ہو جائے تو کسقدر رنج ہو۔

(ل) میں تمہاری اس قدردانی کا نہایت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ما۔ سُنتا۔ یہ جنٹلمین کیا فرماتے ہیں۔

(ما) ہاں سُنا بے شک انکا شکریہ ادا کرنا چاہئیے۔

(م) میں جانتا ہوں کہ میں شکریہ کا مستحق نہیں کیونکہ میں نے کچھ تعریف نہیں کی ہے بلکہ راست گفتاری کی ہے۔

(ل) آپکو یہاں آئے ہوئے کتنی مُدت ہوئی!

(م) ایک ہفتہ۔

(ل) آپکو لنڈن پسند آیا؟

(م) نہایت پسند۔ میں چاہتا ہوں کہ کسیطرح یہیں اپنی عمر گزار دوں۔

(ل) ہاں بیشک لندن ایسی ہی جگہ ہے کتنے دن رہنے کا ارادہ ہے؟

(م) تقریباً دو مہینے۔

(ل) تب تو آپ ہے کہ کبھی غریب خانہ پر بھی تشریف لائیے گا۔

(م) بسروچشم۔

(ل) آج آپ نے ملکہ معظمہ کو دیکھا۔

(م) ہاں۔ اپنی قیصر ہند کو دیکھا۔

(ل ہنسکر) اور ہماری ملکہ کو نہیں آپکی قیصر ہند ہے تو ہماری ملکہ ہے۔

(م) بیشک۔ لیکن ہمیں آپ سے کیا۔

(ل) آپکا کوٹ مجھے بہت پسند ہے۔ ایک دن کو مانگا دیدو گے (مسکراکر)

(م) کوٹ دینے سے تو انکار نہیں مگر اپنی پوشاکہ آپ ہمیں مانگی دیدیں جبکو میں معاوضہ گاہ قرار دے۔ (اسپر بڑا قہقہہ پڑا)

(ل) یہ بیجئے عذر ہے۔

(م) میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ل) کیا آپ خیال نہیں کرتے کہ اگر یہ پوشاکہ میں پہنوں تو خوبصورت معلوم دوں

(م) ہیں۔ خوبصورت تو آپ ہیں اور بھی زیادہ خوب صورت معلوم دیں۔

(ل) میں آپکی اس قدردانی کی تہ دل سے ممنون ہوں۔

اتنے میں ایک بابو صاحب جو اس نمائش گاہ میں عہدہ دار ہیں مجھے ڈھونڈتے ہوئے آئے انکے مکانپر میری دعوت تھی انکی صورت دیکھتے ہی میں لیڈی سے اجازت مانگ کر انکے پاس گیا۔

(بابو) یار تمہیں سوا لیڈیز سے باتیں کرنیکے کچھ اور بھی دھیان ہے۔ ہم کھانیکے واسطے ڈھونڈتے پھرتے ہیں آپ یہاں گلچھرے اڑا رہے ہیں۔

(میں)۔ خفا نہو بھائی جان اگر کوئی بات کرے تو اسکا جواب نہ دوں۔

(بابو) اچھا لو آؤ دفتر میں چلو کپڑے بدل لو کھانا کھاؤ۔

(میں)۔ کیوں صاحب آپ تو وہی کپڑے پہنے رہیں اور ہم کپڑے بدلیں اسکے

کیبا شے

(بابو) عزیزمن تم تو تمام شہر میں پھرتے ہو ہم تو کونا ٹ کے اِس کنارہ پر یا اس کنارہ پر جب کبھی دن میں کسی سے ملنے جاتے ہیں تو پہن لیتے ہیں مگر رات کو تو یہی پہنے پھرا کرتے ہیں۔ تمنے آج مسٹر گھوش کی کیفیت دیکھی؟

(میں) کیا کیا۔

(بابو) ہنسکر۔ جب ہم اور تم لوگوں کو دیکھکر یہ کہہ رہے تھے کہ آج ہندوستانی اگرچہ ہندوستانی پوشاک پہنے ہوے ہیں مگر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اُنکو اُسکا پہننا بہت گراں گزر رہا ہو کیونکہ عادی تو انگریزی کپڑوں کی ہو گئی۔ اسکی حقیقت ہماری تائید مسٹر گھوس کے عمل سے ہو گئی۔ میں جب اُنکی پاس گیا تو میری پشت پر کچھ مٹی وغیرہ لگ رہی تھی۔ اُنہوں نے دیکھکر اپنے رومال سے جھاڑ دی اور رومال کو بجاے بازو کی جیب کے ڈالنے لگے پیچھے کی جیب میں ڈالنے وہاں جیب ہی کہاں تھی۔ رومال نیچے گر پڑا۔ یہ دیکھکر سب ہنسدے کیا کریں بیچارے کو عادت تو اِس جیب میں رومال رکھنے کی مجھے بھی دہشت ہے کہ یہ کپڑے پہننے سے یہی عادت نہ پڑ جائے اور روز رومال و دستانہ کھویا کروں۔

خیر اِس قسم کی باتیں کرتے ہوئے انکے دفتر سے کپڑے بدلکر انکے مکانپر گئے کھانا کھا کر پھر ریل میں واپس آئے اور اُنکے ساتھ کل نمائشگاہ کی صرف سیر ہی نہیں کی بلکہ بغور دیکھا۔ ہم سوتھ کنزنگٹن کے سٹیشن پر آئے اور اِس چھتے میں ہو کر جو سٹیشن اور نمائشگاہ کے بیچمیں نہایت ہی خوبصورت صرف ان لوگوں کے جانے کے واسطے بنا ہے جو نمائشگاہ میں جائیں۔ یہ چھتہ جو تہائی میل سے کم نہو گا سفید چمکتی ہوئی اینٹوں سے پٹا ہوا ہے ہرچند یوں تو کل ہی لنڈن کے بازاروں میں جانے اور آنے والے اپنے اپنے بائیں ہاتھ کو چلتے ہیں مگر اس جگہ پر اگر خلقت کے انبوہ کو ایک کنارہ پر کھڑے ہو کر دیکھو تو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے ایک طرف ٹوپیئیں آگے بڑھتی ہوئیں اور دوسری طرف کی

بیچھے ٹنگی ہوئی ایسی خوبصورت ... ہوتی ہیں کہ اسکا حساب نہیں اس سے
نکلکر ہم کلونیل ہال Colonial Hall میں پہنچے جسکی دیوار و نپر نہایت
عمدہ نقشے اور تصویریں لگ رہی تھیں لندن کی تصویر جسمیں ... ...
ہوس آف پارلیمنٹ of Parliament ... انکے نیچے دریا بہتا ہوا اور اسکی
برابر ہی شہر حد سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ اور تصویروں کے علاوہ
میل بورن کی ۱۸۳۹ کی تصویر جب فقط اسمیں جھونپڑے ہی جھونپڑے
تھے اور پھر ۱۸۸۱ء کی تصویر جب اسمیں ۲۸۰۰۰۰ باشندے تھے بڑی
بھاری ترقی کی شہادت ہے سڈنی اڈی لیڈ پرتھ دارا لعلاقہ غربی
اسٹریلیہ کی تصویریں بھی خوب صورت تھیں ایک صندوق میز پر رکھا تھا اسمیں
دو کاغذ کے پرچے لگ رہے تھے ایک میں لکھا تھا غریب یتیموں کے واسطے
اور دوسرے میں براہ مہربانی کچھ دو بیچمیں ایک دراز تھی جو ہیں اسمیں
کچھ ڈالو دوسرا کارڈ بیچھے چلا جاتا تھا اور ایک کارڈ جسپر Thank you
لکھا ہوا تھا نکل آتا تھا پھر ایک منٹ کے بعد وہی دوسرا کارڈ نکل آتا تھا۔
نیوزیلنڈ کی دو تصویریں اور کانڈی اور سلطنت کینڈا کے بڑے بڑے شہروں
کی تصویریں بھی قابل دید تھیں۔ اس کمرے کے بیچمیں پرنس آف ویلز
کی قد آدم مورت گھوڑے پر سوار پیتل کی بنی ہوئی کھڑی تھی
یہہ مورت بالکل ایسی ہی تھی جیسے بمبی میں ہے۔ اسکے برابر ہی انڈین
کورٹ تھا اسکے دروازہ پر ہندوستانی چھپی ہوئی کپڑے ڈھکے ہوئی
تھی۔ اور قد آدم بالکل ہو بہو ہندوستانی سپاہیوں کی مورتیں کھڑی ہوئی
تھیں اسکے پاس دیول سٹوران تھا میں چونکہ اس ہی کمپنی کے رسٹوران
کی سیر پیرس میں بھی کر چکا تھا میں نے اسکا کل حال اپنے دوست کو سنایا اسنے
کہا کہ یہاں پر بھی پیرس سیر اور پونڈ کا اقرار ہے کہ نہایت ہی خوبصورت جوان
جوان چھوکریاں انکی تمام رسٹوران کے کام کرینگے خدا معلوم یہہ کمپنی کہاں سے

ایسے خوبصورت چھوکریں ڈھونڈلاتی ہے۔ اور سب خندہ پیشانی اور تبسم مجسم
ہی ہیں چلو آؤ یہاں سگار پئیں گے۔ ہم اس ریسٹوران کے اندر گئے
اور ایک میز کے پاس دو کرسیوں پر جا بیٹھے ایک نہایت [illegible]
ہمارے پاس آئے اور نہایت ادب سے کہا کہ کیا حکم ہے۔ ہم نے کہا کہ دو سگار
لاؤ وہ نہایت ہی تکلف سے دو سگار لائی اور بابو صاحب سے ہنس کر کہنے
لگی کہ عموماً آدمی یہاں کچھ کھانے پینے آتے ہیں آپ نے اسکو سگار خانہ ہی
سمجھ رکھا ہے۔

(بابو) نہیں۔ میں اسکو کچھ اور خانہ بھی سمجھتا ہوں۔

(و) وہ کیا؟

(بابو) خوبصورت خانہ۔

(و) واہ صاحب واہ مسٹر مکرجی دنیا میں کوئی ایسا نہ ہوگا جس سے تم ہنسی نہ کرتے ہو۔

(بابو) نہیں میں ہنسی نہیں کرتا بلکہ تمہیں دیکھ کر مجھے بہت رحم آتا ہے۔

(و) کیوں رحم کی کیا بات ہے۔

ب اگر تم ہندوستانی ہوتیں تو کسی شریف سے تمہاری شادی ہوئی چاہیے تھی اور اگر اب بھی ہندوستان چلے جاؤ تو وہ قدر ہو کہ جو یہاں بڑے بڑے آدمیوں کی ہوتی ہے۔

و۔ واہ میں بہت خوش ہوں کہ مجھے انگریزی قوم میں ہونیکا فخر حاصل ہے ہندوستان میں جاؤں تو شاید پھر واپس بھی نہ آؤں۔ سنا ہے بڑی سخت گرمی ہوتی ہے اور اگر مجھے ہندوستانی سے شادی ہی کرنی ہو تو یہاں کیا کمی ہے۔

(میں) ہاں ایک تو یہ ہی تم پر دل و جان سے فریفتہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

(ب) ہاں۔ میں تو اگر عیسائی ہوتا یا میری شادی نہ ہوئی ہوتی تو ضرور

شادی کرلیتا۔

(د) ٹھک کر۔ ٹھیک مُنہ دھلوا رکھا ہو تا میرا اگر شادی کرنیکا ارادہ ہوتا تو یہ نوکری ہی کاہے کو کرتے۔

(ب) اچھا خیر جانیدو۔ آج تمنے یہ پھول تو بڑے جوبن کا لگایا ہے ہمیں ایک ایسا پھول نہیں دیتیں۔

(د) جی ٹھیک مجھسے مانگتے ہو۔ کبھی یہ نہوا کہ ہندوستانی گلاب کے پھولوں میں سے ایک ہمیں بھی دیتے اوروں کو تو بانٹتے ہو۔

(ب) تمنے ہمسے مانگا بھی تو کبھی نہیں جو مانگتا ہے اُسے ملجاتا ہے۔

(و) ہاں ٹھیک ہے جو کھٹ کھٹاتا ہے اُسکے واسطے کھولا جاتا ہے۔

(ب) ہیں۔ تم پادری ہو۔

(و) پادری تو نہیں پادری کی بیٹی ہوں۔ یہ کہکر ہونٹوں کو دانتوں سے بھیچ لیا۔

(ب) پھر تمہارے باپ نے نوکری کی اجازت کیوں دیدی۔

(و) نوکری میں کرتی ہوں میرا باپ تو نہیں کرتا۔

(ب) نہیں سچ کہو اسمیں کچھ بھید ہے۔

(و) یہ کہتے ہوے چلے گئے۔ بھید ہے تو تم کیوں دریافت کرتے ہو۔

(میں) دوست یہ تو کوئی اچھے خاندان کی معلوم ہوتی ہے۔ اسکا حال ضرور دریافت کرو۔

(ب) ہاں۔ بیشک۔ اور تھوڑی دیر ٹھیر کر جیب سے شلنگ نکال کر میز پر کھٹکھٹایا جس سے یہ غرض ہوا کرتی ہے کہ جو چیز ہمنے لی ہے اسکی قیمت دینا چاہتے ہیں۔ یہاں یہ دستور ہے کہ جنٹلمین نوکر کو آواز دیکر نبلائیں۔ یہ آواز سنکر وہی عورت پھر آئی۔

(ب) ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی اچھے خاندان سے ہو ہم مذاق سے نہیں

کہتے بلکہ سنجیدگی سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت میں ہم تمہارے ہمدرد ہیں دنیا میں سب ہی پر مصیبتیں پڑا کرتی ہیں۔

(د) نہایت شرماکر اور کھسیانی ہو کر نیچی گردن کرکے۔ حضور دنیا میں کون کسیکا ہمدرد اور کسیکا دوست ہے یہ سب باتیں کہنے ہی کی ہیں۔ تمنے گولڈ سمتھ میں نہیں پڑھا۔

What is friendship but a name
A charm that lulls to sleep

دوستی اب رہگئی نام کی
اور نہیں ہے فی الحقیقت کام کی

عزیز من۔ میں حقیقت میں مصیبت کی شکار ہوں جبتک میری ما زندہ رہی ناز و نعمت سے پلی جب وہ چل بسی تو باپ نے اور شادی کرلی۔ میری سوتیلی ماسے نہ بنی اور گزارے کے واسطے یہ نوکری کرلی پڑی۔ لیکن شکر ہے کہ کسیکی دست نگر نہیں۔ نیکی سے کماتی ہوں اور پیٹ بھرلتی ہوں۔

(میں) مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمنے تعلیم تو اچھی پائی ہے پر کسی مدرسہ وغیرہ میں نوکری کیوں نہیں کرتیں۔

(د) ہاں جانیکو تو فرانسیسی اور جرمن میں بھی اچھی طرح خط و کتابت کرسکتی ہوں یہاں بھی اکوٹنٹ ہوں مدارس اور ڈاکخانہ میں اتنی تنخواہ نہیں ملتی کہ اچھی طرح گزارہ ہوسکے۔ میرس سپیرا اور ریونا بھی مجھپر مہربانی کرتے ہیں۔ جو دم گزرجانے غنیمت ہے۔ یہ سنکے ہمیں بہت رحم آیا اور دو سگاروں کی قیمت ایک شلنگ دینے کے علاوہ ہمیں دستور کے مطابق چار یا چھ پینی اسکو انعام دینا چاہئے تھا۔ ہمنے اسکو ایک شلنگ اور دیا تو وہ بولی۔

(د) حضور اب میں نلونگی۔ اگر میری حالت نہ دریافت کرتے تو لیلیتی ہمنے بہت ہی کہا لیکن اُسنے نہ لیا۔

(ب) دوست اس عورت کا حال لکھو اور نظم میں لکھو۔

(ہیں) مجھے آپ نے کوئی شاعر سمجھا ہے یا بڑا بھاری مصنف جانتے ہو تم ہی کیوں نہیں لکھتے۔

(ب) جی ٹھیک تمام لندنمیں تو مشہور ہو گئے اب آپ شاعر ہی نہیں ہیں۔ میں نے South London نہ پڑھا ہو جب کہو۔ ہماری کل دفتر والے تاڑ گئے تھے کہ یہ تم ہی ہو۔

(ہیں) متعجب ہو کر۔ کیونکہ مجھے کچھ حال معلوم نہ تھا۔ کیا ہوش میں ہے یا نہیں بغیر پیئے تو نہیں چڑھ گئی۔ یا ان حسین عورتوں کو دیکھ کے آنکھوں میں سرور آگیا

(ب) جی ٹھیک جیسے آپکو معلوم ہی نہیں۔

(ہیں) بھئی حقیقت میں مجھے معلوم نہیں۔

(ب) میں نے تو وہ پرچہ سنبھال کے رکھ چھوڑا ہے۔

(ہیں) دکھاؤ تو سہی۔

(ب) اچھا یہ بتاؤ۔ تم مسٹر بنکٹ کے ساتھ One tree hill پر گئے تھے یا نہیں۔

(ہیں) ہاں گیا تھا۔

(ب) وہاں کیا ہوا۔

(ہیں) ہوا کیا۔ کھیتوں کو کھونتے۔ اُچھلتے کودتے پہاڑی پر پہنچے وہاں سے چاروں طرف کے سبزہ زاروں کو دیکھ مذاق کرتے ہوئے واپس چلے آئے اور تو کچھ بھی نہیں ہوا۔

(ب) نہیں کچھ اور بھی ہوا تھا کوئی شعر بھی کہا تھا۔

(ہیں) ارے نہیں اُسکی بابت تو کچھ نہیں مسٹر بنکٹ نے چھپوا دیا۔

(ب) ہاں آؤ دکھاؤں۔ میں اخبار خریدنے سے پہلے مضامین پڑھ لیا کرتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں کیا کیا مضامین ہیں جو مجھے دلچسپ معلوم ہوتے ہیں وہی خریدا کرتا ہوں ڈل وچ میں ایک ہندوستانی شاعر کا گذر۔

دیکھکر میں نے اسے بھی خرید لیا جب پڑھا تو سمجھ گیا کہ یہ حضرت ہی ہوں گے اپنے سب دوستوں کو دکھایا سب خوش ہوئے۔
میں نے یہ اخبار بابو سے لے لیا۔ اور اپنی سیر میں مشغول ہوا پھر ڈیول اسٹوران کے پاس آئے۔ اسکے سامنے ہی وہ کمرے ہیں جسمیں سلطنت ہند کی چیزیں دیکھائی گئیں ہیں۔ یہاں پر شال۔ قالیں۔ زیور۔ برتن وغیرہ دیکھکر لوگ بہت خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ابتو یہ چیزیں سب انگلستان ہی میں رہیں گی۔ باوجودیکہ بعض چیزوں پر میری رائے میں دگنی اور تگنی قیمت سے کم نہیں لکھا ہوا تھا مگر لوگ بہت سستا بہت سستا ہی پکارتے تھے۔ اشرفی یہ اشرفی پھلکتی تھی اور چیزوں پر فروخت شدہ کی نشانی ڈلوا دیتے تھے۔ کیونکہ جب تک نمایش ختم نہو گی کوئی چیز وہاں سے نہ اٹھ سکے گی۔ یہ بات مجھے بخوبی ثابت ہوگئی۔ کہ انگریزوں کی نیچر میں یہ ہے کہ اگر کوئی چیز انہیں پسند آجائے تو اسکے لینے میں خواہ کتنا ہی روپیہ خرچ ہو کچھ پروا نہیں کرتے۔ سچ تو یہ ہے کہ سب روپیہ ہی کا طفیل ہے۔ یہاں پر اسقدر دولت ہے کہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اسکا کیا کریں کوئی اخبار ایسا کمبخت ہوتا ہوگا کہ جسمیں اشتہار اس قسم کے نہوں کہ جس کو روپیہ درکار ہو۔ ہم سے لے۔ ہرگز کسی کو خبر نہو گی کسی قسم کا تقاضا نکیا جائیگا۔ کسی طور کی ضمانت کی ضرورت نہیں ہے۔ راستے ہی میں مہاراج کوچ بہار اور مسٹر رولنڈ وارڈ کی بنائی ہوئی ہندوستانی جنگلوں کی نقل ہے۔
ایک شکاری ہاتھی کا بہلی کے پیچھے پیچھے چلنا اور اچانک کئے شیروں کا آجانا۔ ایک کو زخمی کرنا دوسریکا ہاتھی کے مستک پر پنجے رکھ کے دانت مارنا۔ شیرنی کا جنگل میں کود کر دیکھنا۔ بالکل سچ مچ ہی معلوم ہوتا ہے مسٹر وارڈ کی جنگل کی نقل میں طرح طرح کے پرندے اور درندے موجود ہیں زخمی سوئر کا پناہ ڈھونڈنا چیتے کا ہرن کا پیچھا کرنا۔ دو مور سونکا پنکھ پھیلائے ہوئے

ناچنا۔ ہنس۔ بکری۔ بھیڑیونکا چرنا۔ ایک بھگلیلے کا سوکھے ہوئے درخت
کے تنے پر بیٹھنا اور دو مگر مچھونکا اسکے نیچے پانی سے منہ نکالنا عجیب
لطف کا معلوم ہوتا تھا۔ افسوس ہے کہ ان جانوروںنکے واسطے ایسی تھوڑی
سی جگہ دیگئی تھی کہ بہت ہی گھچا پچ ہو گئے ہیں ورنہ انکے بنانے میں تو کوئی
کسر چھوڑی نہیں۔ اگر علیحدہ علیحدہ ہوتے اور اسطرح کے جنگل بھی
علیحدہ علیحدہ بنے ہوتے تو نا ممکن تھا کہ آدمی اُنکو نقل بتا سکتے۔ بیچ کے
کمرہ میں وہ دروازہ لگ رہا تھا جو مہاراج جے پور نے عنایت کیا ہے
اس دروازہ کے اوپر نوبت خانہ رکھا ہوا ہے۔ یہ ایسے دروازہ کی
نقل ہے جیسے اکثر مندروںنکے دروازہ ہوتے ہیں۔ نقارچی۔ نفیریا جیپوری شاہی
پگڑی باندھے ہوئے اسطرح بیٹھے ہیں جیسے حقیقت ہی میں ہوں۔ دروازہ
کے برابر ہی سورج دیوتا کی تصویر ہے شاید اسنے یہ اظہار ہے کہ مہاراج جیپور
بنسی خاندان سے ہیں۔ اسکے برابر ہی تھیا دھرمو تھیاجی سنسکرت میں لکھا
ہوا ہے۔ اسکے اندر جاکر بیچمیں ۲۳ فٹ چوڑا راستہ ہے اور دونو نطرف
حصے بنے ہوئے ہیں۔ ایک ایک حصہ ایک ایک شہر یا ریاست کیواسطے
مخصوص ہے۔ اسمیں میزونپر شیشہ کے صندوقونمیں بند اس شہر یا
ریاست کی چیزیں رکھی ہیں میز کے چارونطرف پھرنیکے واسطے کافی
جگہ چھوڑدی گئی ہے۔

یہ تو نا ممکن ہے کہ ان سب چیزوں کے نام یا انکے حالات مفصل اس
رسالہ میں بیان کرسکوں اگرچہ ہر ایک چیز کا نام وقیمت اور جس جگہ وہ
بنائی جاتی ہے لکھا ہوا ہے۔ مگر ان سب کو بیان کرنا وقت چاہتا ہے
بڑی بڑی عمدہ چیزیں جو اس کمرہ میں دکھائی گئیں یہ تھیں۔ قالین۔
وکمبل۔ اور پردہ جو دیوارونپر لٹک رہے تھے طرح طرح کی کڑھی ہوئی
جالی دوشالے۔ مخمل پر کلابتونی کام زیور نقرہ وطلائی۔ پیتل۔ تانبے

کالنسی مٹی۔ شیشے وغیرہ کے برتن۔ میز۔ کرسی۔ پلنگ۔ حقے۔ زین۔ اور ہزار ہا چیزیں۔ جنکی شمار مشکل ہے۔

اگرچہ مجھے طول سے نفرت ہے مگر یہ بھی دل نہیں چاہتا کہ چند ایسی چیزونکا کہ جو میں نے پسند کیا ہو تھوڑا تھوڑا مختصر بیان نکردوں۔ جیپور کے دروازہ سے داخل ہوتے ہی داہنے ہاتھ کو شیشم کا دروازہ جسپر طرح طرح کے پھول کھدے ہوئے اور ہاتھی دانت کی میناکاری ہورہی تھی رکھا تھا۔ یہ سب ریاست کوٹہ سے آیا ہے۔ اسکے برابر ہی اجمیر کے کام کا لکڑیکا دروازہ ہے جسپر ایسا عمدہ رنگ و روغن ہوا ہے کہ بالکل پتھر ہی کا معلوم ہوتا ہے کسی شخص نے ذرا سا اسکو چھیل دیا ہے ورنہ دھوکہ کھانے میں تو کسر ہی نہیں۔ اسکے برابر ہی بیکانیر کا دروازہ ہے جسمیں بناوٹ کی تو کوئی تعریف قابل بیان نہیں لیکن سنہری پھول۔ سرخ و سیاہ رنگ قابل تعریف ہیں۔ ان سب دروازوں کے اندر چھوٹی چھوٹی چیزیں جو ان جگوں کی مشہور ہیں رکھی ہوئی ہیں۔ اِن میں کوئی چیز ایسی نہیں جو عموماً ہندوستانیوں نے نہ دیکھی ہو۔

اسکے بائیں طرف کمرے میں ریاستہائے راجپوتانہ کی چیزیں ہیں۔ جنمیں پہلے بھرتپور ہے اسمیں ایک لال پتھر کی جالی ایسی عمدہ کٹی ہوئی ہے کہ انگریز اُسکو دیکھکر نہایت ہی تعجب کرتے ہیں۔ کرولی اور دھولپور کا بھی پتھر کا کام اچھا ہے۔ جودھپور کا لکڑیکا کام بالکل دہلی کے کام سے مطابق ہے۔ اسکے برابر ہی ریاست الور کا سیاہ و سفید پتھر کا کام شاید سب سے بہتر ہے گوالیار کا پتھر کا کام بھی نہایت عمدہ ہے۔ اسکے برابر ہی بمبئی اور بڑودہ کی نمایشی چیزونکا کمرہ ہے۔ مہاراج بڑودہ کی قیمتی چیزیں رکھی ہیں۔ جنھیں دیکھتے ہی اس ریاست کا سب سے زیادہ امیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بمبئی کے چاندیکے برتن اور انپر نہایت عمدہ کام بھی دیکھنے

کے لائق ہے۔ اسکے برابر ہی بنگال کی چیزوں کی نمائش ہے جو اپنی خوبصورت اور رنگوں کی شوخی سے اپنی ترقی کی شہادت دیتی ہیں۔ اسی کمرے میں داہنے ہاتھ کی طرف کے مکان ہندوؤں کی عمارت میں سے ہیں۔ یہ سب کہنا گڈھ کے کرشن جیکے مندر کے حصہ ہیں۔ بائیں ہاتھ کیطرف شہر غور کی طرز ہے جو ۱۱۹۸ء سے ۱۵۷۵ء تک بنگال میں دارالخلافہ رہا۔ انکی صورت بالکل مسجد کیسی ہے۔ فرش سلطان غیاث الدین کے مقبرہ کا ہے جو پنڈواہ میں ہے۔ سامنے کے رخ تمام وہ مینا کاری ہے جو شاہی خاندان غور کے محلوں میں تھی۔ یوں تو ہزاروں ہی چیزیں بنگال کی دیکھنے کے لائق ہیں۔ لیکن ڈھاکہ کی ململ کی تعریف تمام انگریزوں کی زبان پر حد سے زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ انکے بننے کا ہنر اب معدوم ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے گز بھر عرض کا پندرہ گز کا تھان نو سو گرین وزن میں ہوتا تھا اب ۱۶۰۰ گرین سے کم کا نہیں ہوتا۔ پہلے تھان چار سو پانسو روپیہ کو بکتا تھا اب سو سوا سو ہی کو بکتا ہے۔ مگر انکے دیکھنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ابھی کاریگر موجود ہیں اس ململ کے نام شبنم اور آب رواں ترجمے Dew of the evening اور Running water یہاں کے آدمیوں کو بہت تعجب دلاتے ہیں میں نے کئی کو یہ کہتے سُنا کہ ہندوستانیوں کی زندگی ہی شاعرانہ ہے کپڑے تک کے ناموں میں استعاروں کا خرچ ہے۔

بنگال کی چیزوں میں کنگھی۔ اور با جونکو لوگ بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ اسکی برابر ہی نیپال کی چیزیں ہیں جسکی چھت لکڑی کی ہے اور اسپر نہایت ہی عمدہ کھدائی ہو رہی ہے نیپال کی چیزوں میں دیوتاؤں کی مورتیں۔ مندر۔ فرش وغیرہ لوگوں کو بہت پسند ہے۔ خصوصاً چھوٹے چھوٹے گھنٹے جو عموماً ٹھاکروں کے سامنے بجائے جاتے ہیں۔ انکی بابت تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر گرجاؤں میں بھی یہی گھنٹے بجا کریں تو سر درد ہی سے چھوٹیں۔ اسکے برابر ہی اضلاع شمالی مغربی اور اودھ کی نمائش کا کمرہ ہے اسکے مختلف شہروں کے خانے طرح طرح

کے ہیں۔ شمال کیطرف پتھر کے جو متھرا اور آگرہ میں طیار کرائی گئی تھی دونوں
کونوں پر سفید پتھر نہایت خوبصورتی سے جڑے ہیں۔ سامنے کی چھت تاج اور
فتحپور سیکری کی نقل ہے جانب شرق ایک لکڑیکا دروازہ جسمیں تارونکا جال
ہے نہایت ہی خوبصورت ہے اس کمرے میں سنگ مرمر کے ستون بھی قابل
دید ہیں۔ زیور۔ مندر۔ مسجد کے نمونے بہت عمدہ ہیں لکھنو کا ٹوپیوں پر کام اور
اشعار وغیرہ لکھے ہوئے دیکھکر لوگ تعجب کرتے ہیں۔ لکھنو کے مٹی کے کھلونوں
کے سب مداح ہیں۔ چاندی پیتل۔ وغیرہ کے برتن بھی اچھے ہیں۔ اس کمرےکے کونے
میں ایک کبوترونکا دڑبہ ہے جو مہاراج بڑودہ نے بھیجا تھا۔ یہاں کے آدمی اسے
بہت غور سے دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں کہ ہندوستانی جب جنگلی کبوتر اور جانور
مارنا گناہ سمجھتے ہیں تو کھاتے کیا ہوں گے۔ اسکے برابر کے کمرے میں دونوں طرف
پنجاب کا اسباب سجا ہوا ہے۔ اسکی چھتیں شیشم اور دیودار کی ہے انپہ بہت خوبصورت
بیل بوٹے کھدے ہوے ہیں۔ پنجاب کی چیزیں نہایت ہی خوبصورت سمجھی
جاتی ہیں۔ دیواروں پر کھڑکیئیں ایسی خوبصورت ہیں کہ دیکھنے کے لایق پنجرےکے
کام کو لوگ بہت ہی اچھا خیال کرتے ہیں چاندی سونے کے زیور اور برتن
مٹی کے بھانڈے اور ہتیار کچھ تو حقیقت ہی میں عمدہ ہیں اور کچھ سجے بھی
نہایت خوبصورتی سے ہیں۔ یہاں کی چھپی ہوئی چھینٹیں اور بنے ہوے
کپڑے انگریزی چھینٹوں اور کپڑوں سے برے نہیں۔ لکڑیکے دروازہ اور
کھڑکیئیں جو۔ بہار۔ چنیوٹ۔ او حصار سے آئیں ہیں۔ سب لکڑیکے کام پر
فوق لیگئے۔ تلواروں کے قبضے۔ دولھاکے جامے سلمے ستارےکے جوتے
اور کسبیوں کی پشواز۔ لیڈیز بہت پسند کرتی ہیں اسکے برابر ہی کشمیر کی چیزیں
سجی ہوئی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ایک مسجد کی لکڑی کے کام میں سے نکالی گئی
تھیں یہ مسجد سڑک کشمیر اور مری پر واقع تھی جب لوگ یہ سنتے ہیں کہ یہ ان
بڑھیوں کی بنائی ہوئی ہے جنکو ساڑھے تین آنے روز سے چھ آنے روز

تک ۔ یا جاتا تھا اور انکے پاس فقط چھینی اور ہتھوڑی ہی اوزار تھے تو حد سے زیادہ
تعجب کرتے ہیں اس اجرت اور اس صناعی کو دیکھکر انگلی دانتوں میں داب
لیتے ہیں ۔ رکابیوں پیالوں حقّوں وغیرہ پہ کشمیری بیل بوٹے کا کام
دیکھکر عش عش کر جاتے ہیں شالونکی بناوٹ اور ترنجونکی سجاوٹ دیکھکر یہی
کہتے ہیں کہ صناعی ہندوستان پر ختم ہے ۔ اور کوئی قوم کیسی ہی ترقی کرلے اسکا
مقابلہ محال ہے ۔

اضلاع متوسط ہند کا لکڑیکا کام اپنی طرز پر سب سے بہتر ہے ۔ گاچ اور گوٹ
کے نمونہ دکھائے ہیں ۔ کچھ زیور کے نمونہ ہیں جو شاید انہیں اضلاع میں پہنتے
ہوں ۔ اسکے برابر ہی آسام کی چیزیں ہیں ۔ اسکا ڈھنگ سب سے ہی نرالا ہے
اسمیں سوا بانس اور سینگوں کی چیزوں کے اور کچھ نہیں ہے ۔ سیتل پاٹیاں ایسی
باریک بناوٹ کی ہیں کہ ابتک نگاہ سے نہیں گزری تھیں ایک انچ میں
پوری ۲۳ سینکیں ہیں نے گنیں ۔ اسکے برابر ہی برہما کی چیزوں کا ذخیرہ تھا ۔
اسکی پیڑی بھی لکڑی کی تھی برہما کی پھول پھلواری اسپر کھدر ہی تھی اور لال
کپڑا جسمپہ مورتیں بنی ہوئیں تھیں اسپہ منڈھا ہوا تھا ۔ چھوٹا سا آتش فشاں
منارہ اندر رکھا ہوا تھا کہتے ہیں کہ یہ آتش پرستوں کے معبد کی نقل ہے ۔
برہما کے چاندی سونے کے برتن ۔ لیس اور بیل بوٹے کا کام نہایت خوبصورت
ہے ۔ برہما کے زیور بھی عجیب طرح کے ہیں ۔ دس بارہ انچ کے قطر کی نتھ
لیڈیز دیکھکر تعجب کرتی تھیں کہ اسکو کہاں اور کیونکر پہنتے ہیں کوئی تو یہ کہکر
کہ گلے میں پہنتے ہوں گے ۔ کوئی یہ کہکر کہ پیٹی کی جگہ کام میں لاتی ہونگی اپنے
دلکو تسلی دیتی تھیں ۔ کپڑوں میں انگیا کو دیکھکر بہت ہنستی تھیں اسکے برابر ہی
مدراس کی نمایش تھی جسکا لکڑیکا کام برہما کا سا تھا جسکو کہتے ہیں کہ مدراس
سکول افٹس نے بنوا کر بھیجا ہے یہانکا کا بتوں کا کام نہایت خوبصورت ہے
زیور یہاں کی سبکو پسند ہیں بالیاں اور پتے جو کو چین سے آئے ہیں لیڈیز

کی توجہ کو بہت کھینچتے تھے ۔ پیتل اور تانبے کی سب وہ چیزیں ہیں جو ہمارے مندروں
میں ہوتی ہیں مہاراج وزیا نگرام نے وہ بڑی بڑی چھری بھیجی ہیں جنسے آدمی
بل دئے جاتے تھے مدراس کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے ۔ لائمنز کے مال کا مقابلہ
کرتے ہیں ۔ اسکے برابر ہی میسور کی چیزیں ہیں اسکی لکڑی کی چھت پر بھی
پھول پتے کا کام ہے چاندی کے کڑے چوڑیاں او چھلوں کو دیکھکر لوگ کہتے
ہیں کہ اتنا بوجھ نازک لیڈیاں کیونکہ سہارتی ہونگی ۔ دیوتاؤں کی چاندی ۔
سونے اور پتھروں کی مورتیں اس جگہ موجود ہیں بنے ہوئے اونی کپڑوں کے
نمونہ بھی ہیں ۔ ۱۰ ۔ ستمبر ۱۷۸۰ء کی تصویر جب حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے
لفٹنٹ کرنیل بیلی کو پیلپلور پر شکست دی تھی اس جگہ موجود ہے یہ اُس
تصویر کی نقل ہے جو ٹیپو سلطان کے محل میں ہے ۔ ہر ایک انگریزی سپاہی
کی شکل تصویر میں جارج چہارم کیسی ہے ۔ اور آپسمیں ایک دوسرے کو اور دشمنوں
کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے ہیں ۔ اسکے سامنے ہی حیدر آباد کی نمایش
کی جگہ ہے ۔ اسکا طرز ہی سب سے جدا ہے بدری کے برتن قابل دید ہیں ۔
وارنگل کے قالین کشمیر کا مقابلہ کرتے ہیں لکڑی کے کام میں پیتل کی مینا
کاری عجیب لطف دکھاتی ہے تازیہ کا نمونہ بھی اس جگہ موجود ہے ۔ مگر افسوس
ہے کہ ماتم کرکے دیکھنے والا کوئی نہیں ۔ حیدر آباد سے وہ وہ چیزیں آئی ہیں جو
حقیقت میں نمایش کے لایق ہیں ۔ لوہے پر چاندیکا کام اسقدر عمدہ ہے کہ دیکھنے
کے لایق ۔ ایک صندوق طرح طرح کی شرابونکا بھی ہے ۔ حیدر آباد کا کلابتونی
کام چمک اور دمک میں سب پر فوقیت لے گیا ہے ۔ برتنونمیں پیکدان کی
قیمت سب کی توجہ کو کھینچتی ہے صندوقچیوں اور قلمدانوں پر بھی کام نہایت
عمدہ ہے ۔ یہاں سے بیچ کی چیزونکی نمایش کا راستہ ہے راستہ میں ریفرشمنٹ
روم ۔ اور سپیرز اور پونڈ کا تمام کھانیکا کمرہ ہے ۔ اسکے برابر ہی کلال خانہ ہے ۔
جسمیں وکٹوریہ ۔ نیو ساؤتھ ویلز ۔ ساؤتھ اسٹریلیا ۔ کیوترلینڈ اور راس گڈ ھوپ کی شرابیں

بکتی ہیں۔ اسکے برابر ہی وہ کمرہ ہے جسکو امپیریل کورٹ کہتے ہیں اسمیں تمام ہندوستانکی پیداوار یونکے نمونے ہیں۔ ہندوستانکا بیوپار دنیا میں پانچویں درجہ پر گنا جاتا ہے اسکا تخمینہ ایک ارب چھیاسی کروڑ پونڈ کا ہے۔ اسمیں مفصلہ ذیل چیزوں کے نمونے ہیں۔

(۱) کھانے کی چیزیں۔ ۲۔ پینے کی چیزیں۔ ۳۔ نشئی چیزیں۔ ۴۔ تیل۔ ۵۔ ادویات (۶) گوند (۷) رنگ (۸) رسیں (۹) چمڑیں (۱۰) بیدیں اور بانس (۱۱) دھاتیں (۱۲) لکڑیں۔ تمباکو۔ چاء۔ اور ریشم کے نمونجات اس جگہ رکھے ہیں انڈین وسیج کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک چھپر پر سبکی نگاہ پڑتی ہے اسکے اردگرد قدآدم ہندوستانی بنگالی۔ انڈمن۔ نکوبار۔ اور برہمی وغیرہ مورتیں کھڑی ہیں دو بچاری غریب عورتیں اسی جگہ بیٹھی ہوئی چکی پیس رہی ہیں۔ اسکے دونو طرف ہندوستانیونکی دکانونکی نقل ہے۔ بنیئے کی دکان پر سب چیز موجود ہے ایک طرف کو سڑی ہوئی کلی بھی رکھی ہے۔ لالہ جی اُڑد کی دال تول رہے ہیں خریدار سامنے کھڑا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے کہتا ہے کہ ڈنڈی نمار و۔ کنجڑے کی دکان بالکل ایسی ہی بنادی ہے جیسے صبح کیوقت عموماً بنیل کے کٹرہ کے آگے ہوتی ہیں۔ بھگت جی لال پگڑی لپیٹے اور دھوتی باندھے ننگے بدن بیٹھے ہیں خریدار سامنے کھڑا بھاؤ چکارہا ہے۔ عطار کی دکان میں تو غضب ہی کیا ہے خدا معلوم باوا آدم کے وقت کی ادویات کی الماری کہاں سے ملگئی ہے دو تین خانے تھوڑے تھوڑے کھلے ہوے۔ سڑی ہوئی بوتلیں برابر میں ہانڈیوں کی باڑیں چنی ہوئی۔ باہر ٹیسو کے پھول اور کھڑیا تھیلوںمیں بھری ہوئی رکھی ہے۔ خریدار بیچارہ بیمار۔ اپنا منہ دکھارہا ہے حکیم جی ایک ہاتھ دوا کے خانہ میں دوسرا نبض پر ٹیکے ہوے اُسکے مُنہ کو دیکھ رہے ہیں اور دکانیں بھی بعینہ ایسی بنادی ہیں کہ جیسے سچ مچ ہی ہوں۔ ہندوستانی گانو کی نقل جو لکھنو کے کاریگروں نے بنائی ہے قابل دید ہے۔ زمیندار چوپال

میں بیٹھا ہے پٹواری اپنی بہی دکھار ہا ہے۔ ایک بیچارہ غریب جس نے شاید مالکانہ نہیں دیا ہے خوب بازار کے بھاؤ پیٹ رہا ہے۔ برابر ہی کوا چل رہا ہے برہمن دیوتا مہادیو جی کو اشنان کرا رہے ہیں دوسری طرف کولو چل رہا ہے بیلوں کی آنکھیں بند جوتے کھڑے ہیں۔ ایک طرف بیل کے چاروں پیر باندھ کر ڈال رکھا ہے اور نعل بندی ہو رہی ہے۔ پاس ہی میدان میں ایک بڑھیا سوت چرا رہی ہے۔ پاس ہی ایک جوہڑ بھرا ہوا ہے اسکے کنارہ پر گدھا مرا پڑا ہے اور گدھ اسکو کھا رہے ہیں۔ پاس ہی کیاریں بنی ہوئی ہیں اسمیں پانی دیا جا رہا ہے۔ بانس اور لکڑیکا کام شاید ہی کوئی ہندوستان میں ہوتا ہے جو اس کمرے میں موجود نہیں۔

اندر کی طرف سینگوں کے سب کاموں کی نمونہ موجود ہیں بسرخ۔ صندل کی میز بھی قابل دید ہے۔ یہاں سے ہم اس کمرے میں آئے جس جگہ پنج کی چیزوں کی نمایش ہے۔ یہ کچھ بہت ہی بے قاعدہ سی پڑی ہیں۔ افسوس ہے کہ کوئی چیز مجھے قابل بیان نہیں معلوم ہوئی۔ سیالکھڑیکا روضہ وغیرہ عوام چیزیں ہیں پنجرہ کا کام اور اور جگہ بہتر تھا۔

دہقان بیل کی ایک ہاتھ سے دُم مروڑ رہا ہے اور دوسرے سے سانٹا مار کر چلا رہا ہے۔ لوگ اسکو دیکھکر بہت ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہنکانیکا بہت اچھا دستور ہے۔ یہاں پر زراعت کی لکڑی کے آلات کو دیکھکر لوگ بہت تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندوستانی ایسے ہل وغیرہ کیوں نہیں کام میں لاتے۔ جیسے انگلستان میں ہوتے ہیں تاکہ جلد اور سہولیت سے کام ہو۔ دیوار وغیرہ پر شیشے کے صندوقوں میں ہندوستان کے بھس بھرے ہوئے پرند رکھے ہیں۔ داہنی طرف ایک چالیس فیٹ کا ہندوستان کا نقشہ لٹک رہا ہے پیچھے کالی دیوی کی مندر کی نقل بہت اچھی ہے بل دینے کی تیاری ہو رہی ہے۔

اب ہم سیلون یا لنکا کی نمایش میں آئے اسکا دروازہ لکڑیکا بنا ہوا ہے۔ اور

بالکل بودھ کے دانت کی اس مندر کی نقل ہے [illegible] میں ہے سیلونکا
چار خانہ بھی عجیب طرز کا ہے۔ دیوار او چھتونپر سجاو [illegible] ب کی ہے جو بودھ
مذہب میں مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اور سب ہاتھی۔ شیہ [illegible] بطخونکی تصویروں
سے سجا ہوا ہے جو اس جزیرے کے ویرانوں میں سے پا [illegible] ب۔ جانب غرب
دیوار پر بودھ کی تصویر قابل دید ہے اودھر ہی ایک [illegible] نہایت عمدہ
لنکا کے کام کا لگ رہا ہے۔ مسٹر وارڈ کے ہیکل ایسے بیٹھے ہیں کہ جیسے جاندار
ہی ہوں۔ ایک ہاتھی کا مستک معہ سونڈ لکڑی پر جما ہوا اسبات کی گواہی
دے رہا ہے کہ لنکا کے ہاتھی بڑے مشہور اور قوی ہیں۔ طرح طرح کے ہاتھی
کی ہڈیاں بھی یہاں نیر دکھائی گئیں ہیں۔ تیل پانی کی تصویریں اس خوبصورت
جزیرے کی ویرانوں اور خوبصورت جگوں کی دیوارں پر لٹک رہی ہیں طرح
طرح کے بیش بہا جواہرات سونے چاندی ہاتھی دانت کا کام اس جگہ سب
سے بڑھا ہوا ہے۔ کانڈی کی ستی کی چیزیں اور نگومبو کی لیس بھی اچھی ہے
چاو۔ قہوہ۔ قند۔ سوکھی مچھلی اور طرح طرح کے مصالح یہاں کے پیداوار میں ہیں
اب ادھر سے ہوتے ہوئے جادھر **ویسٹ انڈین** انگریزی رجمنٹ
کے سپاہی باجا بجاتے ہیں تھوڑے سے میدانمیں آئے۔ تو عجب
شش و پنج میں ہوئے کہ کدھر کو پہلے جائیں۔ داہنے ہاتھ کو آگرہ کے سنگ مرمر
کی لاٹھ اسکے آگے **انڈین پیلس** بائیں کو سیلونکا چار خانہ سامنے
قدیم لندن آخر پہلے آگرے کی لاٹھ ہی کو دیکھنے کو چلے۔ یہ گورنمنٹ
اضلاع شمالی و مغربی نے سوتھ کنزنگٹن میوزیم کو عنایت کی تھی۔ یہ لاٹھ کیا
ایک ستون ہے لیکن اسپر کام بالکل ایسا ہی ہو رہا ہے جیسا کہ تاج میں
۔ کہتے ہیں کہ یہ آگرہ کے قلعہ کے دیوان خاص کے واسطے تیار کی گئی تھی۔
مگر چونکہ اس زمانے میں مہاراج بھرتپور آگرہ پر قابض ہو گئے۔ جب سے
یہ زمیں میں دفنائی ہوئی تھی۔ اب جب آگرے کے قلعہ میں کھدائی ہوئی تب نکلی

یہاں سے ہم انڈین پیلیس میں آئے۔ تو ایک دفعہ ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آگیا۔ اور تعجب ہو گیا کہ لندن میں ہیں یا ہندوستان میں۔ مکان ہے کہ کسی نواب کی نشستگاہ۔ وہی طرز۔ وہی قطع۔ وہی ہندوستانی پردہ وہی چدر چھت۔ وہی فرش۔ وہی گاؤ تکیئے۔ وہی بھدے طور سے میز کرسی لگی ہوئی۔ مگر نہ تو بیگمات اور نہ خواجہ سرا۔ نہ کوئی فرش پر بیٹھنے والا اور نہ تکیہ لگانیوالا۔ یہاں تو جدھر دیکھو ہی گورے چٹے لال لال مُنہ کے پھر رہے ہیں آگے بڑھے تو چاندنی چوک کی کیفیت آگے ہندوستانی ہی طرز کا بازار ویسی ہی دکانیں۔ مگر بیچنیوالیئں حور مہ لقا اور خریدار فقط پریزاد ہی تھے۔ اور بھی آگے بڑھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ میاں نظیر حسین بیٹھے ہوئے تصویریں بنا رہے ہیں۔

(میں) میں رخصت۔ آپ کہاں۔ (ن) اوہو ہو ارے۔ خدا نے ایک کی صورت تو دکھائی۔ کیا کہیں بھائی۔ ہمارا تو قول یہ تھا ؎ ذوق ہم جائیں کہاں دلی کی گلیاں چھوڑکر مگر تقدیر کی گردش لے آئی۔ (۲) کیوں۔ کیوں۔ لندن تو ایسی جگہ ہے کہ جہاں آدمی چاہے تو فقط سیر ہی میں برسوں گزار دے تم شاکی کیوں ہو۔

(ن) بھائی جان یہ بات ہوتی تو رونا ہی کیا تھا۔ آئے ہی اس اُمید پر تھے مگر یہاں تو جانا آنا تو بس کیا کسی سے بات بھی نہیں کرلی ملتی دیکھو ابھی صاحب آتے ہوں گے (نگاہ نیچے کو) اگر بات کرتے ہوئے دیکھ لیں تو جان کو آجائیں۔ مغل جان بھی اِدھر بیٹھی ہیں۔ (میں) ارے حقیقت میں ہی۔ سارا چاندنی چوک اس جگہ موجود ہے۔ مغل جان کے پاس گیا۔ بڑی نیچی نگاہ کرے بیٹھی ہو۔ (م) اوہو ہو۔ یہاں تم کب آئے مگر نگاہ نیچی ہے۔ (میں) اِدھر تو دیکھو (م) بھائی کوڑا ہے جمال شاہی چوکے کا تو مارو گا ابھی گردن اُٹھائی اور صاحب نے دیکھ لیا تو جان ہی کو آجائیں گے۔ دیکھیے خدا کب دہلی پہنچاتا ہے۔ (میں) ہیں ابھی تو آئی ہو۔ ابھی سے جانا۔ (مغل)

جناب عالی نہ کسی سے بولنا نہ چالنا۔ نہ کہیں جانے نہ آنے کے ایک مصیبت میں مبتلا ہیں۔ بلاقصور قید ہیں۔ اسے دیکھو وہ صاحب آرہے ہیں۔ اب نہ لینا آگے بڑھے تو ایک میاں انگریز کپڑے رنگ رہے تھے نیچی نگاہ کیے ہوے۔ بابوجی بندگی صاحب (برابر کا کاریگر) ارے میاں صاحب کھڑے ہیں چپ۔ آگے ایک سُنار ارام کچھ گھڑ رہے ہیں دیکھ کے (نیچی نگاہ کرکے) رام رام۔ آگے قالین بنے جارہے تھے۔ آگے حلوائی کی دکان مگر بھیڑ حد سے زیادہ جلیبی اور پیٹھے کی مٹھائی تھالوں میں چُنی ہوئی۔ ہم بھی جگہ کرکے اندر پہنچے۔ (حلوائی) بابوجی رام رام تم نے مجھے پہچانا (م) ہاں اتنا پہچانا کہ تم ہندوستانی ہو (ح) اجی واہ آگرے میں کلو چاچا کے مکان پر میں تھا۔ (میں) ہاں پیٹھے ہاں۔ (ح) کچھ کھاؤ (م) بھاؤ بتاو۔ (ح) اندھیر نگری چوپٹ راج۔ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔ دو شلنگ کی ایک پونڈ جنس۔ سوہے پیٹھے کی مٹھائی۔ دال سیوی تو ہو چکیں۔ اور کچھ پکایا نہیں گاس کے آگ سے اچھا نہیں پکتا۔ (میں) اچھا بھئی جنس دو (ح) اجی کل آؤ تو وہ حلوا کھلواؤں کہ انگلنا کو بھول جاؤ۔ دلی میں فرخ آبادی کے ہاتھ کا پیٹھا تو کھایا ہی ہوگا۔ میرے ہاتھ کا یہاں لندن میں کھا کر دیکھو۔ (م) اچھا بھئی دیکھو آنا ہوگا تو ضرور آئیں گے۔ چونکہ اب ہندوستان کی نمایش کی تو سیر کرہی لی تھی وقت بھی تنگ ہوگیا تھا گھر چلدے۔ وہاں پر تھوڑی جلیبی سب کو دی۔ سب نے ہندوستانی مٹھائی کی بڑی تعریف کی پھر تو جس روز کچی روٹی یا زیادہ نمک کی کھچڑی نکھائی او سیروز آگرہ کی مٹھائی سے پیٹ بھر میں قدیم لندن کے بازار میں جو نمایش گاہ میں بنایا گیا ہے۔ میں نے کئی پھیرے کئے پنے کوئی چیز ایسی نہ دیکھی کہ جس سے قابل بیان خیال کیا ہو۔ بیشک

پنجا فرس۔ سلیٹ کے پتھر کے بدے مکان جو حقیقت میں ان مکانوں کی نقل میں جنمیں سے ابتک شہر میں موجود ہیں۔ نمایش کی چیز سمجھلو۔ گلی پتلی بالکل

ایسے ہی ہیں جیسے کہ اور غیر مہذب قوموں کے ہوتے ہیں یہ مکان تعداد میں ۳۴ تھے۔ ہر ایک میں یا تو کوئی دفتر یا کوئی دکان تھی یہاں کے رستوران میں ویٹرس کی پوشاک بھی عجب ہی قسم کی تھیں شاہدمس ہیگ کی پارٹی کے ساتھ۔ ہمنے اور ممالک مقبوضہ کی نمایش کی سیر کی جسکا مختصر حال ہدیہ ناظرین ہے۔

نیو سوتھ ویلز

یہ سلطنت۔ برطانیہ اور ائرلنڈ سے ملتا ہے۔ اِس میں آبادی دس لاکھ کے قریب ہے۔ اِسکا سب سے بڑا شہر سڈنی ہے جسمیں ۱۲۵ میل سڑکیں اور چالیس ہزار مکانات ہیں۔ سونا چاندی۔ کوئیلا۔ تانبہ۔ ٹین ہیرا۔ نیلم۔ پکھراج وغیرہ اسمیں پایا جاتا ہے۔ یہانپر تعلیم لازمی ہے ساتھ لاکھ پونڈ سالانہ تعلیم کا خرچ ہے۔ جب یہہ سب اسباب مہیا ہیں میری رائے میں تعجب کی جگہ نہیں ہے جو یہانکی نمایش کی چیزیں اچھی ہوں۔ اس کمرہ میں محرابوں پر پرند پھول وپھلوں کی تصویریں جو یہانپر پیدا ہوتے ہیں کھینچی ہوئی ہیں۔ اسکے علاوہ اور جسجگہ جگہ پائی ہے۔ اسملک کے نقاشوں نے اپنی گل کاری دکھائے بغیر نہیں چھوڑا ہائیں ہاتھ کو یہانکے خوبصورت خوبصورت پرندے جو اپنے پرونکی خوبصورتی کے باعث نہایت مشہور ہیں بکس بھرے ہوئے رکھے ہیں۔ اسکے برابر ہی نیو گنی کے اوزار اور آلات حرب سیکڑوں طرح کے ہیں۔ اسکے برابر ہی ایک بلیرڈ کھیلنے کی میز نہایت خوبصورت رکھی ہے۔ اس میں کئی طرح کی لکڑی جو یہاں پیدا ہوتے ہیں لگے ہوئے ہیں۔ جانب جنوب یہانکی مشہور اور خوبصورت جگہوں کے فوٹوگرافی کی تصویریں ہیں۔ اسی مجمع میں ایک بڑے فوٹو جسکے بیچمیں بریگیڈیر جنرل رچرڈس سے لی اور ادھر ادھر اُن افسران اور سپاہیوں کی تصویریں ہیں جنہونے مہم مصر میں اپنی خدمات گورنمنٹ انگلشیہ کو

پیش کیں تھیں اور سودان میں کارنمایاں دکھائے تھیں۔ اکثر انگریز اس تصویر کو بڑی غور سے دیکھتے ہیں اور چلتے وقت ٹوپی پر ہاتھ لگاتے ہیں جو انکی عزت کی نشانی ہے۔ انکے پاس ہی ڈاکٹر کوکس کی ان چیزونکا ذخیرہ ہے جو انھوں نے یہاں کے سمندر میں پائی تھیں دیوار کے برابر ہی سررشتہ تعلیم کی نمایش گاہ ہے۔ ایک بکس ان کتابونکا جو سڈنی گورنمنٹ پریس میں چھپی تھیں کھاہے حقیقت میں انکے چھاپے۔ جلد بندی اور نامونکی لکھائی اچھی انگریزی کتابوں سے بڑھی ہوئی ہیں اس کمرہ کے شمالی اور جنوبی کمرے میں ہے نیوسوتھ ویلز کا ذخیرہ ہے۔ یہانپر زیورات۔ زین۔ کپڑے۔ قند۔ مٹھائیں اچار مربے رکھے ہیں یہانکا دفتر جو بس کی لکڑیکا بنا ہوا اسی جگہ ہے۔ اسکے سامنے ہی جانوروں کی نمایش ہے۔ اسکے سامنے ہی۔ آہن تانبے۔ لوہے۔ ٹین۔ سونے۔ اور چاندی کے نمونہ ہیں۔ جانب شمال سڈنی بندرگاہ کی تصویر ہے جو دنیا میں ایک نہایت خوبصورت بندرگاہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کمرے کے غربی حصے میں ایک باغیچہ ہے جسمیں اس جگہ کے پودے ہیں۔

ویسٹ اسٹریلیا

یہاں سے ہم غربی اسٹریلیا کی نمایش میں آئے۔ اگرچہ یہ اسٹریلیامیں سب سے بڑی بستی ہے مگر اسکی آبادی صرف ۳۰۰۰ ہی ہے۔ اسکی نمایش میں اس جگہ کی لکڑیوں کی میزو کرسی۔ ہیرنا سے اور راور ہتیا راور چمڑے ہیں۔ اس کمرے کے بیچمیں ایک فوارہ لگا ہوا ہے جسمیں ایک بہت بڑی سیپی جو یہاں کے سمندر میں ملی تھی لگرہی ہے۔ لکڑی۔ کپاس۔ گوند۔ اور آہن یہانکی پیداواریوں میں دکھایا گیا ہے۔ ایک قسم کا درخت جو کری کہلاتا ہے۔ اور تین سو سے چار سو فیٹ تک اونچا اور دائرہ میں ساٹھ فیٹ تک موٹا ہوتا ہے۔ اس جگہ پیدا ہوتا ہے۔ اسکی پوری مٹائی کا

نمونہ بھی موجود ہے یہاں سے کوئینزلینڈ ...... کی نمایش میں آئے - اگرچہ اس چھوٹی سی بستی کو ۲۶ برس ہوے جب سے سلطنت برطانیہ کی زیر حکومت ہوتے کا فخر ہے - مگر اس چھوٹی سی عمر میں خاصی چیزیں نمایش کے واسطے بھیجی ہیں - اونکی تجارت اسمیں پانچ کروڑ پونڈ سال کے ہوگئی ہے - ۰۰۰۰۰ ۴۲۵ مویشی ۰۰۰۰۰ ۳۹ بھیڑیں ۲۵۳۱۱۶ گھوڑے اسکی جائداد ہے -

۴۰۷ میل ریل اور ۶۳۳۶ ۱۱ میل تار برقی اسکو ناز ہے - ان - اسباب خانگی - لوہے کی چیزوں - چھری کانٹے - چمڑے - صابون - چربی - موم گوند رنگ - ریشم - اسفنج - سیب تمباکو - قہوہ - مصالح - قند - مچھلی - شورہ شرابیں وغیرہ کے نمونے اس نمایش گاہ میں موجود ہیں - یہاں سے سوتھ اسٹریلیا کی نمایش گاہ میں آے اس بستی کو اب جنوبی اسٹریلیا کہنا درست نہیں ہے - کیونکہ سنہ ۱۸۶۳ع جب جان میکڈونلڈ سٹورٹ اس جزیرے میں گئے تو انھوں نے شمالی حصے کو بھی ملحق کرلیا - اور اب اسکے شمالی میں بحر ہند اور جنوب میں بحر جنوبی ہوگیا ہے کل جزیرہ کے بیچمیں شمال سے جنوبی اسٹریلیا و ہانوؤں میں تو ایسا مشہور نہیں ہے جیسا زراعت میں مگر گنپدا - برابرا - اور ولارو پھر بھی تمام دنیا میں مشہور ہیں - مشہور چیز یہاںکی اون ہے - تھوڑا ہی عرصہ ہوا جب یہاں انگور بوئے گئے تھے اب کتنے ہی قسم کے مشہور انگور اس جگہ موجود ہیں - اس کمرے میں کتنی ہی تصویریں اسٹریلیا والونکی لگ رہی ہیں - اور کئی صندوق دھاتوں کے اور ولارد کی کانکا تانبا بھی رکھا ہے - کتنے ہی خانونمیں یہاںکی ریل بھری ہوئی ہیں - سمور اور سار بھی اس جگہ کا عمدہ ہے - اس کمرے کے آخر میں بڑا عمدہ جنگل کا نمونہ دکھایا ہے - دیوار پر جنگل اور پہاڑ بالکل اصلی معلوم ہوتا ہے - ایک یہانکا باشندہ ایک چھوٹی

سی نما گنواری کشتی میں سوار مچھلی پکڑ رہا ہے۔ ایک کنارے پر کھڑا ہے۔ ایک پھوک مار مار کر آگ سلگا رہا ہے۔ کئی طرح کنگرو پہاڑ پر بیٹھے ہیں۔ ایک جانور کنگرو کے بچے کو پنجے میں لیکر اڑا جاتا ہے۔ ایک بگلا مچھلی پکڑ کر اپنے گھونسلے میں جانے ہی کو ہے۔ اسکے بچے یہ دیکھکر کہ وہ مچھلی لئے چلا آتا ہے گھونسلے سے مُنہ نکلے ہوئے ہیں۔ غرض کمرے میں ایک لکڑہارے کا گھر بالکل اصلی بنا دیا ہے۔ یہ جھونپڑا درخت کے شاخوں سے پٹا ہوا ہے اگر ایک دیا سلائی لگا دو تو خاک سیاہ ہو جائے۔ باہر ایک لکڑی کی تپائی پر پانی کا ٹین کا برتن رکھا ہے۔ ایک شیشہ بھی دروازہ پر لگ رہا ہے۔ رین کھونٹی پر ٹنگ رہا ہے غرض کہ بالکل اصلی جھونپڑا بنا دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ لکڑہارا اور نہ اسکی بیوی بچے کیکا بھی پتہ نہیں اس کمرے میں ۱۲۰ نمونے اُون کی دکھائے گئے ہیں۔ جنمیں ۱۲۱ فقط اس اُون کے ہیں جیسے بنا ہے۔ یہاں سے بائیں ہاتھ کو تارپیڈو ہیں جو یہاں کے باشندوں نے سال گذشتہ میں جب روسیوں سے لڑائی کی دہشت تھی اپنی حفاظت کے واسطے بنائی تھیں۔ جنوبی اسٹریلیا سے دو اونٹ بھی نمائش میں آئے ہیں کہتے ہیں کہ انکے یہاں بڑی قدر ہے ۲۰ میل کے حساب سے بغیر پانی پئے جھاڑیوں کے پتے کھاتے ہوئے نو نو دن تک برابر چلے جاتے ہیں انہی پر سب اسباب وغیرہ لدتا ہے۔ مسٹر تامس اپلڈرانٹ ہندوستان سے لائے تھے۔ انکو یہاں بھی اونٹنی خوب بیاہتی ہیں اور اُن ہی کے یہ دو نمونے ہیں۔ یہاں کے ان پہاڑوں کے فوٹو جو ایگری کلچرل سوسائٹی کی نمائش میں دکھائی گئے تھے۔ اسجگہ موجود ہے۔ ایک انگور کا خوشہ جو ۱۶½ پونڈ وزن میں تھا تعجب انگیز ہے۔ سیبے کے خانو نمیں ہرے پھل بھی رکھے ہیں ۱۰۵ طرح کی شراب یہاں بنتی ہے۔ حقیقت میں یہ لوگ خوب ترقی کر رہے ہیں۔ یہاں سے فجی کے کمرے میں آئے جس کا الحاق ۱۸۷۴ء میں ہوا تھا۔ یہ ایک

بحر الجزایر ہے اسمیں دو بڑے اور ۲۰۰ چھوٹے جزیرے شامل ہیں جنمیں سے صرف ۸۰ ہی آباد ہیں۔ اور باقی غیر آباد پڑے ہیں۔ اب اسکی آبادی میں ۳۰۰۰ یوروپین اور ۱۱۵۰۰۰ اصلی باشندے ہیں ۱۸۷۶ء میں اسکے بیوپار کا تخمینہ ۱۹۸۱۲۶۴ پونڈ کا تھا اور ۱۸۸۴ء میں ۸۰۰۰۰۷ ہوا اسکی نمائش کی چیزیں بہت ہیں۔ محصر۔ کنگھی۔ چٹائیاں۔ مچھلی پکڑنے کی ٹوکری کشتیاں پنکھے وغیرہ ہیں ایک صندوق میں بڑا ڈیل مچھلی کا دانت بھی رکھا ہے جسکو وہ ہالو دلونا ساتے ہیں۔ ۶۶ سل پانی کے نقشے جو یہاں کے خوبصورت خوبصورت جگہ سے کے ہیں مس گورڈن کمنگ نے اس نمائش کی نذر کئے ہیں اب ہم وکٹوریہ کی نمائش میں آئے۔ جسکا اسٹریلیا والوں کو فخر ہے۔ اگرچہ وکٹوریہ کی بستی سب سے چھوٹی ہے مگر آبادی میں سب سے زیادہ سال حال میں اسکی آبادی دس لاکھ کے قریب تھی جنمیں سے ۲۸۳۰۰۰ تو فقط میل بورن ہی میں ہیں۔ اون گندم اور شراب کے تجارت اگرچہ خوب ہوتی ہے ۱۸۵۱ میں سونے کی کان دریافت ہونے کے سبب اسکی آبادی اور شوکت خوب بڑھگئی۔ حقیقت میں اگرچہ وکٹوریہ کی نمائش نہایت عمدہ ہے مگر اس سے بڑھکے نہیں جو امید ہوسکتی۔ وکٹوریہ کے اون کے نمونوں میں صرف مرینہ کی اون ہی نہیں دکھائی گئی ہے بلکہ مرینہ بنایا ہے گاڑیاں۔ فٹن۔ بگیاں۔ وغیرہ نہایت خوبصورت ہیں۔ کاشتکاری کے آلات انگریزی طرز کے ہیں کہتے ہیں۔ کہ میل بورن کے عجائب خانہ میں ۲۰۰ قسم کی لکڑی یہاں کے جنگل کی موجود ہے۔ گورنمنٹ بوٹنیٹ نے تو ۱۶۶ ہی قسمیں اور انکی ۱۳۲ چیزیں بنی ہوئی دیکھائی ہیں۔ گوشت کا اچار۔ بسکٹ۔ جوتی۔ تومتن۔ کپڑے۔ فرش وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں۔ بلیرڈ کھیلنے کی میزیں۔۔ بھی بہت سی قسم کی لکڑیوں کی رکھے ہیں۔ اسکے باغیچے میں بھی بڑے خوشنما پھول اور پودے ہیں۔ یہ دیکھنے

دہنے ہاتھ کے کمرے میں آئے جس جگہ کہ ہر ایک سونے کی کان کے پتھر رکھے ہیں۔ انمیں سونا جسطرح قدرتی لگا ہوتا ہے موجود ہے جتنا سونا جس کان سے نکلا ہے وہ تنے بڑے گلٹ کئے ہوئے پتھر اسجگہ رکھے ہیں۔ انکو دیکھکر شان ایزدی معلوم ہوتی ہے کہ اتنی تھوڑی سی جگہ میں اتنی قیمت کا مال۔ مگر یہ خیال آتا ہے کہ لاکھوں روپیہ کا سونا ایک چھوٹے سے صندوق میں آسکتا ہے۔ یہ تو اس حساب سے انگلستان میں ہوتا ہوگا۔ اسکے برابر ہی لکڑیکی بنی ہوئی چیزیں رکھی ہیں جو اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ اس بستی میں صناع بھی بڑے بڑے ہیں۔ دوسرے کمرے کے آخر میں جنگل کی بہت خوبصورت نقل کی ہے۔ پہاڑی جسپر درخت جھکے پڑتے ہیں اور آبشار نہایت ہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ یہانپر بہت سے جنگلی جانور اور پرندے بھی تصویر کے موافق بیٹھے ہیں۔ اصلی باشندوں کے جھونپڑے جو گھاس۔ اور تنکوں کے ہیں نہایت بھدے ہیں۔ جھونپڑے کے اندر بچہ چبوترے پر پڑا بھوک کے مارے بلبلا رہا ہے۔ باوا جان جانور کی کھال اُکھاڑ کر گوشت نکالرہے ہیں۔ اماں لکڑیاں جمع کرکے آگ سلگا رہی ہے۔ اسمیں چنگاری ایسی خوبصورت رکھی ہے کہ بالکل آگ کا ہی شبہ ہوتا ہے۔ اس کمرے کی آرایش بھی عمدہ طریقہ سے ہوئی ہے۔ یہاں کے پھل پھولوں کی رنگت جو اسی جگہ کے باشندوں کی نقاشی ہے استادیکا کام ہے جنگل کے پاس ہے سررشتہ تعلیم کی نمائش بھی اسکے پاس ہی۔ سونے اور چاندی کی چیزیں صندوقچوں میں رکھی ہیں۔ ایک بڑا محراب دار دروازہ سونے کی گلٹ سے بنا ہوا بنایا ہے جسمیں کل سونے کی مقدار جو ۱۸۶۸ء تک یہاں کی کانوں سے نکلا دکھائی گئی ہے۔ اسکی قیمت کہتے ہیں کہ دو ارب دس کروڑ پونڈ کی ہوئی ہے۔ مگر بعض بعض اشخاص ساتھ کے ساتھ ہی یہ بھی کہدیتے ہیں کہ یہ قیمت تو ہماری

قومی قرض کی چوتھائی سے کچھ ہی زیادہ ہوئی۔ اتنا سونا ملنے سے
انگلنڈ کوئی امیر تھوڑا ہی ہوگیا۔ یہاں سے ہم افریقہ کی نمایش میں آئے
اسجگہ کیپ کولونی کی نمایش سب سے اچھی تھی۔ اگرچہ اسکو ملحق ہوے
۷۰ برس ہی ہوے۔ مگر اسکی آبادی ہیں ۳۴۰۰۰۰ یورپین اور ۹۰۰۰۰۰ دوغلو
موجود ہیں اِسکی پیداوار ٹین۔ بوچو کی پتی۔ قہوہ۔ تانبا۔ اسطرح باشتر مرغ
کے پر۔ سوکھے پھل۔ انگوراکے بال۔ کھالیں اور چمڑے۔ سیٹنگ۔ تماکو۔ شراب
اون اور ہیرے سمجھے جاتے ہیں۔ اسکی ترقی کی شہادت میں موجود ہے کہ
۱۸۶۸ء میں کل ۱۵۰ پونڈ کے ہیرے بکے تھے۔ اور ۱۸۸۴ء میں ۲۸۰۷۳۲۹ پونڈ
کی بکی۔ ۱۸۶۰ء میں کل ۲۲ میل تار اسمیں تھا اور اب ۴۲۱۹ میل موجود ہے
- اسکے علاوہ ۱۶۰۳ میل ریل بھی چلتی ہے۔ پانچ کالج ۱۰۰۴ مدرسہ اور ۴۷
شفاخانے بھی ہیں۔ اسکی نمایش کے کمرے کے دروازہ میں ایک بڑا ہاتھی
کا سر لگ رہا ہے۔ مگر لنکا کے ہاتھی سے چھوٹا ہے۔ اسکے بائیں ہاتھ کو تھوڑی
سی تیل یا نیکی تصویریں اسکی خوبصورت جگھوں کی صورت دکھارہی تھیں
جنوبی افریقہ کی فائن آرٹس ایسوسی ایشن نے جو تصویریں بھیجی ہیں انہیں
آفتاب کے طلوع اور غروب ہونے۔ اور اسطرح کی تصویریں بہت
خوبصورت ہیں۔ ایک کیپ کولونی کا بڑا نقشہ بھی لٹک رہا ہے۔ اسکے
برابر ہی نقلی ہیرونکا صندوق رکھا ہے۔ جسمیں سے ایک ہیرا کسی سادہ
لوح نے ۵۰۰ پونڈ کو خرید لیا۔ ہیرس رائٹ اور فورڈ نے بہت سے
ہیروں کی جڑی انگشتی دکھائی ہیں۔ ایک بڑے سیسے کے مکان میں ہیرونکا
صاف کرنا۔ جلا دینا۔ اور کاٹنا بھی دکھایا جاتا ہے۔ اسکے برابر ہی میدان میں
باجا بجتا ہے اور ایک جھونپڑے میں چار کافر اور ایک لکڑہارا اُسکے بیوی
بیٹے کام کیا کرتے ہیں۔ انکے اوزار اور پوشاک عجیب ہی تماشہ کی ہیں پھر
کمرے میں اسطرح کے پر صندوقچیں رکھے ہیں۔ یہاں سے ریاستہائے

غربی افریقہ اور گولڈ کوسٹ کی نمائش شروع ہے۔ یہاں پر یہاں کی بنی ہوئی
چیزیں ہیں۔ کھدائی کا کام اور اور کپڑے دیکھنے کے لائق ہیں۔ انہی میں
سونے کا زیور بھی دکھایا گیا ہے جو شاہ اشانٹی نے سرکار برطانیہ کو ۱۸۷۴ء میں بطور
خراج دیا تھا۔ اور شاہ گاقی کی سونے کی کلہاڑی جو قیصر ہند نے نمائش کو
عنایت کی ہے رکھی ہے۔ یہاں پر بیوں کے گھونسلے تیتریں۔ سانپ کشتیاں وغیرہ
دکھائی گئی ہیں۔ یہاں سے داہنے ہاتھ کو نیٹال کی نمائش ہے۔ اس جگہ
چار بڑی بڑی چوکھٹوں میں ۹۲ تصویریں ان جگہوں کی ہیں جو خوبصورت سمجھی جاتی
ہیں Mr G. Y. Fernegbough متوطن پیٹر مارٹز برگ نے جو یہاں کے
باشندوں کا حال لکھا ہے اسکی نقل بلفظ درج ذیل ہے۔

The natives of Natal are for
the most part the descendants of
refugees who fled from Zulu-land
to escape the Nero like tyranny of
the Kings Chalka & Dingen and are
truly a pastoral people delighting
in their herds of cattle - The Natal
natives is a creature to be envied
as a more contented & happy race
could not be found - He requires
little & is satisfied with it - as
a race, the real natives (I mean
those who have not been

christianised) are as virtuous &
chaste as could be desired, in .
his dealings strictly honorable,
acknowledge the white man as
his superior, treating him with
respect. They willingly submit
to the laws & regulations in force,
They are good natured and as a
rule forgiving to a fault and
cannot be said to harbour in
submission to their chief who
in turn acknowledge the Govenor
of the Colony as their supreme
chief, as regard religion, I have
failed to discover that they
worship any direct deity but
they speak of the uTixo - God -
They are superstitions & belief
in witchcraft but the law
forbidding the latter is caus-
ing it to die out - The natives
are our servants, performing
any & all domestic works - I

یہاں سے ہم ایکیوریم .... یا ابستان میں آئے۔ اس جگہ جگہ جگہ کی مچھلیاں جس سمندر یا جس دریا یا جس جگہ کی وہ ہیں وہیں کے پانیمیں زندہ کلول کر رہی ہیں جو چیز وہ کھاتی ہیں وہی مہیا ہے۔ مچھلیوں کے انڈے مصنوعی طور سے کڑ کنی ... اور اُنکے پرورش کرنے کے طریقے بھی دکھائے ہیں۔ نیوزیلنڈ کی مچھلیاں شاید سب سے عمدہ ہیں۔ اسکے برابر ہی نیوزیلنڈ کی نمائشگاہ تھی یہ بھی کل نمائش میں ایک بڑی دلچسپ جگہ ہے۔ یہاں کے آدمی بھی بہت ہشیار معلوم ہوتے ہیں اور کیونکہ نہوا انگریزوں کے سمت القدم ہیں یہانکی آب وہوا بھی اچھی ہے کیونکہ برطانیہ کا پتال نوک ہے۔ اگرچہ اس جزیرے کو اسٹریلیا میں گنتے ہیں مگر یہ تو زبردستی ہے۔ ہزار میل سے زیادہ سمندر اسکے اور اسٹریلیا کے بیچمیں ہے پھر اسکو اُسکا حصہ سمجھنا غلطی نہیں تو اور کیا ہے۔ اسمیں نمونے سونے اناج اور رچے ہوئے گوشت کے بہت ہیں۔ گوشت کے جمانے کی کل بھی باہر میدان میں ایک ریسٹوران کے پاس ہے اسکے کل کمرے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صناعی میں بھی یہ کچھ کم ترقی نہیں کر رہے۔ لکڑیکا کام قابل دید ہے۔ بسکٹ۔ گاڑیاں کتا بیں۔ جولی۔ کشمیرے یہاں کے بھی نہایت عمدہ ہوتے ہیں۔ مٹی اور پیتل کے برتن بھی قابل دید ہیں۔ دوسرے کمرے میں معدنیات کے اُنکی نمونے قابل تعریف ہیں ہر ایک طرح کے اناج۔ لکڑی اور سونے کے نمونے بھی نے رکھے ہیں۔ یہانکا اناج ہندوستان کے اناج سے بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہانکی مکئی ہمارے پھٹے کے برابر ہے۔ جانور بڑے خوبصورت ہیں۔ ایک باغیچہ بھی ہے۔ یہاں سے ہم سلطنت کینڈا کی نمایش میں آئے۔ غرلی کمرے میں آلات زراعت اور کلین موجود ہیں انکے دیکھتے ہی یقین ہوگیا کہ یہ لوگ بھی کاریگر ہیں۔ دوسرے کمرے میں نوا اسکوشیا اور برٹش کولمبیا کے سونے کے نمونے دکھائے گئے ہیں۔ ایک کمرے میں

کینڈا کے جانور مثلاً پولر بیر سیل مچھلی اور بارہ سنگے وغیرہ ہیں۔ پھر اس کمرے میں آئے جس جگہ کہ وہ چیزیں دکھائی گئیں ہیں کہ جنپر کینڈا والوں کو فخر ہے اٹیر پی اینو اور آرگن باجے۔ فرش کپڑا سینے کی کلیں اور کشمیرے حقیقت میں عمدہ تھے۔ اب ہمکو فقط ایک ہی جگہ اور دیکھنی باقی رہگئی ہے۔ جسمیں چھوٹی چھوٹی چیزونکی نمایش ہے سب سے پہلے برٹش گنی کی چیزیں ہیں جنمیں فقط قند۔ رم۔ لکڑی۔ گوند وغیرہ کے نمونے دکھائے تھے۔ ایک یہانکے اصلی باشندے کا جھونپڑا بھی تھا اسمیں اسکے اوزار اور ہتیار۔ برتن۔ فرش اور کپڑے بھی تھے اسکے برابر ہی ہونگ کونگ کی نمایش تھی اسمیں چینیوںکے مکانات مندر۔ اور ہونگ کونگ کی ڈاک مٹی کی بنی ہوئی سب سے زیادہ دلچسپ تھیں۔ چینیوں کی کشتیاں بھی خوبصورت تھیں۔ چاندی اور اور دھاتوں کے برتن بھی اچھے تھے ہونگ کونگ کی مٹی کی چیزیں۔ ٹوکری۔ چٹائیں اور ریشم کے بھی نمونے تھے اسکے برابر ہی چینیونکا ریسٹوران تھا جسمیں بجائے عورتوں کے چینی مرد نوکر تھے مگر سوا چاء کے کتے بلیونکا گوشت جو چینیوں کی پسند ہے نہیں بکتا تھا۔ یہاں سے ہم بورنیو کی نمایش میں گئے یہاں سوائے لکڑی۔ ہتیار اور اوزاروں کے کچھ بھی نہ تھا۔ یہاں سے سٹریٹ سٹلمنٹ کی نمایش میں آئے یہاں پر بھی سوائے انہی چیزوں کے کچھ نہ تھا فقط ایک ٹمپرل مکانکی نمایش میں ہے اور تصویروں میں عجب ہی طور کے مکان دکھا رکھے ہیں ایک مکان بڑے درخت کے ٹہنے میں کسی وحشی نے بنا رکھا تھا۔ جو بالکل گھوسلا معلوم ہوتا تھا۔ موریشس۔ سینٹ ہلینا۔ ایسنیشن اور فاکلنڈ کی نمایش بھی برائے نام ہی تھی۔ اسکے برابر ہی مونسریٹ کمپنی کا کمرہ تھا جسمیں وہ سبکو اپنی بغیر نشے کی شراب چکھاتے تھے۔ اسکے برابر ہی ہندوستانکی پبلک ورکس کی نمایش تھی جسمیں بڑے بڑے کاموں اور خوبصورت جگہوں کی تصویریں اور مٹی۔ پتھر وغیرہ جنسے دو بنی ہیں

رکھیں تھیں یہانسے ہم جزائر غرب لہند کی نمایش میں آئے یہاں طرح طرح کی
لکڑیاں تھیں صحرا ہونگی گولائی دیوارونکی خوبصورتی بیل اور پھولوں کی تازگی دیکھنے
کے لایق تھی۔ ہندوراس کی نمایش میں مہاگنی کی لکڑی تمام دنیا میں مشہور
ہے۔ اسکی مختلف چیزیں بنی ہوئی دکھائی گئی ہیں۔
جزائر لورڈ کی نمایش میں ہرایک جزیرہ کا نام دیوار پر لکھا ہوا تھا۔ کھانڈ بنانے
کی کلوں کی تصویریں بھی لٹک رہی تھیں سگتے۔ لکڑی اور قند کے نمونے رکھے
تھے۔ کئی صندوق یہانکے زیورات اور سکوں کے بھی دھرے تھے اُسکے داہنے
ہاتھ کو ٹاریپڈوز کی نمایش ہے۔ یہاں کے گنّے اور شکر بڑی مشہور ہے یہی چیزیں
نمایش میں موجود ہیں۔ اچار اور مربے بھی طرح طرح کے رکھے ہیں پیچھیں ایک رانڈی
مکانکا نمونہ ہے۔ کوئلہ یہاں کے اوسی طرح کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ صرف اس جگہ
ہوتے ہیں جہاں کوہ آتش خیز ہیں۔ مصنوعی پھول پنکھے۔ ٹوکرے جو ایک قسم
کے مصالح سے جو Spanish needle کہلاتا ہے بنائے ہوئے موجود
ہیں۔ نہایت خوبصورت چندن جیسے ہار اور زیورات سب سیپ کے بنے ہوئے
نہایت خوبصورت ہیں۔ اسکے برابر ہی جزیرہ جمیکا کی نمایش ہے اسکے نمونے
میں شکر کوکو۔ رم۔ شرابیں۔ بیشمار طرح کی لکڑیان۔ اچار اور کافی وغیرہ ہیں
کہتے ہیں کہ یہانکا قہوہ تمام دنیا سے بہتر ہوتا ہے۔ یہاں سے نیچے کے کمرے میں
آئے جو جزائر غرب الہند کا تاریخی کرہ ہے۔ دیوارونپر بہت سے شہروں کی
تصویریں کھچی ہوئی ہیں ان ہی میں اُن شاہان انگلنڈ کی تصویریں ہیں
جو جزائر غرب الہند میں بہت مشہور ہوئی ہیں۔ اور ایک کولمبس کی قدآدم
مورت موجود ہے۔ مسس ملیک گورنر بھاما کے بیوی کی بنائی ہوئی تیل بائی کی
تصویریں حقیقت میں قابل تعریف ہیں۔ اسکے برابر ہی بھاما کا کمرہ تھا یہ
بھی خاصا سجا ہوا تھا۔ اسکی پیداوار میں۔ مونگے اسفنج سیپ کے زیور۔ دکھا
رکھے تھے بھاما ہی قسم ایک جزیرے میں کولمبس سب سے پہلے اُترا تھا۔ اسکے برابر ہی

ٹرینی ڈاڈ کی نمایش تھی یہ جزایر غرب ہند میں ایک بڑی سرسبز جگہ سمجھی جاتی تھی۔ اسمیں کوکو۔ چیکولیٹ۔ ارا روٹ۔ اچار مربے قند رم کتنے ہی طرح کی شراب کے نمونے تھے ایک چھونپڑے کا بھی نمونہ تھا جسکی چھت الگ تھی کہتے ہیں کہ جب یہاں کے باشندوں کو ضرورت ہوتی ہے چھت سرکا لیتے ہیں۔ یہانپر ایک بڑی جھیل ہے جسمیں سے ایک قسم کی مٹی جسکو Asphalt کہتے ہیں نکلتی ہے ۶۰۰۰۰ ٹن ہر سال غیر ولایتوںکو روانہ کی جاتی ہے۔ Sulphate of lime بھی اسی جگہ سے آتا ہے۔ جسکا تمام پیرس میں پلاسٹر ہو رہا ہے ہزاروں حبشیوں کے فوٹو بھی لٹک رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ۲۰۰۰ قلی ہر سال اسجگہ ہندوستان سے آتے ہیں اور اب ۳۰۰۲۵ موجود ہیں۔ بعض تو ہیں پر زمین لیکر بود و باش اختیار کر لیتے ہیں بعض ہزار ہا روپیہ کما گھر کا راستہ لیتے ہیں۔ اسکے بائیں ہاتھ کو دنڈورڈ کی نمایش تھی اسمیں گنے اچھے تھے یہاں سے ہم سا ٹرس کی نمایش میں آئے۔ یہ بیشک دیکھنے کے لایق تھی۔ جھنڈونپر طرح طرح کے یہانکے سکوں کے چھاپے چھپے ہوے تھے۔ اور اسکے حالات بھی نیچے لکھے ہوسے تھے۔ یہاں کے ریشمی کپڑے بننے کے اوزار۔ گاڑی اور ہل کے منونے جسمیں قسم کھانیکو بھی لوہا نہیں تھا بیچمیں رکھے تھے۔ دیوار کے برابر ہی دھاتیں۔ ریشم۔ لیس۔ وغیرہ کے نمونے چپنے ہوے تھے کتنے ہی طرح کے انگوروں کے نمونے بھی تھے کہتے ہیں کہ دنیا میں جتنے عمدہ قسم کے انگور پائے جاتے ہیں۔ سب کی اصل اسی جگہ سے ہے۔ سب سے عمدہ چیز ٹڈیوں کے پکڑنے کی ترکیب تھی۔ کہتے ہیں کہ ٹڈیاں اس جگہ حد سے زیادہ نقصان کرتی ہیں ایک باشندہ ملک اطالیہ نے یہ ترکیب نکالی کہ زراعت کے ارد گرد خوب گہرے کھائے کھدوائے اور کنواس کے کپڑے پر گورنمنٹ کی گوٹ لگاکر خوب اونچی باڑ باندہ دی۔ ٹڈیونکی بھیڑیا چال مشہور ہے کہ جدھر کو ایک جائیگی اودھر ہی کو سب جائیں گی۔ جب ٹڈیاں آئیں تو

گورنمنٹ پر پہنچیے نہ ٹھیک سکیں لاکھوں بلکہ کروڑوں گر گر کے کھائے گئیں جمع ہو گئیں۔ انیورسٹی ڈاکٹر و ہانکا دہیں دنہنادیا اس ترکیب سے اسقدر فائدہ ہوا کہ اب ۶۰ سے ۶۵ بشل تک آناج ایک ایک ایکڑ زمین میں پیدا ہوتا ہے اسکے علاوہ طرح طرح کے جانوروں کے بھس بھرے ہوئے نمونے بھی ہیں۔
یہاں سے مالٹا کی نمائش میں آئے یہاں کی لیس اور چاندی کا کام بہت مشہور ہے اور ان ہی کے نمونے بہت خوبصورت یہاں رکھے ہیں دو کمروں میں اسباب خانگی سجا ہوا ہے اور یہاں کے آدمیوں کی مورتیں کیڑے پہنے کھڑے ہیں۔ دیوار پر حضور قیصر ہند کی تصویر کاٹ کے گلٹ شدہ چوکٹے میں لگ رہی ہے اب نمائش گاہ کی تو سیر ختم ہو گئی فقط
ہندوستان۔کینڈا۔ نیوزیلنڈ اور مالٹا کی تصویریں دیکھنی باقی رہیں جو البرٹ ہال کے پکچر گیلیری میں سج رہی تھیں۔ اب چونکہ ساڑھے آٹھ بجے تھے پون گھنٹے سے زیادہ دن باقی تھا سب کی صلاح ہوئی کہ وہ بھی دیکھ لیں۔ یہاں پر آئے تو لفٹ کے پاس ہی حضور قیصر ہند اور شاہزادی البرٹ کی بہت بڑی تصویریں نہایت ہی عمدہ لگ رہی تھیں اسکے اردگرد راجگان و مہاراجگان ہند کی نہایت مکلف لباس میں تصویریں تھیں۔
اسکے علاوہ ہندوستان کے عمدہ عمدہ جگہوں کی تصویریں لگ رہی تھیں کینڈا کی تصویروں میں پہاڑوں کی تصویریں بہت تھیں اور حضور شاہزادی لوئس دختر کلاں حضور قیصر ہند کی بنائی ہوئی نائیگرا کے آبشار کی تصویر نہایت خوبصورت تھی نیوزیلنڈ اور مالٹا کی تصویروں میں صرف ان ہی جگہوں کی تصویریں ہیں جو ان ملکوں میں نہایت خوبصورت سمجھی جاتی ہیں۔ جنرل رسے کے تیل پانی کی تصویر غدر ششہ کی جنمیں راجپوتانہ میں دس ہزار سپاہی جا رہے تھے بڑے غضب کی ہے ہمنے اس کمرہ کو ختم کیا ہی تھا کہ باجے کی آواز سنائی دی۔ تو میدان میں گئے باجا بجانے والوں کے واسطے دو کاٹ کے گنبد بنے ہوئے تھے

دس دس منٹ ہرایک گنبد میں باجا بجتا تھا لاکھوں آدمی اسکے اردگرد
ہٹا کرتے ہیں۔ اور ہزاروں ریسٹوراں میں بیٹھے ہوئے باجا سنا کرتے ہیں
سوا نو بجے جب سورج غروب ہوا تو یکایک دس ہزار لمپ ایک دفعہ ہی
روشن ہو گئے۔ تمام مکانوں کے اوپر اندر درختوں میں چھوٹے پودوں
کے سامنے ایسے خوبصورت معلوم ہوتے تھے کہ بیان سے باہر بعض
بعض بڑے بڑے لمپوں کی روشنی ۲۰۰۰ بتی کی تھی اور عموماً سب کے
سب ۵ سے۔ اتنے کی ابھی سب روشنی کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک فوارے
چھوٹنے شروع ہوئے۔ کبھی لال کبھی ہرے کبھی نیلے کبھی پیلے کبھی پچر نگے
یہی لطف رات کے دس بجے تک رہا پھر سب اپنے اپنے گھر چلے آئے
کیونکہ دس بجے نمائشگاہ بند ہوتی ہے ورنہ انکو تو طبیعت ہرگز نکر لی تھی یہ نمائشگاہ
کیا تھی کل ممالک زیر حکومت برطانیہ کو لندن میں لا بسایا تھا جو چیز چاہیئے
وہاں کی لیلو۔ آدمیوں سے باتیں کرلو خوبصورت خوبصورت جگہوں کی
تصویروں میں سیر کرلو یوں تو لوگ سب ہی کو پسند کرتے ہیں ہندوستان کی
چیزوں پر مکھیوں کی طرح گرتے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ کوئی ہندوستانی
لندن میں دکاندار نہیں جو ایسی ایسی چیزیں منگوا دے۔ یہ خبر نہیں کہ لندن میں
ایسی دوکان کھولنا آسان نہیں ہے ایک ذرا سے تمباکو کی دُکان کو بھی کم از کم
پانسو پونڈ چاہیئں۔ اگر عام چیزوں کی خریج کی دکان کھولی جائے تو لاکھ
روپے لگانے کو چاہیئں۔ اگر انگریزی طور پر کام کیا جاوے تو اسکے واسطے
جگر چاہیئے۔ ہندوستانی تو پہلے نفع کو ڈھونڈتے ہیں انگریز جو ہندوستان
سے چیزیں منگا کر بھیجتے ہیں تو وہ خاص چیزیں ہوتی ہیں کیونکہ ہندوستانیوں
نے یہ فرض کر رکھا ہے کہ خاص ہی خاص طرح کی چیزیں انگریزوں کو پسند ہیں
اور وہی اُنکے واسطے بناتے ہیں اور وہی اُنکو دکھاتے ہیں اور نہ
انکو سستی دستیاب ہوتی ہیں کیونکہ عموماً ہندوستان سے ہندوستانی سستی

سکتا ہے اور پھر وہ دُگنی تگنی قیمت سے کم نہیں بیچتے یہی خاص سبب تھا
کہ لوگ ہندوستان کی چیز کو سستا سستا پکارتے تھے۔ اس نمایش کی
کل سیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر پُرانے زمانے میں قوموں کی اوزار ہتیار
اور ضروریات کی چیزیں تقریباً ایک ہی وضع کے تھی لبقول انگریزی مقولہ
کے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے جس قوم کو جس چیز کی ضرورت معلوم ہوئی
یا جسمیں سہولت معلوم دی وہی اُسنے بنائی یا اختیار کرلی اور قوموں نے
بھی اگر اسکی ضرورت دیکھی تو اُسمیں کچھ اختراع کرکے یا بالکل ویسے ہی کام
میں لے آئے اور دن بدن اُسکو ترقی ہی دیتے گئے مگر ہندوستان کی
حالت ان سب کے برعکس ہے یہانکی جسقدر چیز پرانی ہو اُس قدر عمدہ اور
جسقدر نئی اسیقدر خراب ڈھاکہ کی ململ اسکی شاہد ہے۔ ہر ایک قوم کو اپنی
حال کی ترقی پر فخر ہے ہمارے ہندوستان کو بُدرم سلطان بُود ہی کاراگ ہے
اگر کسی کے سامنے انگریزی عمارت کا ذکر کرو تو صاف کہے گا کہ ہماری دہلی
کی جامع مسجد۔ قطب کی لاٹھ۔ آگرہ کے تاج بیوی کے روضہ کو دیکھو۔
جب یہ سوال کرو کہ اب بھی وہ مصالح بنا سکتے ہو جو ان عمارتوں میں
لگا ہے۔ تو جواب خاموشی ہی ہوتا ہے ہماری خاصیت میں کچھ ایسی بات
ہوگئی ہے کہ دوسروں کو عمدہ کام کرتے ہوے دیکھ کر رشک نہیں کرتے
بلکہ اس اَمر کی کوشش کرتے ہیں کہ اسکو حقیر ثابت کردیں اور یہی ہماری
ترقی معکوس کا باعث ہے۔
نمایش گاہ کی اور اور جگہوں کی سیر ۲۰ دن تک تو کرتے رہے پھر تو اس قدر
رقعہ اور بلاوے بڑے بڑے آدمیوں اور نمایش گاہ کی طرف سے آئے
کہ جانا مشکل ہوگیا۔ مفصلہ ذیل رقعہ میرے پاس ۲۴ تاریخ جولائی ۱۸۸۶ء
تک آئے اور روزبرابر آتے تھے اور اسیطرح سے جبتک نمایش کھلی
رہی برابر ہی آتے رہے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی نمایش آج تک دنیا میں نہیں

ہوئی اور امید بھی نہیں کہ کبھی ہو۔

تاریخ	کسکی طرف سے رقعہ	کس جگہ	کس چیز کے واسطے
۲۵ مئی ۱۸۸۶ء	لارڈ میئر	گلڈ ہال	ناچ
۲۷ - ایضاً	برٹش انڈیا سیٹم کمپنی	دریا	دریا کی سیر
۲۹ - ایضاً	انڈیا آفس	پریڈ کی زمین	سالگرہ کی خوشی
۱ - جون ۱۸۸۶ء	سر لی بریسی	"	شام کا جلسہ
۲ - ایضاً	پی - اور او کمپنی	ٹیمپل	دریا کی سیر
۴ - ایضاً	شہزادی لوئس	کنزنگٹن پیلس	باغ کا جلسہ
۵ - ایضاً	سر لی بریسی	گرین وچ	گرین وچ کی سیر
۶ - ایضاً	مارکوئس سالسبری	ہنٹ فیلڈ ہوس	باغ کا جلسہ
۸ - ایضاً	آرمینٹل سیٹم کمپنی	البرٹ ڈاک	دریا کی سیر
" - ایضاً	سر لی بریسی	مکان	شام کا جلسہ
۹ - ایضاً	لارڈ ورنن	سڈبری	کانفرنس
۱۰ - ایضاً	مسرس سلو اور کمپنی	سلورٹون	ربڑ گٹاپرچا اور تار وغیرہ
۱۴ - ایضاً	برٹش انڈیا سیٹم کمپنی	دریا	دریا کی سیر
۱۵ - ایضاً	سر لی بریسی	مکان	شام کا جلسہ
۱۷ - ایضاً	ارل کانر ومر		ہائی کلیر کی سیر
" - ایضاً	نمائشگاہ	نمائشگاہ	کانفرنس
۱۸ - ایضاً	"	"	کانفرنس ریشم پر بحث
۲۰ - ایضاً	انڈیا آفس	سینٹ پال	حضور قیصر ہند کی سالگرہ کی نماز
۲۱ - ایضاً	نمائشگاہ	نمائشگاہ	کانفرس مختلف ادویات سنکونا وغیرہ پر بحث۔
" - ایضاً	پریمیڈنٹ ورشپ فل کمپنی	گرو سر ہال	کھانا۔

تاریخ	کسکی طرف سے تقریب	کس جگہ	کس چیز کے واسطے
۲۳ جون ۱۸۸۶ء	ڈیوک آف بڈفورڈ	ویبرن	کشتکاری کی سیر زراعت کی ترقی۔
ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	کانفرنس تمباکو
۲۴ ایضاً	کرسٹل پیلس کمپنی	کرسٹل پیلس	کرسٹل پیلس کی سیر
۲۵ ایضاً	انڈیا آفس	ونڈسر	ونڈسر اور گلڈہال کی سیر
ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	کانفرنس
۲۶ ایضاً	مسز اف بلیمتہ	ہٹیل فیلڈ	ہٹننگ کی سیر
۲۸ جون ۸۶ء	مسز لی بریسی	مکان	شام کا جلسہ
۱ جولائی تک	نمایشگاہ	نمایشگاہ	بیڈنگٹن اسفورڈ ملیکٹر۔ برمنگھم اور کرک کی سیر
۳۰ جون	نمایشگاہ	نمایشگاہ	کانفرنس دھاتوں پر بحث
۱ جولائی	بشپ اف لندن	فلہیم پیلس	ملاقات
ایضاً	مسٹر مورنگ	نمایشگاہ	جلسہ
ایضاً	مسٹر سٹوکڈن	ہیرو سکول	تقسیم انعام کا جلسہ
ایضاً	ایضاً	ہیرو ہل	دعوت کا جلسہ
ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	فوج کی سیر
۳ ایضاً	مس میننگ	مکان	سوائری کا جلسہ
ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	کانفرنس تیل اور عطریات
۶-۷-۸	بروس جوری۔ بسفارش لارڈ کرین بروک۔	ویسٹ گیبزٹن	لارڈ سالسبری اور جان برائٹ کی مورتیں
۷ ایضاً	برٹش انڈیا سٹیم کمپنی	دریا	دریا کی سیر
ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	کانفرنس رنگوں پر بحث

تاریخ	کسکی طرف سے رقعہ	کس جگہ	کس چیز کے واسطے
۷-جولائی	چیمبر آف کامرس	سوتھ کنزنگٹن میوزیم	ملاقات اور سیر
۸- ایضاً	نمایشگاہ	سٹوفرڈ ہوس	سٹوفرڈ ہوس کی سیر
″ - ایضاً	ایضاً	نمایشگاہ -	کانفرنس تمباکو
۹- ایضاً	ایضاً	کیمبرج	میئر کورپوریشن اور یونیورسٹی کا بلاوا
″ - ایضاً	ایضاً	نمایشگاہ	بورے - ٹوکرے - اور جھاڑو پر بحث -
۱۲- ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	لکڑی کی چیزوں پر بحث
۱۴- ایضاً	ایضاً	ناروچ	سیر
″ - ایضاً	ایضاً	نمایشگاہ	چمڑے کی چیزوں پر بحث
۱۵- ایضاً	ڈیوک نورتھ آمبرلینڈ	سیون	ملاقات اور سیر
۱۶- ایضاً	سوسائٹی آف آرٹس	نمایشگاہ	سیر اور مختلف چیزوں کا بیان -
″ - ایضاً	نمایشگاہ	نمایشگاہ	سیر اور مختلف چیزوں کا بیان
۱۷- ایضاً	لیڈی دلمٹ		ملاقات
۱۸- ایضاً	ایضاً		ایضاً
۱۹- ایضاً	نمایشگاہ	برسٹل	برسٹل اور باتھ کی سیر
″ - ایضاً	لیڈی دلمٹ	ملن	ملاقات
۲۰- ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۲۱- ایضاً	نمایشگاہ	گرین تھم	مورکیس کی سیر اور مسٹر موسیشمی اور کمپنی کے کھانا -

تاریخ	کسکی طرف سے رقعہ	کس جگہ	کس چیز کے واسطے
۲۲- جولائی	لیڈی دلمٹ	مکان	ملاقات
۲۳- ایضاً	مسٹرس رن سم اور کمپنی	گرین تھم	کارخانہ کی سیر اور کھانا-
ر - ایضاً	لیڈی دلمٹ	مکان	ملاقات
۲۴- ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۲۶-۲۷-۲۸ جولائی-	میرف پلی متھ	سپلے متھ	سیر

انکے علاوہ کتنے ہی ٹکٹ کتنی ہی جگوں سے ایسے آئے کہ جب فرصت ہو ہمارے کارخانوں کی سیر کیجیے-

گلڈ ہال بال

لارڈ مرکیطرف سے دو رقعے ہمارے پاس ناچکے بلاوے کے آئے- ایکتو سب سے بڑا جس سے یہ غرض تھی کہ بطور یادگار ہمارے پاس ہمیشہ کیواسطے رہے- یہ رقعہ مشرقی پسند ہے یعنے اُسکی بین السطور پر ہندوستان اور اور ممالک مفتوحہ کے ہتیار اور ۲۵ قسم کی مختلف تصویریں ہیں- سب سے اوپر شہر لندن کے ہتیار ہیں- اسکے برابر لندن رائفل والنٹر- اسٹر ملبین والنٹر- انگریزی سپاہ اور ہندوستانی سپاہ کی سورتیں ہیں- اسیطرح مختلف جگوں سے شاہی اور قومی جھنڈونکی تصویریں ہیں- دوسرے ٹکٹ سے یہ مراد تھی کہ مہمان گلڈ ہال کے دروازے میں داخل ہوتے ہی اُسکو دربان کو دیدیں گلڈ ہال- ہنری چہارم کے وقت کی نہایت مضبوط عمارت ہے- جب ۱۶۶۶ء میں آگ لگی تھی اور تمام لندن خاک سیاہ ہوگیا تھا تب بھی گلڈ ہال کی دیواریں قایم ہی رہیں اور پھر آگ میں ایسی چمکا کیں جیسے محل زرین دھوپ میں چمکتا ہو- اسکا سب سے بڑا کمرہ ۱۵۰ فٹ لمبا- ۵۵ فٹ اُونچا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہے اور دیواروں کے آثار پانچ پانچ فٹ کی ہیں- کونوں میں دو دیونکی

سورتین جڑی ہوئی ہیں جنکا نام لوگ گوگ اور ماگوگ بتاتے ہیں۔ شاہی کھانے اکثر اسی کمرے میں ہوتے ہیں۔ لارڈ میئر پنکٹن نے ہنری ہفتم اور اُسکی ملکہ کے سامنے دعوت کے بعد ۶۰۰۰ پونڈ کے کاغذ صندل کی لکڑیوں میں اسی جگہہ جلاکر ریاست کو قرض سے سبکدوش کردیا تھا۔ لارڈ میئر کو لندن کے اختیارات شاہی حاصل ہوتے ہیں انکی سواری ایسی تزک وشان سے لندن کے بازاروں میں نکلتی ہے جیسے کسی زمانہ میں کہتے ہیں کہ ہمارے شہر دہلی میں شاہان اسلام کی نکلا کرتی تھی - لارڈ میئر کا کھانا پہانے پر ایساہی مشہور ہے جیساکسی زمانہ میں خان خاناں جسکے کھانے میں بتانا مشہور تھا۔ اب بھی لارڈ میئر کے ہاں ۲۰ باورچی نوکر ہیں اور ۱۴ اٹن کوئلا روز کھانا پکانے میں صرف ہوتا ہے۔ گلڈ ہال میں بہت سے کمرے لارڈ چمبرلین وغیرہ کے دفتروں کے ہیں اور ایک کتب خانہ بھی اسکے متعلق ہے جسمیں دس بجے دن سے رات کے نو بجے تک عوام الناس کو جانے کی اجازت ہے اسمیں ساٹھ ہزار کتابیں مختلف علوم کی ہیں مگر مذہبی کتاب ایک بھی نہیں۔ اس کتب خانہ میں ہر ایک علوم کی نقلیں موجود ہیں۔

جب ہماری گاڑی گلڈ ہال کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ سینکڑوں گاڑیوں کی قطاریں سڑک پر لگ رہی تھیں۔ دو طرفہ ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ عجیب لطف دکھارہی تھی۔ جہاں کہیں گاڑی کھڑی ہوجاتی تھی نعرے خوشیکی آوازیں کان پھوڑے ڈالتی تھیں۔ کوئی ٹوپی اُتار کر آواز لگاتا تھا۔ کوئی رومال پھراتا تھا کوئی چھتری گھماتا تھا۔ جب ہم گلڈ ہال کے دروازہ میں پہنچے تو دیکھا کہ تمام کمرے روشنی سے جگمگا رہے تھے۔ دربان نے کہا کہ لارڈ میئر کتب خانے میں استقبال کے واسطے کھڑے ہیں۔ جونہی ہم کتب خانہ کے دروازہ میں داخل ہوے نقیب نے نام پوچھکر آواز لگائی لارڈ میئر نے ہاتھ بڑھاکر ہاتھ ملایا۔ محبان ہند نے خوشی کا نعرہ بلند کیا۔ وہاں سے ناچ کے کمرے میں گئے تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا ارگن باجا بجرہا تھا کہیں کوادرل۔ کہیں والس۔ کہیں پول کا ناچ ہورہا تھا۔ گت ختم ہونے پر

دس دس بارہ بارہ منٹ کا وقفہ ملتا تھا۔ جونہی باجا بجنا شروع ہوا اور جس شخص کی جس لیڈی کے ساتھ ناچنے کو طبیعت چاہے درخواست کی بغل میں لیا اور ناچنے لگے۔ ناچمیں یہ ضرور نہیں ہے کہ کوئی تیسرا شخص ملاقات کرائے کیونکہ اس رات کی ملاقات کا خاتمہ اس ہی رات کو ہوجاتا ہے جسکے ساتھ آج رات کو ناچ ہو دوسرے روز بغیر کسی شخص کی ملاقات کرائے صاحب سلامت ہی نکرلی چاہیئے مجھے تو اس رات کو ثابت ہوگیا کہ بھولاپن۔ نیک مزاجی اور پاکدامنی انگریزی عورتوں پر ختم ہے۔ مجھسے ایک بڑی ذی عزت لیڈی سے مفصلہ ذیل باتیں ہوئیں مجھے یقین ہے کہ انکا درج کرنا خالی از حظ ناظرین نہو گا۔

(لیڈی) کیونصاحب۔ آپ ہندوستانی ہیں۔

(میں) جی۔ ہاں۔

(لیڈی) گلڈ ہال ہندوستان میں بھی ہے؟ اور ایسا ہی ناچ ہوتا ہے!

(میں) کلکتہ میں ہو تو خبر نہیں۔ ہمارے صوبہ میں تو ہے نہیں اور نہ ہماری ہاں ایسا ناچ ہوتا ہے۔ انگریز شاید ہندوستانیں اسطرح ناچتے ہوں تو معلوم نہیں۔ کیونکہ ہمیں کبھی وہ بلاتے نہیں۔

(لیڈی) ہیں۔ انگریز اور تمہیں بالز میں نہیں بلاتے کیا سبب؟

(میں) شاید لحاظ یا شرم کرتے ہیں یا ہمسے متنفر ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے فاتح اور ہم مفتوح ہے۔

(لیڈی) اور تم انگریزوں کو اپنے ناچوں میں بُلاتے ہو۔

(میں) ہاں صرف اپنے دوستوں کو

(لیڈی) اور انگریز تمہیں بالکل نہیں بلاتے! جتنے جنٹلمین ہندوستان ہوکر آتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ ہندوستانیوں میں ایسے خلا ملا ہو جاتے ہیں کہ اپنی رسم و رواج تک کو بھول جاتے ہیں بلکہ اکثر تو ایسا دیکھا ہے کہ انگریزی نوکر ہی انکے ہاں نہیں ٹکتے۔

(میں) جتنے انگریز ہندوستان میں جاتے ہیں تقریباً کل ہی بیشک اپنے باورچی
- خانہ ساماں - بہرا وغیرہ کمیں آدمیوں سے خلا ملا ہو جاتے ہوں تو خبر نہیں
- عوام الناس کو تو وہ ایسا سمجھتے ہیں جیسا تم جنگلی کتوں کو بھی نہیں سمجھتے۔ نوکروں
سے بھی عموماً نہایت بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور اُسکے ایسے عادی ہو جاتی
ہیں کہ وہی حکومت یہاں پر آکر بھی انگریزی نوکروں پر جتاتے ہیں۔ انکو یہ برداشت
کہاں۔ نوکری چھوڑ کر لمبے ہوتے ہیں۔ ناچو نمیں شاید ہمیں اس سبب نہیں
بلاتے کہ انمیں انکی بیویاں اور بیٹیاں خود ناچتی ہیں۔
(لیڈی) اچھا۔ تم جو انکو اپنے ناچو نمیں بلاتے ہو کیا تمہاری عورتیں نہیں ناچتیں؟
(میں) نہیں۔ ہماری عورتیں پردو نمیں رہتی ہیں۔
(لیڈی) پھر کون ناچتا ہے؟ کیا جنٹلمین ہی ناچتے ہیں؟
(میں) نہیں۔ جنٹلمین بالکل نہیں ناچتے۔ بلکہ صرف وہی عورتیں ناچتی ہیں جنکا
پیشہ ہے۔
(لیڈی) ہیں۔ اور لیڈیاں پردہ میں رہتی ہیں۔ اچھا۔ اگر انکی طبیعت ناچنے کو چاہے؟
(میں) اپنے گھر میں ناچ لیں۔
(لیڈی) کسکے ساتھ ناچیں۔ جنٹلمین کی جگہ کون ہو؟
(میں) ہمارے ہاں لیڈی اور جنٹلمین ساتھ نہیں ناچتے بلکہ عورتیں ہی صرف
اکیلی ناچتی ہیں۔
(لیڈی) کیوں۔ کیا کمر میں ہاتھ ڈالنا۔ یا چھاتی سے چھاتی ملانا برا خیال کیا جاتا ہے
(میں) بیشک۔
(لیڈی) ارے۔ ہندوستانی بڑے بدگمان ہیں۔ کیا انکو اپنی عورتوں پر بھروسہ
نہیں۔ تو بوسہ لینا تو شاید بہت خراب سمجھتے ہوں گے۔
(میں) حقیقت میں۔
(لیڈی) اچھا اگر ہماری لیڈی کی کسی جنٹلمین سے ملاقات ہو تو تم اسکو بوسہ

نہیں لینے دو گے۔
(میں) ہماری لیڈی کی ناممکن ہے کہ کسی جنٹلمین سے ملاقات ہو۔
(لیڈی) کیوں ؟ کسی تھیٹر میں یا کسی اور جگہ ملاقات ہو جائے ؟
(میں) ہماری لیڈیاں کہیں جا ہی نہیں سکتیں۔ انکو گھر سے نکلنا ہی نہیں ملتا۔
(لیڈی) تو کیا وہ بیچاریاں قید میں ہیں ؟
(میں) چاہے جو کچھ سمجھ لو۔
(لیڈی) افسوس ہے گورنمنٹ اسکا کچھ خیال نہیں کرتی۔ ہمارے ملک میں تو جانور و نسپر بیبر حمی کرنیکی اتنی سزا او رہندوستانین آدمی توم بیگناہ قید میں اگر ہندوستان جاؤں توان بیچاریونکو ضرور قید سے رہائی دلوا دوں۔ کیونجی۔ کیا تمہارے ہاں ہندوستانی جنٹلمین عورتوں کی حقوق پر خیال نہیں کرتی ؟
(میں) خیال کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بہت جلد انکو آزاد کر دیں مگر لیڈی ابھی تک وہ زمانہ نہیں آیا کہ ہماری عورتیں آزادی کا پھل چکھیں۔
(لیڈی) کیوں۔ کیا وہ انسان نہیں ہیں۔
(میں) نہیں۔ انسان ضرور ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ تعلیم یافتہ نہیں۔ انکا دھوکے میں آجانا کوئی بڑی بات نہیں ہے
(لیڈی) کیا۔ ؟ تعلیم یافتہ نہیں ہیں ؟ لیڈی ڈفرن اور مشنری لیڈیز تعلیم نسوال پر کچھ کم کوشش کر رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستانی بھی ایرلنڈ والونکی طرح گریاں ہیں۔ چاہے جتنا انکے ساتھ سلوک کرو انکی ایک نہ ایک شکایت ضرور ہی باقی رہجاتی ہے
(میں) مجھے معلوم ہوتا ہے اپ کونسر ویٹو ہیں
(لیڈی) نہیں جی۔ آپ میرے خاوند کو نہیں جانتے۔ ہم تو یوس ایسٹ ہیں اتنے میں باجا بجنے لگا دوسرا ناچ شروع ہو گیا اور ایک جنٹلمین اوس لیڈی کو ساتھ لیکر ناچ میں شریک ہو گیا۔

ہم دو بجے کے قریب اس ناچمیں سے اپنے مکانپر واپس آگئے ہرچند طبیعت
تو یہ ہی چاہتی تھی کہ تمام رات یہاں ہی گذاریں اور دل سے یہ ہی دعا نکلتی
تھی کہ یہ رات کئی برسکی ہو جاوے مگر چند وجوہات کے سبب سے واپس آنا
ہی پڑا۔

روائل نارمل کالج

یہ کالج اندھے طالبعلموں کے واسطے اپر نوروڈ میں کرسٹل پیلس کے قریب
نہایت خوبصورت جگہ میں بنا ہوا ہے۔ حضور شاہزادی لوئس ہماری قیصر ہند
کی دختر کلاں نے ۱۳۔ جولائی ۱۸۷۳ء کو اس غرض سے کھولا تھا کہ بیچارے
نابینا اپنے نان نفقہ کا گذارا کسیطرح کرلیں اسمیں عموماً چیزونکی تعلیم علوم
اور باجا بجانکی مشق تعلیم معلمین اور پی آنو بجانا سکھایا جاتا ہے۔ اس کالج
کے متعلق ایک ابتدائی تعلیم کا مدرسہ ایک اوسط درجہ کی تعلیم کا ایک اعلی درجہ
کی تعلیم کا ایک صنعت کا مدرسہ اور ایک فن موسیقی کا مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ
میں ورزش جسمانی بھی سکھائی جاتی ہے۔ اسکے میدانمیں ہر قسم کے کھیل کے
لئے جگہ بنی ہوئی ہے جمناسٹکس جنگی قواعد۔ کھیل جسمیں تیرنا کشتی چلانا۔
اور پھسلنا بھی شامل ہے سب کے لئے جگہ بنی ہوئی ہے۔ اس کالج نے
۱۲ سال کے بعد یہ بات ثابت کردی کہ اندھوں کو اگر تعلیم دیجائے تو وہ
سُجاکوں سے کم نہیں رہتے۔ اسکا ثبوت اُن چٹھیوں سے بخوبی ہو سکتا
ہے جو اس مدرسہ کے طالب علموں نے کنیڈا اسٹوبلیا لنکا اور ہندوستان
سے بھیجے ہیں۔ انھیں لکھا ہے کہ ہم بہت اچھی طرح سے معہ عیال و اطفال
اوقات بسر کرتے ہیں۔ ۷۵ لڑکے آجکل اسمیں تعلیم پاتے ہیں جنمیں بہت
سے مفلس بھی تھے بہت سے اندھے لاوارث بچوں کو اسمیں تعلیم دیکر مختلف
امصار میں بھیج دیا گیا جو اب بغیر کسی کی مدد کے اپنی بسر اوقات معقول طور
سے کر رہے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ امتحان مقابلہ میں اس مدرسہ کے

چھ لڑکوں نے ۵۰ پونڈ سے ۱۰۰ پونڈ سال تک کی نوکریاں حاصل کیں۔ حقیقت میں اس امتحان میں یہ اندھے سجھاکوں سے گوئے سبقت لیگئے

ڈاکٹر کیمبل پرنسپل کالج مذکور نے ۲۰ جولائی کو ہمیں بلایا اسٹیشن وکٹوریہ پر اول درجہ کی خاص گاڑی مہمانوں کے لئے مہیا تھی کرسٹل پیلیس تک یہ گاڑی گئی وہاں سے پانچ منٹ میں پاپیادہ کالج کے مکانمیں پہنچگئے۔ سب سے پہلے لڑکوں کے کھیل دکھائے گئے پھر مدرسہ کی عمارت کی سیر کرائی گئی پھر گانا سنوایا گیا۔ بعدازاں انکے تیرنے کی کیفیت دیکھی۔ اسکے بعد ورزش کا تماشا دیکھتے رہے اندھے لڑکے پیر یلل بار پر طرح طرح کے ہنر دکھاتے تھے۔ جھولنے پر جھولتے تھے۔ گھوڑونپر سوار ہوتے تھے۔ پولو کھیلتے تھے۔ جنگی قواعد کرتے تھے۔

اثنائے گفتگو میں ایک جنٹلمین نے جبکہ ہم باغ کی سیر کررہے تھے مجھسے کہا کہ ایکدفعہ ڈاکٹر کیمبل اور ڈیوک آف ویسٹ منسٹر میں بڑا مذاق ہوا تھا ڈیوک اپنے محل میں بیٹھے ہوے صبح کے وقت اسی باغ کی سیر کررہے تھے جسکا خوشنما نظارہ آنکھوں کو تازگی اور زینت بخشتا تھا اتفاقاً ڈاکٹر کیمبل وہاں آنکلے ڈیوک صاحب نے انسے فرمایا کہ ڈاکٹر مجھے افسوس ہے کہ تم ان خوبیوں کا مشاہدہ نہیں کرسکتے جنکا میں حظ اوٹھا رہا ہوں ڈاکٹر نے کہا کہ حضور صرف ظاہری اشیاء کا ملاحظ کرسکتے ہیں میرے دل میں یہانکا ایک ایک پتہ موجود ہے اور آئینہ دل میں ہر شے کا عکس نظر آتا ہے مجھے کسی چیز کے دیکھنے کا ارمان نہیں۔

شاہزادی لوئس کے باغ کا جلسہ

حضور شاہزادی لوئس کی طرف سے میرے پاس باغ کے جلسہ میں شریک ہونے اور ملاقات کرنے کے واسطے رقعہ آیا یہ جلسہ ۲۸ جون ۱۸۸۶ء کو کنسنگٹن پیلس میں ہوا تھا۔ یہ محل کنسنگٹن باغ کے پاس چوڑے اور

اینٹونکا بنا ہوا ہے اور اس سبب سے خصوصاً مشہور ہے کہ ہماری حضور قیصر ہند اسی جگہ پیدا ہوئی تھیں۔ جسوقت ہماری گاڑی محل کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ بہت سی گاڑیاں قطاریں کھڑی ہیں اور ہزارہا آدمی سڑک کے دونوں طرف قطاریں باندھیں کھڑے ہیں۔ جسوقت ہماری گاڑی راستہ نکلنے کے سبب کہیں کھڑی ہوتی تھی تو عموماً لوگ ہمیں نہایت ہی تعجب سے دیکھتے تھے کیونکہ ہم اپنی ہندوستانی پوشاک پہنے ہوئے تھے کوئی تو کہتا تھا کہ یہ ہندوستان کے راجہ ہیں۔ کوئی کہتا تھا نہیں کہیں اور کے ہیں۔ کوئی کہتا تھا کوئی ہوں ہیں بڑے آدمی جو یہاں آئے ہیں۔ غرض کہ ہماری گاڑی محل کے دروازہ کے پاس پہنچی حضور شاہزادی لوئس، باغ کے پاس مہمانوں کے استقبال کے واسطے کھڑی تھیں۔ نقیب نام لیکر آواز لگاتا جاتا تھا اور ہماری شاہزادی نہایت خندہ پیشانی مہمانوں سے ہاتھ ملاتی تھیں اور باغ کی سیر کے واسطے ارشاد کرتی تھیں۔ باغ میں ایک بڑا خیمہ ایستادہ تھا اسمیں ہر ایک قسم کی شراب اور میوہ جات موجود تھے جسکی جو طبیعت چاہتی تھی کھاتا پیتا تھا۔ برابر ہی ایک چھوٹا مگر نہایت خوبصورت خیمہ اور کھڑا تھا۔ جسمیں حضور شاہزادہ ویلز معہ اپنے خاندان کے موجود تھے اور عموماً سب سے نہایت تپاک سے پیش آتی تھی۔ اور سب مہمان بھی آپسمیں ایک دوسرے سے باتیں کرتے اور ہوا کھاتے ہوئے پھرتے تھے۔ میری ملاقات اسجگہ کرنیل سٹورٹ سے ہوئی جو جنگ کابل میں سکنڈ افسر تھے۔ مجھسے کرنیل صاحب نہایت اخلاق سے ملے۔ اور نصف گھنٹے سے زیادہ فارسی میں گفتگو کرتے رہے۔ کرنیل صاحب کہتے تھے کہ میری آرزو ہے کہ ایک دفعہ اور پنجاب میں جاؤں اور ان بہادران خیر خواہ سرکار انگریزی سے ملوں جو ہماری قوم کے رشتہ اتحاد کے باعث اپنی جان اور مال کو کچھ مال نہیں سمجھتے۔ کرنیل صاحب پنجابیوں کے بڑے مداح تھے اور

اور کہتے تھے کہ یہ قوم تھوڑے سے ہی عرصہ میں تمام دنیا کے مہذب قوموں پر گوئی سبقت لیجائے گی۔

سینٹ پال کا کیتھڈرل

۲۰۔ جون ۱۸۸۶ء کو حضور قیصر ہند کی سالگرہ کی نماز لارڈ مئر نے اس گرجا میں پڑھی اسکی سیر دیکھنے کو ہم بھی گئے۔ یہ گرجا دنیا کے سب سے بڑے گرجاؤں میں ایک گنا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ اصل عمارت دوسری صدی عیسوی میں بنی تھی لیکن شہنشاہ ڈاوکلیشن کے زمانہ میں نیست و نابود کر دیگئی تھی۔ پھر بنی اور پھر سکس والوں کی زمانے میں اجاڑ دی گئی ولیم دی کونکرر نے پھر اسکو تعمیر کیا اور برباد کرنیوالے کو طلاق لکھدیا۔ ۱۰۸۳ء اور ۱۱۳۷ء میں آتش زدگی کے سبب سے اسمیں بڑا نقصان ہوا بلکہ تقریباً برباد ہو گیا ۱۶۷۳ء میں سر کرسٹوفر رین نے پھر اسکو تعمیر کرنا شروع کیا اور چند برسوں میں عمارت حال طیار کر دی۔ یہ گرجا آٹھ صحرا بونپر بنا ہوا ہے گنبد کے اوپر ایک گیلری ہے اور گیلری کے اوپر گھنٹہ اور گھنٹہ کے اوپر گلٹ کئے ہوئے صلیب۔ یہ زمین سے ۴۰۴ فیٹ اونچی ہے۔ یہ گرجا دریا کے کنارے کھڑے ہو کر دیکھنے سے نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ لڈگیٹ ہل کی طرف کے دروازے سے اگر داخل ہوں تو بائیں ہاتھ کیطرف چکر بنا ہوا ہے اور دائیں ہاتھ کیطرف ڈیوک آف ولنگٹن کی یادگار۔ ڈیوک کی مورت ایک سائیبان کے نیچے پڑی ہے اور اسکے بہت سے فتوحاتوں کے نام پتھر و نپر کھدے ہوئے ہیں۔ اسکے بائیں طرف ان بہادروں کی یادگار ہے جو جنگ کریمیا میں کام میں آئے اس سے آگے بڑھکر وسکونٹ میل بورن کی یادگار ہے ایک پیتل کی تختی پر ایک جہاز کی تصویر کھدی ہوئی ہے اور ان بہادروں کے نام ہیں جو اسکے ساتھ ڈوبے۔ اگرچہ اس گرجا میں بہت سے ایسے آدمیوں کی یادگاریں نہیں ہیں کہ جنکے ذکر سے دل پر چوٹ سے لگے لیکن بھیانک ضرور معلوم ہوتا ہے۔ یہانپر ایک زینہ بنا ہوا ہے

جسپر اور چھ پینی لیکر چڑھنے دیتے ہیں ہمیں بھی یہ ٹکس دیا اور زینہ پر چڑھکر وسپرنگ گیلری کی پاس پہنچے۔ گنبد کے چاروں طرف ہے۔ چونکہ یہ بالکل مدور ہے اسواسطے اگر کچھ بھی نہایت ہی آہستہ سے ایک طرف کہا جاوے تو دوسری طرف وہی سنای دیجاتا ہے۔ اس برانڈہ کے پاس ہی ایک گھنٹہ اور کتب خانہ ہے جسوقت یہ گھنٹہ بجا تو بہت سی میموں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ اسکے اوپر ایک پتھر کا برانڈہ ہے جسپر سے تقریباً کل لندن اور دریاے ٹیمز کی خوب سیر ہوتی ہے یہاں سے ہم اور بھی اوپر چڑھے اور ایک اور برانڈہ میں پہنچے جو سنہری برانڈہ کہلاتا ہے یہاں سے ہمت کرکے گھنٹہ کے پاس پہنچے جہانپر لوگوں کے .... مُنھ سرخ اور ہانپتے ہوے دیکھا ہم تو قطب صاحب کی لاٹھ پر دو دو دفعہ چڑھے ہوے تھے کیا معلوم ہوتا تھا یہانپر ہمنے چھ پینی کی اور فیس دی تھی۔ پھر یہاں سے اُترکر اور چھ پینی کی فیس دیکر تہ خانے میں گئے جہانپر کہ ڈیوک آف ونگٹن نیلسن اور اور بہت سے آدمیوں کی قبریں ہیں اس تہ خانے کے ایک کونے میں وہ گاڑی کھڑی ہے جسپر کہ ولنگٹن کی لاش لائی گئی تھی یہ گاڑی ایک بڑی بھاری توپ کی بنی ہوئی ہے جس سے ڈیوک نے فرانسیسیوں سے لیا تھا اور تیرہ ہزار پونڈ لگاکر اُسے اس صورت کا بنایا تھا۔ ابھی ہم یہ چیزیں دیکھکر فارغ بھی نہ ہوے تھے کہ لارڈ میر کے آنے کا وقت ہوگیا۔ لارڈ میر کی سواری حقیقت میں ایسی ہی شان وشکوہ سے آئی جیسے کہ ہمنے سنی تھی اُنکی تشریف آوری پر پہلے تو نماز ادا ہوئی اور پھر ایک پادری نے نہایت عمدہ سرمن دیا جسمیں اُسنے صاف صاف کہا۔ یا کہ جو انگریز ہوکر اپنے مفتوح کیساتھ نہایت مروت سے پیش نہ آئے وہ انگریز نہیں۔ جنکی آنکھیں ہماری طرف کسی خواہش کی غرض سے لگی ہوئی ہوں۔ انکی مطلب براری نکرنا ہماری قوم کا فرض نہیں۔

جب یہ سب باتیں ختم ہوچکیں اور لارڈ میر کی سواری چلی تو تمام رستہ میں خلقت

کا بیشمار انبوہ تھا کوئی تو مارے خوشی کے اپنی ٹوپی کوئی چھتری کوئی رومال گھوما
تا تھا اور نعرہ خوشی کے آوازوں سے کان پھٹے جاتے تھے۔

سلور ٹون کی سیر

مسٹر سلور کا رقعہ دسویں جون کو انکے کارخانے کی سیر کرنیکے واسطے ہمارے پاس آیا۔ ہم تاریخ مقررہ کو ۱۰½ بجے ٹیمپل کے گھاٹ پر پہنچے جہانپر کہ جہاز ڈیوک آف اڈنبرا مہمانوں کے واسطے مستعد کھڑا تھا مسٹر سلور ہر ایک شخص کا نہایت ادب سے استقبال کرکے ہاتھ ملاتے تھے اور جہاز پر لے جاتے تھے۔ چونکہ مہمان بہت سے تھے مسٹر سلور نے اپنے کارخانے کے افسروں کے خاص خاص مہمان سیر دکھانے کیواسطے مقرر کردے تھے۔ جب جہاز روانہ ہو تو راستہ میں لنڈن برج ٹوسراف لنڈن مختلف ڈاک جزیرہ سنا وغیرہ وغیرہ دکھاتے ہوئے سوا گیارہ بجے کے قریب شمالی وولوچ کے گھاٹ پر پہنچے جہانپر کہ ایک خاص ریل گاڑی سلور ٹون تک مہمانوں کے لیجانے کے واسطے تیار کھڑی تھی سلور ٹون پہنچکر سب مہمان اپنے اپنے گائڈ کے ساتھ ہوگئے سب سے پہلے وہ ربڑ لپٹا ہوا تار بنا ہوا دیکھا جو غربی افریقہ اور یورپ میں لگے گا۔ پھر لیلیا پیچا کے ڈیپارٹمنٹ میں گئے وہانپر اسکا صاف ہونا دیکھا۔ گتا پرچا۔ ملایا اور بحر الجزائر ہند سے آتا ہے یہ اصل میں ایک درخت کا جوار سونا ندرہ گتا کہلاتا ہے گو نذہی جب یہ یورپ میں لایا جاتا ہے تب اسمیں ۵ ۲ یا ۳۰ فیصدی کا ملاؤ ہوتا ہے یہانپر یہ کلوں کے ذریعہ سے خود ہی صاف ہوکر ایک اور کل میں جاتا تھا فضلہ الگ گرتا جاتا تھا اور گتا پرچا کے تار بن بن کر کرتہ ہوتے جاتے تھے۔ وہاں سے ہمارا گائڈ ہمیں اوپر لے گیا جہانپر کہ یہ تار وہنپر از خود کلوں کے زور سے لپیٹ رہا تھا اور پھر بہت آگے جاکر بہت سے تار از خود لپٹتے تھے اور موٹے موٹے رستے بنکر ایک کوئے میں جمع ہوتے جاتے تھے۔ اس کارخانے کے

قریب ہی ایک کوٹھری تھی اُسمیں ایک چھوٹی سی کل رکھی تھی جسمیں بہت سے تار لگ رہے تھے۔ وہانپر ایک شخص بیٹھا ہوا اُسکو نہایت غور سے دیکھ رہا تھا جس کل میں کہیں ذرا سی بھی غلطی ہوتی تھی فوراً اس کل میں معلوم ہوجاتا تھا اور یہ شخص اُسیوقت اُسکی درستی کے واسطے تاروں میں خبر بھیجدیتا تھا۔ یہاں سے ہم تارپیڈو کی سیر دکھانے کیواسطے لے گئے دریا میں ایک بڑا جہاز کھڑا ہوا تھا جسمیں ۵۰۰ ٹن سے زیادہ بوجھ تھا ہم سبکو کشتیوں میں بٹھا بٹھاکر اس جہاز پر پہنچا دیا۔ یہاں سے کوئی ½ میل کے فاصلہ پر تارپیڈو لگایا گیا تھا پہلے اس جگہ پر ایک توپ چھوڑی گئی تاکہ سب مہمانوں کی توجہ اُنپر ہو جائے۔ پھر تارپیڈو میں آگ لگائی گئی اسکی آواز ایک نہایت مہیب ہوئی اور پانی ہزار گز سے اونچا اُچھل گیا ہمارا جہاز باوجودیکہ اسقدر بھاری اور اتنی دور پر تھا لیکن بہت ہی ڈگمگایا یہ سب سیریں دیکھکر شام کے چھ بجے کے قریب خاص ریل گاڑی میں سوار ہوکر جو مہمانوں کے واسطے کھڑی تھی سات بجے کے قریب اپنے مکانپر آگئے۔ فقط

تمام شد

فہرست کتب لیتھو طبع مطبع محب ہند واقع دریا گنج فیض بازار دہلی

قیمت کتب مع محصول ڈاک نقد۔ عام کمیشن ایک روپیہ ور زائد پر اٹھ۔ پانچ اور زائد پر ۲ اور دس اور زائد پر ۳ روپیہ مگر قانون کے لیے دس اور زائد پر ۲ روپیہ (۱) ہندوستانی مخزن المحاورات یا مصطلحات اُردو۔ دس ہزار محاورے اور اصطلاحین لشرون کی وجہ تسمیہ بہتونکی مستند نظیرین ضخامت بڑے پچاس جز۔ حنائی کاغذ سپید سرا لیپوری عمدہ ... ولایتی کاغذ لعہ۔ محصول ڈاک و رجسٹری ۷۔

مخزن پر مستند مصنفون۔ اخبارون اور رسالون کی رایون کا خلاصہ۔ "نہ کوئی اور کتاب ایسی میسر ہے کہ جسمین اُردو ہندی کے تمام محاورے اور اصطلاحین تقریباً دس ہزار کے مندرج ہون۔ اور نہ کسی اور کتاب مین یہ خوبیان ہین کہ محاورون کے معنی کے ساتھ سندین مستند شاعرون لیکچرون اور سخن ورون کی نظم و نثر سے انتخاب کرکے لکھی گئی ہون اور ہر محاورے کے معنی جتنے پہلوؤن سے عبارت مین بیٹھ سکتے ہون مفصل تحریر ہون۔ . . . حروف تہجی کے موافق ترتیب ایسی عمدہ رکھی ہے کہ محاورون کے دیکھنے مین تکلف نہین کرنا پڑتا . . . . **محمد ذکاءاللہ** پروفیسر میور کالج الہ آباد ــــــ "مینے اگرچہ اس کتاب کو ایک دوست کے پاس سرسری نظر سے دیکھا ہے لیکن کچھ شک نہین کہ منشی چرنجی لال صاحب نے اسکی فراہمی جزئیات۔ توضیح معانی اور بیان اسناد مین نہایت عرقریزی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر لفظ ایک خاص معنی رکھتا ہے لیکن جب تحریر و تقریر مین مختلف پہلوؤن سے استعمال کیا جاتا ہے تو جدا جدا معنی دیتا ہے منشی صاحب نے ایک لفظ کو لیا ہے اور جن جن پہلوؤن سے محاورہ بنین پایا اُنہین ڈھونڈ کر فراہم کیا ہے اور اسکے ہر معنی کو سند سے مضبوط کیا ہے مثلاً "اللہ میان" مختلف محاورون مین بائیس طرح لکھا ہے اور ہر محاورے کو اسکے معنون اور سندون سمیت درج کیا ہے اسیطرح آسمان کے ۴۴ محاورے۔ آگ کے ۳۰ آنکھ کے ۰ دیکھتے بات کے ۹۷۔ بال کے ۲۳ وغیرہ وغیرہ اس سے قیاس کرنا چاہیے کہ کتاب مذکور کس قدر صحیح ہوئی ہوگی . . . . . . منشی صاحب کی تلاش اور جمع آوری داد دینے کے قابل ہے اور معلومات کا پھیلاؤ قابل تحسین نہ کہ اعتراض کا نشانہ ــ یہ کلام بیدل اگرچہ مگذر زجادۂ مصطفی + کہ کسے نے طلبید زتو صلۂ دگر مگر آفرین + اس جانکاہی کا درد وہی لوگ جانتے ہین جو ایک لفظ کے لیے پسینے کی جگہ خون ٹپکاتے ہین اور کسی کو کیا خبر ہے۔ بندہ آزاد لاہور۔ از رفیق ہند مطبوعہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۶ء اودھ اخبار لکھنؤ مطبوعہ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۶ء۔ اخبار عام لاہور۔ ۲ اگست ۱۸۸۶ء مخزن ہند لاہور کوہ نور لاہور صحیفۂ قدسی دہلی۔ دانش ملتان۔ رسالہ تہذیب قوم کیو بھاء مطبوعہ یکم نومبر ۱۸۸۶ء نے بالاتفاق اپنے ریویو مین ملک کے لیے ایسی کتاب کی بہت بڑی ضرورت قبول کی ہے اور بتایا جتنی چھوٹی موٹی کتابین اُردو